وقت جو ٹھہر گیا

قیصرہ حیات

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

وقت جو ٹھہر گیا۔ بنیادی طور پر ایک استعاراتی ناول ہے جس میں ایک اہم واقعہ اور مسئلہ کو موضوع بحث بنا کر سفر مکمل کیا گیا ہے ظاہراً تو یہ ایک خیالی دنیا کی کہانی لگتی ہے جس کا حقیقت کی دنیا سے کوئی ربط نظر نہیں آتا اور زندگی کی تلخیوں اور دکھوں کے سائے میں چلنے والے انسان اسے ایک خیالی اور دوسری دنیا کی کہانی سمجھیں گے۔ مگر ایسا نہیں۔

اس ناول کی Inspiration میں نے حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے قصے سے لی ہے۔ خواب، چاند، اس کی روشنی، ٹھنڈک، دید کا لمحہ، شناسائی کا سفر...... اور منصب کی پاسداری...... خود ارتقائی کا سفر...... سب فینٹسی نہیں حقیقت کی دنیا سے بھی ان کا تعلق بہت گہرا ہے گلفام کی ذات کو چاند سے شبیہ دینے کی کوشش اس لئے کی ہے کہ چاند کی روشنی، اس کی نرم و لطیف مسحور کن ٹھنڈک، خوبصورتی ...... چاند نے ہر ایک کی محبت ...... اس کی جانب لپکنے کی خواہش ...... اس کو اپنی گرفت میں لینے کی تمنا...... کائنات میں اس کے وجود کی اہمیت کو ظاہر کرتے ہیں اور یہی سب کچھ آہستہ آہستہ گلفام کی ذات کا حصہ بنتے ہوئے اسے اس منصب کی طرف لے جاتے ہیں جس کے لئے ارفع اور صاحب بزرگ انسان تخلیق کئے جاتے ہیں۔ باپ کا بیٹے کو منصب کی سفید چادر دینا اس کی ذمہ داری کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اسی تگ و دو میں ایک کٹھن مرحلے سے گزرتا ہے آزمائش انسان کی زندگی میں بہت اہم اور کٹھن مرحلہ ہے جو آزمائش کے اس مرحلے میں کامیابی سے گزرتے ہیں۔ کامران ٹھہرتے ہیں۔ اس ناول میں آزمائش محبت ہے۔ بہت سے لوگوں کے لئے بہت عام سی بات ...... مگر اس فلسفے کو سمجھنا بڑا مشکل ہے۔ اس آزمائش میں لمحہ بہ لمحہ ناکامی انسان کے وجود کو اس قدر مضبوط اور توانا بناتی ہے کہ ہر کٹھن مرحلہ آزمائش نہیں لگتی۔

ایک بات اکثر میرے ذہن میں آتی تھی کہ اگر دو انسان ایک مکمل زندگی گزار

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

رہے ہوں تو ان میں سے ایک اچانک اپنا راستہ تبدیل کر لے تو یقیناً راستہ تبدیل کرنے والے کی زندگی میں کوئی خلا، کوئی کمی ہوگی کہ ایک لمحہ اس کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ انسان متلاشی نگاہوں سے صرف اسی صورت میں دیکھتا ہے جب اس کے اندر کا خلا پر نہ ہو رہا ہو۔ ہمیں بہت سے لوگوں کے حالات زندگی سے پتا چلتا ہے کہ جن کی زندگیوں کو صرف ایک واقعہ نے ایک لمحے نے تبدیل کر کے رکھ دیا...... اس کا مطلب ہے کہ وہ وقت...... وہ لمحہ ہمیشہ کے لئے اس کے اندر ساکت ہو گیا اور اس کی آئندہ زندگی اس کے اندر اس ٹھہرے وقت کا ثمر ٹھہری۔ یقیناً وہ وقت اور لمحہ بہت اہم ہوتا ہے جب انسان شعور حاصل کرتا ہوا آشنائی کے درد سے آشنا ہوتا ہے اور وقت ہمیشہ کیلئے انسان کو امر بنا دیتا ہے اور بقیہ سفر اسی لمحے کی بدولت طے کرتا ہے کیونکہ یہ سفر دید اور آشنائی کا سفر ہوتا ہے جو ایک عام انسان کو صاحب منصب بنا کر اسے ہمیشہ کے لئے امر کر دیتا ہے۔

قیصرہ حیات

وقت جو ٹھہر گیا

ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو کسی ایسی دنیا کا خواب دیکھتے ہوں جو ہر لحاظ سے مکمل، آسودہ اور انسان کے لئے زیادہ پرسکون اور جینے کے لئے تخلیق کی گئی ہو۔ خواب تو ہر جیب، ہر دوپٹے میں ملے گا مگر سچا فن کار ہی اس درد کو پالتا ہے وہی معاشرے کو زیادہ قابل رہائش، زیادہ آسودہ اور زیادہ خوبصورت بنانا چاہتا ہے...... دوسروں کے لئے، اپنے لئے...... اپنوں کے لئے! اپنی تخلیق کی توانائی سے، اپنے ہنر کی سجاوٹ سے اور اپنے شعور کی حرارت سے بعض اوقات وہ ایسی دنیا آباد کرتا ہے جو فینٹسی سے زیادہ قریب ہو۔

کچھ ایسی ہی خوابوں جیسی فینٹسی قیصرہ حیات نے اپنے ناول وقت جو ٹھہر گیا میں تخلیق کرنے کی کوشش کی ہے۔ چاند، ستارے ان کی روشنی...... ٹھنڈک بے نام سفر اور گمنام منزلیں...... اور پھر اچانک منزل کی قربت اور محبت کی تفہیم۔

محبت کی اس تکون میں...... راجہ...... رانی اور گلفام ایک ساتھ کھڑے ہیں مرد اور عورت کے ایک وجود اور پھر ایک دوسرے سے علیحدگی اور اس کے بعد آج تک اپنے بچھڑے ہوئے حصے کی تلاش کو جس فن کارانہ انداز اور جرأت سے قیصرہ حیات نے پینٹ کیا ہے وہ اس کے حقائق کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کے انداز کو واضح کرتا ہے۔ وہ کہتی ہیں...... تب سے مرد اپنی اسی بچھڑی عورت کی تلاش میں ہے...... ساری زندگی تلاش کا سفر جاری رہتا ہے آغاز میں کسی مرد کو اپنے جیسی عورت مل جائے تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے...... نہ ملے تو بے اطمینانی......

قیصرہ حیات کے ناول کا بنیادی استعارہ ہی تلاش ہے...... المیہ یہ ہے کہ انسان

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

مکمل ہوتے ہوئے بھی ادھورا ہے...... ہر کسی کی قسمت میں مکمل ہونا کیوں نہیں ہے یہ المیہ ...... قیصرہ کا سوال بن کر ابھرتا ہے جو ہماری آپ کی، سب کی ادھوری دنیا کی کتھا بھی ہے۔

دراصل درد اور درماں کے درمیان...... دردمندی اور ممتا کی خوشبو لئے مصنفہ ہمیں ایک ایسے پھولوں والے راستے پر لے آتی ہے جس کے ماحول کی ہر آنچ میں زندگی ہی زندگی ہے۔

ڈاکٹر یونس جاوید

❀......❀......❀

رات آدھی سے زیادہ بیت چکی تھی اس کے ساتھ ہی تاریکی، خاموشی، چاند کی روشنی اور ستاروں کی ضوفشانی میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ آسمان کی سیاہ تاریک چادر پر پھیلے جگ مگ کرتے نگینے چاند کی روشن ٹکیا کو چمک چمک کر اپنی سفری روداد سنا رہے تھے اور چاند دور کھڑا ان کی کہانیاں سن کر مسکرا رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو سنا لو کہاں تک سناؤ گے تمہاری زندگی تو میرے دم قدم سے ہے...... لیکن تاریکی اچانک حائل ہو جاتی ہے ''سنو تمہارا وجود میرے دم سے ہے اگر ہر طرف روشنی ہو تو تم بھی نظر نہ آؤ۔ تمہیں کوئی پوچھے بھی نہ...... نہ یہ چاند یہ ستارے...... کچھ بھی نہ ہو...... تم میرا احسان مانو...... تمہارا وجود میرے دم قدم سے ہے...... مان لو کہ تم کچھ نہیں...... چاند پھر مسکرایا...... جانتا ہوں...... مگر اپنی سیاہ چادر پھیلا کر دیکھ لو میں نہ ہوں گا تو تم کیا کرو گے...... اس سیاہ چادر کو کون دیکھے گا...... چاند کی طرف سے حوصلہ پا کر ستارے پھر چمکے...... کچھ زیادہ کچھ کم...... ہاں چاند سچ کہہ رہا ہے ہم اس کے ساتھ ہیں۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ ہم چاند کے بغیر کچھ نہیں...... تب خاموشی دونوں کو ٹوکتی ہے سنو تم دونوں کا حسن میرے دم سے ہے اگر ہر طرف شور ہی شور ہوتا لوگ تمہاری طرف دیکھنا بھی بھول جائیں جوں جوں خاموشی گہری ہوتی جاتی ہے ہر کوئی چاند، ستاروں کی کہانی غور سے سننا چاہتا ہے۔ انتشار اور شور میں کیا کوئی تمہاری طرف دیکھے گا۔ کبھی نہیں...... مانو میرا احسان...... چاند پھر مسکرایا تمہاری اس خاموشی کو بھیانک ہونے سے کون بچاتا ہے جب میں نہیں نکلتا تو تمہاری یہ خاموشی دنیا والوں کو ڈرانے لگتی ہے۔ جب میں سامنے آتا ہوں تو دنیا میں روشنی اور چہل پہل ہو جاتی ہے۔ خاموشی اس کی بات پر چپ ہو گئی...... ہاں ہم سمجھتے ہیں چاند مسکرایا...... اپنی فتح پر...... تب ستاروں نے اسے سجدہ کیا نیاز مندی کے طور پر اس کے آگے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

پیچھے گھومے پھرے جو زیادہ عقیدت مند تھے وہ زیادہ شدت سے چمکے اور جو صرف قائل ہوئے تھے انہوں نے دور سے سلام بھیجا۔ چاند ستاروں کی نیاز مندی کے نذرانے قبول کرتا ہوا ان کی معیت میں اپنے سفر پر رواں ہوا اس بات سے قطع نظر یہ روشنی کسی سے مستعار لی ہوئی ہے وہ چمکتا رہا ہنستا رہا اور ستارے اس کو خراج تحسین پیش کرتے رہے۔

وہ کچے صحن کی شکستہ دیوار کے ساتھ چارپائی پر لیٹا یہی نظارہ کر رہا تھا اور چاند ستاروں کی دلکش چمک دمک پر غور کر رہا تھا کہ کس طرح چاند، چاندنی، ستارے، تاریکی اور ہوا، سب مل کر خوبصورت ماحول بنا دیتے ہیں کہ دل کی دھڑکنیں بھی رکتی محسوس ہوتی ہیں۔ سنا ہے محبت کرنے والوں کو یہ منظر بڑا دلکش لگتا ہے ایسا کیوں ہوتا ہے...... واقعی ان میں مقناطیسی کشش ہے جو روح تک کو جھنجوڑ کر رکھ دیتی ہے۔

"گلفام کیا دیکھ رہے ہو......؟ اچانک اس کے باپ نے جو قریب ہی چارپائی پر لیٹا تھا اس کو یوں چاند کو گھورتے دیکھ کر پوچھا۔

"چاند......؟ وہ آہستہ سے بولا۔

"صرف چاند کہ ستارے بھی"

"دونوں......مگر چاند زیادہ دلکش لگتا ہے"

"کیوں......؟"

"معلوم نہیں......"

"لیکن میں جانتا ہوں...... چاند ان سب کا رہنما جو ٹھہرا اور لیڈر کوئی کوئی بنتا ہے۔ ہر ایک میں اتنی تاب کہاں اور یہ ستارے زمین پر چلنے پھرنے والے لاکھوں انسان نما کیڑے مکوڑوں کی طرح اس کے آگے پیچھے حرکت کرتے ہیں مگر اس جیسے نہیں ہو سکتے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم بھی چاند بنو......اور یہ جو تمہارے اپنے خلاف ہو گئے ہیں ہیں نا تمہارے آگے پیچھے پھریں گے...... لیکن تمہاری عمر ابھی چھوٹی ہے...... تمہاری نو خیز جوانی کو بہت رہنمائی کی ضرورت ہے...... مگر حالات اس وقت ٹھیک نہیں...... میں چاہتا ہوں کہ تم صبح نکلنے سے پہلے یہاں سے نکل جاؤ......ان کے تیور ٹھیک نہیں...... اس کے باپ نے آہ بھری۔

"کن کے......؟" گلفام نے باپ کی طرف دیکھ کر پوچھا

"تمہارے اپنوں کے......"

ابا...... وہ میرے دشمن کیوں ہو گئے ہیں......" اس کی سیاہ خوبصورت جھیل سی آنکھیں تاسف کے آنسوؤں سے چمکیں۔

"معلوم نہیں...... شاید میلوں پھیلی یہ زمین...... یا پھر میری تم سے محبت تمہارے لئے عذاب بن گئی ہے۔ سب کو پتا ہے نا تم کو میں جند جان سے زیادہ پیار کرتا ہوں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم ابھی یہاں سے چلے جاؤ"

"کہاں......؟"

"جہاں تمہیں خدا لے جائے...... تم کو بھیجنے کے خیال سے ہی میرا دل کٹتا ہے مگر تمہاری سلامتی میرے لئے بہت ضروری ہے۔ تم جہاں بھی رہو گے تمہارے وجود کی خوشبو میرے دل کو میری روح کو معطر رکھے گی اور تمہاری بقا میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اٹھو رات بیتی جا رہی ہے...... میرے چاند...... اٹھو...... اس وقت سب لوگ سو رہے ہیں اس لئے ابھی نکل جاؤ......"

"سنو کچھ آوازیں آ رہی ہیں......" وہ چونک کر اٹھا۔

میرے کپڑے تم پہن لو...... اور جلدی سے نکل جاؤ...... میں نے تمہارے لئے کچھ سامان باندھ دیا ہے"

اس نے اٹھ کر باپ کے کپڑے پہنے اور باپ نے اس کے۔ وہ مڑنے لگا

"سنو......گلفام ......میرے چاند...... یہ چادر تو اوڑھ لو"

"ہاں ......اس چادر کو کبھی اپنے کندھوں سے نہ اتارنا...... یہ تمہیں تمہارا منصب یاد دلاتی رہے گی......تمہارا وجود تمہارے منصب سے ہے اور یہ چادر اس منصب کی نشانی ہے...... دیکھو، جان جائے منصب نہ جائے...... آبرو نہ جائے......نام نہ رہے مگر عظمت باقی رہے...... مگر ڈرتا ہوں......

"کیوں ابا...... کس بات سے؟"

"یہ سوچ کر کہ انسان ہونا......"

"تو پھر......؟"

"تم نہیں ابھی سمجھو گے...... خدا کرے تمہارا وجود بھی رہے اور منصب بھی...... تم چاند بن کر چمکو اور تمہارے اس منصب کی شفاف کرنیں اس دنیا کو منور کریں اور ان چمکتے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

نازک آبگینوں کو بھی......'' باپ نے آسمان کی طرف دیکھا۔

''جاؤ شور بلند ہو رہا ہے...... وہ آ رہے ہیں اور باپ جلد سے اس کے بستر میں اوندھے منہ لیٹ گیا۔

اس نے چادر کو کندھوں پر اچھی طرح پھیلایا...... ایک سرشاری سی روح میں حلول کر گئی۔ وہ پوٹلی ہاتھ میں لئے تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل گیا...... پیچھے مسلسل شور آ رہا تھا۔ نجانے کیا ہوا تھا۔ اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا اور تقریباً بھاگتا ہوا اپنی منزل کی طرف رواں ہو گیا۔ چٹیل میدان ختم ہونے کو ہی نہ آ رہا تھا اس کی منزل کہاں تھی اسے خود بھی علم نہ تھا وہ بے تحاشا بھاگ رہا تھا کہاں، کس طرف، کونسی منزل کی جانب کہیں کوئی نشان بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کی سانس پھولنے لگی۔ دم لینے کو رکا تو آسمان کی طرف نگاہ کی نجانے کیسے آنسو اس کی آنکھوں سے ٹپکے شاید ناامیدی اور یاسیت کا طوفان اندر برپا تھا یا پھر خوف اور دکھ وہ نہ سمجھ سکا بس پوٹلی اور پھیلی چادر کو دیکھتا رہا...... کنکروں کے اوپر آہستہ آہستہ پاؤں پھیرنے لگا...... چادر پر ہلکی ہلکی سی مٹی کی تہہ چڑھنے لگی۔ اس نے چادر پر ہاتھ پھیرا...... باپ کے الفاظ یاد آنے لگے...... منصب...... یا چادر یا پھر منصب کی چادر...... لیکن کیا...... کونسا...... ضرور کوئی راز اس میں گہرا ہے جو اس کے باپ نے کہا تھا...... وہ اٹھا...... اسے پیاس سی محسوس ہونے لگی لیکن ایک دم پیچھے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دینے لگی اس نے توجہ سے سننا چاہا اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ آواز لحہ بہ لحہ قریب آتی جا رہی تھی اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ وہ بنا منزل اور سمت کا تعین کئے بھاگنا شروع ہو گیا۔ پیچھے سے آوازیں آ رہی تھی۔ ''بھاگو...... پکڑو...... جانے نہ دینا......'' اس نے مڑ کر دیکھا پیچھے خونخوار گھڑ سواروں کا دستہ ہاتھوں میں برچھے لئے اس کی جانب لپک رہے تھے۔ ان کے چہروں سے ہی وحشت اور بربریت ٹپک رہی تھی وہ آج کچھ کر گزرنا چاہتے تھے...... اس کو کوئی راہ فرار نظر نہ آ رہی تھی اوپر کھلا آسمان نیچے کھلی ویران زمین کوئی دیوار کوئی سایہ کوئی پناہ گاہ نہیں تھی وہ پھر بھاگنے لگا۔ یکلخت اسے دور کوئی جگہ اوپر ابھری سی نظر آئی اور اس کو امید سی بندھی وہ بھاگتا ہوا قریب پہنچا اس کے اور گھڑ سواروں کے درمیان فاصلہ بالکل کم رہ گیا تھا اس نے اس ابھرے ہوئے سوراخ کو غور سے دیکھا تو یہ تاریک کنواں تھا اس کو جھرجھری سی آئی...... پانی میں مرنا...... ہمیشہ اسے اس خیال سے ہی وحشت ہوتی تھی۔ مگر موت تو دونوں طرف تھی آگے بھی پیچھے بھی...... لیکن ان

کے ہاتھوں مرنا تو گویا ذلت کے ساتھ اپنے ٹکڑے کروانے کے مترادف تھا اور کنوئیں میں موت...... یہ بھی تو لیکن اس نے مزید کچھ نہ سوچا چادر کو کندھوں سے اتار کر تہہ کر کے پوٹلی میں لپیٹا اور کنوئیں میں چھلانگ لگا دی اس کو یوں محسوس ہوا کہ پیچھے سے کسی نے نوکیلی چیز اسے ماری ہو اس کی چبھن اسے محسوس تو ہو رہی تھی مگر یہ جاننے کے لئے وقت نہ تھا کہ کیا لگا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کی رکھیں خوف و ہراس اور تاریکی۔ اس کو یوں محسوس ہوا کہ تاریکی کا سفر طے کرتے ہوئے وہ کسی چیز سے ٹکرایا ہو کسی سطح سے۔ پھر اسے ہوش نہ رہا وہ کہاں تھا کہاں نہیں...... اپنے بند حواسوں میں تو وہ ختم ہو چکا تھا۔

جب آنکھ کھلی تو اس کی حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ وہ زندہ ہے۔ اور کنوئیں میں بالکل پانی نہ تھا۔ خشک بنجر ویران کنواں...... اس کی پنڈلی سے خون رس رس کر خشک ہو رہا تھا شاید اسی چیز کی وجہ سے جو پیچھے سے آن کر لگی تھی اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر اس سے اٹھا نہیں جا رہا تھا شاید گرنے کی وجہ سے کوئی ہڈی ٹوٹ گئی تھی لیکن اس تاریکی میں اسے دائیں جانب کوئی بڑا سا سوراخ نظر آیا امید کی کرن بندھی ضرور ادھر کچھ ہے اس نے دل میں سوچا اور اٹھنے کی کوشش کی مگر درد کی شدید ٹیسیں اٹھیں اور وہ کراہ کر وہیں لیٹ گیا دل کے اندر امید کا دیا روشن ہو چکا تھا کچھ ہے اور اسے ضرور اس طرف جانا چاہئے کب تک یوں تاریکی میں بیٹھا رہے گا یہی سوچ کر اس نے پوٹلی کھولی اور اس میں سے ایک ملگجا سا کپڑا نکال کر درد والے حصے پر کس کے باندھ دیا اور آہستہ آہستہ چلنے کی کوشش کی وہ تاریک سرنگ تھی جس کو وہ پار کرنا چاہتا تھا زندگی میں کیسے کیسے مراحل آتے ہیں جب انسان کا اندر اور باہر کا ماحول اتنے یکجا ہو جاتے ہیں اور دونوں میں اندر باہر کتنی ہم آہنگی ہو جاتی ہے اس کے تاریک اندر میں موہوم امید کا ہلکا سا دیا روشن تھا اور تاریک سرنگ میں کہیں باہر سے ہلکی ہلکی روشنی نے سرنگ کی گہری تاریکی کو ملگجے سرمئی اندھیرے میں بدل دیا تھا۔ ضرور باہر بھی روشنی ہو گی جس طرح میرے دل میں امید ہے باہر بھی امید کی دنیا روشن ہے۔ اس نے تھوڑا سا راستہ طے کیا مگر درد اور نقاہت سے جلد ہی تھک گیا اور سانس لینے کو رک گیا وہ رکنا نہیں چاہتا تھا مگر مجبوراً اسے ٹھہرنا پڑا۔ اسے یاد نہیں تھا کہ کتنے دن کتنی راتیں بیت چکی تھیں کب سے وہ یہاں پڑا تھا اس کو یاد نہیں تھا اس کو یاد تھا تو بس اپنا باپ اس کی شفقت اور محبت اور اس کی باتیں اور...... اور وہ بھی جو اس کے پیچھے تھے۔ اس نے پوٹلی کھولی...... اس میں تہہ لگی چادر کو دیکھا وہ محفوظ تھی۔ اس کی روح کی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

طرح...... اس نے چادر کو آنکھوں سے لگایا اور پھر اسے کھول کر اپنے کندھوں پر ڈال لیا اسے یوں محسوس ہوا کہ اس کے باپ کی شفقت نے اسے اپنے حصار میں لیا ہو اور وہ بہت سے خطرات سے محفوظ ہو گیا ہو...... دنیا میں وہ ایک ہی محبت سے آشنا تھا اور وہ اس کے باپ کی محبت تھی بھر پور...... اس نے نہ ماں کو دیکھا اور نہ ہی کسی اور مؤنث کو...... سنا تھا کہ ماں اس کے پیدا ہوتے ہی مر گئی تھی اسے تو ماں کے دودھ کا ایک قطرہ بھی نصیب نہ ہوا تھا لیکن لوگ کہتے تھے کہ اس کے باپ نے اس کو جس طرح پالا تھا بہت کم لوگ ایسے اپنی اولاد کو پالتے ہیں شاید اسی وجہ سے دونوں میں بے انتہا پیار تھا وہ سب سے چھوٹا تھا اس کے باپ کی پہلی اولاد اس کے خلاف ہو گئی اور اس ڈر سے کہ باپ اس کے نام کہیں اپنی ساری زمین جائیداد نہ کر دے اس کی جان کے درپے ہو گئے۔ ورنہ وہ تو ایسی صفات کا مالک تھا کہ ہر راہ گزرنے والا بھی اس سے محبت کا دعویٰ کرنے میں فخر محسوس کرتا...... بعض لوگ دنیا میں صرف محبتیں سمیٹنے آتے ہیں اور شاید انہی روحوں میں سے وہ ایک روح تھی ہر کوئی اس کی معصوم شکل ضرور پیار سے دیکھتا باپ کے ساتھ رہ رہ کر اس نے محبت ہی سیکھی تھی باپ نے کبھی اس کے سامنے تلخ زبان استعمال نہ کی اس لئے اس کے کان تلخی اور درشتی سے ناآشنا تھے۔ جس طرح اس کا باپ محبت کا مجسم پیکر تھا اسی طرح وہ اس کا عکاس تھا۔ درخت میں بیج کا اثر تو ضرور ہوتا ہے۔ دونوں باپ بیٹے ایک دوسرے کی شبیہہ تھے اور باپ کو اس کی ماں سے بھی شدید لگاؤ تھا شاید وہ دونوں کی اٹوٹ محبت کا ثمر تھا اس لئے اتنا دلکش تھا۔ اس کا باپ جب بھی اس کو مسکراتا دیکھتا تو اسے اس کی ماں کی یاد آ جاتی۔ اس کی مسکراہٹ اس جیسی تھی...... وہ آنکھیں بند کئے باپ کو ہی سوچ رہا تھا پھر ہمت کر کے اٹھا اور چلنے لگا۔ اس تاریکی میں اسے ایک بانس کا باریک کانا سا نظر آیا وہ اس کو ساتھ ٹکائے آہستہ آہستہ چلنے لگا...... یوں لگ رہا تھا باہر تاریکی زیادہ ہو گئی تھی اس لئے ایک دم اندھیرا زیادہ ہو گیا تھا اس نے چلنا نہ چھوڑا مگر اندھیرے سے اسے خوف سا بھی آنے لگا وہ چند قدم چلتا پھر رک جاتا تھوڑا سا آرام کرتا پھر چل پڑتا کافی چلنے کے بعد وہ ایک کھلے میدان میں تھا باہر پھوٹتی سحر کی روشنی تھی ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اتنی خوبصورت سرزمین اس نے کبھی نہ دیکھی تھی کہیں کہیں گھنے سایہ دار درخت تھے چاند بالکل سر پر کھڑا تھا ستارے آہستہ آہستہ جلنے کے بعد بجھ رہے تھے اور چاند انہیں محبت اور دلار سے رخصت کر رہا تھا اس امید پر کہ دوبارہ تازہ دم ہو کر ملیں گے اس نے بمشکل کھڑے ہو کر اردگرد

دیکھا تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی دائیں طرف سرخ سرخ سیب چاند کی دودھیا روشنی میں بے انتہا حسین لگ رہے تھے دوسری طرف نجانے کیا خوبصورت چیز لٹک رہی تھی اس نے غور سے دیکھنے کی کوشش کی مگر اندھیرا ہونے کی وجہ سے کچھ صاف نہ دکھائی دیا اسے خوشی تھی تو اس بات کی کہ یہاں پر بہت سکون تھا بہت ٹھنڈک تھی کیسی انجانی دنیا تھی اتنی ویرانی اور تاریکی کے بعد ایسی روشن صبح بھی ہو سکتی ہے اس کو بار ہا سنی بات پر یقین آ رہا تھا وہ بھوک سے بھی نڈھال ہو رہا تھا کچھ کھانا چاہ رہا تھا مگر اب ہمت نہ رہی تھی جس طرح کنویں کو دیکھ کر پیاسے کی پیاس اور بڑھ جاتی ہے اس طرح اشتہا انگیز بھوک نے اسے بے ہوش کر دیا۔

جب ہوش آئی تو وہ ایک سایہ دار درخت کے نیچے ایک چارپائی پر لیٹا تھا بستر بہت صاف ستھرا اور نرم تھا۔ اس نے ہڑ بڑا کر آنکھیں کھولیں تو روشن چمکدار صبح کو اتنا چمکیلا دیکھ کر گھبرا سا گیا اردگرد دیکھا...... کوئی نظر نہ آیا اس نے گھبرا کر تکیے کی جانب سے دیکھا وہاں کچھ نہ تھا...... گھبرا کر جلدی سے اٹھا مگر نقاہت کے باعث وہیں گر گیا...... ہلکی سی چیخ اس کے لبوں سے نکلی اور اچانک ایک آدمی کہیں پیچھے سے اس کے سامنے آ گیا...... دراز قد گٹھا جسم...... گھنی مونچھیں...... سیاہ گہری ذہین آنکھیں...... خوبصورت تراشیدہ داڑھی...... سر پر اس نے جوگیا عمامہ سا باندھا تھا اور لمبا سا جوگیا چغہ پہنا ہوا تھا...... اس کا سراپا بہت بارعب تھا...... اس کو دیکھ کر وہ گھبرا سا گیا......

''گھبراؤ نہیں لیٹ جاؤ......'' وہ آدمی بولا۔

اس میں ہمت نہ رہی کہ کچھ بول سکے خاموشی سے اس کی جانب دیکھتا رہا۔

''تمہارا نام کیا ہے......؟'' اس آدمی نے پوچھا۔

''مم...... میرا...... گل...... فام...... گلفام......''

میں راجہ ہوں...... اس سلطنت کا...... یہ میری ملکیت ہے'' اس نے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر کہا۔

اس کی اس بات پر وہ حیران رہ گیا...... اس نے اپنے باپ سے اکثر راجاؤں اور شہزادوں کی کہانیاں سنی تھیں مگر وہ تو بہت مختلف راجے ہوتے تھے خوبصورت، چمکیلے بھڑکیلے لباسوں والے...... بہت بڑی فوج کے ساتھ گھومتے پھرتے تھے مگر یہ کیسا راجہ ہے نہ فوج نہ لباس اور نہ کوئی اور بندہ...... وہ خود ہی مخمصے میں پڑ گیا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

’’تم سوچ رہے ہو گے کہ یہ کیسا بے سروساماں راجہ ہے...... تمہیں آہستہ آہستہ پتہ چل جائے گا...... لیکن یہاں میرے ساتھ میری رانی بھی رہتی ہے۔ اس باغ کے پیچھے ہماری جھونپڑی ہے‘‘

’’جھونپڑی......؟ گلفام حیرت سے بولا۔

’’ہاں...... ہم دونوں کے رہنے کے لئے وہ جھونپڑی بھی محل ہے اور ہاں تم کبھی اس جھونپڑی کی طرف مت آنا...... میں کسی اجنبی کو اپنے گھر کی دہلیز پار کرتے ہوئے کبھی برداشت نہیں کرسکتا‘‘

گلفام خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا...... وہ بہت کچھ کہنا چاہتا تھا مگر باوجود کوشش کے اس کے سامنے کچھ نہ بول سکا۔ اسے اس لمحہ لگا جیسے یہ واقعی سچ مچ کا راجہ ہو جس کے سامنے بولنے کی اس میں جرأت نہ ہو اور واقعی وہ کوئی سفارشی ڈھونڈ رہا ہو۔

تمہیں بھوک لگ رہی ہو گی اٹھو میں کچھ کھانے کے لئے لاتا ہوں۔ وہ اٹھا اور دیکھا تو حیران رہ گیا کہ کس طرح اس نے اس ٹانگ پر پٹی باندھی تھی۔ اور اسے نرم و گداز صاف ستھرے بستر پر سلایا تھا وہ اسے دور جاتا دیکھتا رہا تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک طشتری میں انواع واقسام کے پھل لے آیا اور ایک گلاس میں مشروب تھی۔

’’لو کھاؤ...... اس نے طشتری اس کے سامنے رکھ دی۔

وہ خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔

’’پریشان مت ہو مجھے اپنا دوست سمجھو...... لیکن...... خیر پھر اس پر بات کروں گا تم پہلے کچھ کھا لو......‘ اس نے اس کے ہاتھ دھلائے اور اس کو مشروب پینے کے لئے دیا۔ ایسا مشروب اس نے زندگی بھر نہ پیا تھا۔ نجانے اس میں کیا تھا کہ پیتے ہی اس کو بہت طراوت محسوس ہوئی کچھ پھل کھائے اور پھر لیٹ گیا جب تک تم ٹھیک نہیں ہو جاتے یہاں سے مت اٹھنا اور سنو تمہاری ضرورت کی سب چیزیں میں تمہیں یہاں مہیا کروں گا...... اب میں چلتا ہوں۔‘‘

’’سنئے......‘‘

’’کہو......‘‘ وہ مڑا

’’آپ......‘‘

’’کہانا میں راجہ ہوں‘‘ نہ اس سے کچھ کم نہ زیادہ۔

اس کے جانے کے بعد پھر اس نے آنکھیں بند کرلیں اور سونے کی کوشش کی تھوڑی دیر بعد وہ پھر نیند کی حسین پرسکون وادی میں سفر کر رہا تھا۔ بہت دنوں کے بعد ذہن سے پچھلی تمام یادیں خوف و ہراس پریشانیاں اور یاسیت کے سائے نکل گئے تھے اس کے چہرے پر چھائی طمانیت نے اس کے چہرے پر اور نکھار پیدا کر دیا تھا۔ جب یکدم اس نے کھنکھناہٹ چہارسُنی وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا چارسو خوشبو پھیلی تھی۔ ایسی خوبصورت میٹھی دل لبھانے والی خوشبو...... ایک ہیولا سا جا رہا تھا جس کے سنگ یوں لگ رہا تھا جیسے رنگ وخوشبو کی بہار ہو یہ کیسی حسین وادی ہے اور کیسے حسین مگر عجیب لوگ ہیں جو لمحہ بہ لمحہ چونکا دیتے ہیں۔ وہ اس ہیولے کے پیچھے گیا مگر وہ درختوں کی اوٹ میں جا چکا تھا اسے یوں لگا جیسے راجہ کی رانی خوشبوؤں کی رتھ میں سوار ہو کر اپنی سلطنت کا چکر لگا رہی ہو۔ جیسے ہی وہ ہیولا اسکی نظروں کے سامنے سے گزرا اس کا سر گھوم گیا۔ تجسس کا نیا جذبہ سر اٹھانے لگا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ رنگ وخوشبو میں بسی یہ کونسی حسین مخلوق تھی جس نے اس کا سامنا بھی نہ کیا مگر اپنے پیچھے کیسا تاثر چھوڑ گئی تھی۔ وہ چند قدم اس ہیولے کے پیچھے گیا مگر اسے یوں محسوس ہوا کہ کسی نے اس کے قدم جکڑ لئے ہوں...... وہ واپس مڑ آیا اور بادلوں کی اوٹ میں چھپے چاند کو دیکھنے لگا۔ روئی جیسے اڑتے بادل چاند کے آگے پیچھے اٹھکیلیاں کر رہے تھے شاید چاند ان کی موجودگی سے روٹھ گیا تھا اور وہ اس کے آگے پیچھے جھک جھک کر اسے منا رہے تھے۔ چاند کبھی ان کی بات پر مسکراتا تو بادل ایک دم چھٹ جاتے ناراض ہوتا تو وہ دوبارہ اس کے آگے پیچھے اس کو اپنے حصار میں لے لیتے اور اسے منانے کی کوشش کرتے ستارے بادلوں کی اس آنکھ مچولی سے شاید ناراض ہو کر کہیں چھپ بیٹھے تھے آج صرف آسمان پر چاند ہی چاند تھا یا پھر بادل...... اس نے جب بھی چاند کو غور سے دیکھا نجانے کیوں اس میں اپنا عکس پایا...... اسے یہ بات کبھی سمجھ نہ آتی تھی شاید اسی لئے اس کا باپ اسے چاند کہہ کر پکارتا تھا یا پھر کوئی اور وجہ تھی...... لیکن اسے معلوم تھا کہ اسے چاند کی طرح ضرور بننا ہے جس کی موجودگی میں ستارے چھپ جائیں گے...... اچانک راجہ نے آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ چونک گیا۔

’’اوہ...... آپ‘‘ وہ ذرا گھبرا کر بولا۔

’’کیا دیکھ رہے ہو......؟‘‘

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

”چاند......“

”اچھا لگتا ہے......“

”ہاں دور ہے نا......“

”کیوں......؟“

”جب کوئی چیز دور ہو اور ہاتھ نہ آئے تو بڑی دلکش لگتی ہے انسان اس کے حصول کے لیے بہت مچلتا ہے تڑپتا ہے او جب وہ چیز ہاتھ آجاتی ہے تو اس کا دل بجھ سا جاتا ہے پتا نہیں انسان بھی کس مٹی سے بنا ہے۔“

”ایسا کیوں ہوتا ہے......؟“

”پتا نہیں لیکن انسان اپنی سرشت میں ہے ہی ایسا...... لاکھ چاہے وہ اپنی فطرت کو نہیں بدل سکتا...... وہ ہیولوں اور عکس کے پیچھے بے تحاشا بھاگتا ہے......“

وہ عکس اور ہیولے کی بات سن کر اندر ہی اندر شرمندہ ہو گیا اس کو یوں لگا جیسے راجہ نے اس کی چوری پکڑ لی ہو۔

”تم پریشان نہ ہو۔ بھوک تو نہیں لگ رہی اب تم جلد ٹھیک ہو جاؤ گے فکر نہ کرو اور پھر تم اپنے گھر چلے جانا“

”گھر......؟“ وہ فکر مندی سے بولا۔

”کیوں تمہارا کوئی گھر نہیں......؟“

”شاید نہیں......“

”یہ کیسے ممکن ہے...... کوئی بندہ بشر جائے پناہ کے بغیر رہ ہی نہیں سکتا دیکھو ہمیں اگرچہ گھر کی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی ہم نے جھونپڑی بنا رکھی ہے جسے ہم اپنے مسکن کا نام دیتے ہیں...... پرندوں کے بھی گھونسلے ہوتے ہیں اور جانوروں کے بھی گھر، ڈربے، غاریں ہوتی ہیں اور تم کیسے انسان ہو جو کہہ رہے ہو گھر نہیں...... راجہ نے اس کو کافی کچھ سنا ڈالا۔

راجہ کی بات سن کر اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور مزید کچھ نہ بولا یہ بھی نہ بتا سکا کہ اس کی کیا کہانی تھی کس طرح لوگ اس کی جان کے درپے تھے۔ اور کس طرح وہ جان بچا کر بھاگا تھا۔

”اچھا تم آرام کرو......“ راجہ اس کی جھیل سی آنکھوں میں تیرتی نمی دیکھ کر بولا

”تم بہت خوبصورت ہو...... تمہاری عمر کیا ہے......؟

پتا نہیں...... ابا کہتا تھا کہ تم ابھی چھوٹے ہو...... کبھی کبھی وہ میری عمر سولہ سال بتاتا تھا اور کبھی کہتا تھا کہ تم جوان ہو گئے ہو...... تم سمجھدار ہو گئے ہو“

وہ معصومیت سے بولا۔

”اچھا...... تم واقعی چھوٹے ہو...... بہت پیارے دوست......“ راجہ نے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیکر سہلایا۔

”تمہارا ابا کہاں ہے......؟“

”پتا نہیں...... دشمن اس کے پیچھے تھے...... پتا نہیں وہ زندہ بھی ہے کہ نہیں“

”کیوں...... کون دشمن تھا تمہارے باپ کا“

”اپنے......“

”اچھا...... اپنے......“ راجہ کھلکھلا کر اس کی بات پر ہنسا۔

”ٹھہرو میں تمہارے لئے کھانا لاتا ہوں......“ راجہ اٹھ کر چلا گیا۔

اسے پھر یاد آنے لگا وہی خوشبوؤں سے لبریز ہیولہ...... اس کے دل میں کچھ کچھ ہونے لگا اور نادانستہ اس کی نظریں اس جانب اٹھ گئیں جہاں اس نے ہیولہ دیکھا تھا۔ راستے میں حائل ہری ہری سوندھی باڑیں تھیں اور ان پر قطار در قطار رنگ برنگے پھول کھلے تھے۔ جیسے راجہ نے اپنے محل کی حفاظت کے لئے پھولوں کی اس باڑ کا سہارا لیا تھا۔ کیسی حسین نگری تھی۔ جس کا خمیر ہی شاید خوشبوؤں، رنگوں اور پھولوں سے اٹھا تھا۔ ہر طرف بہار ہی بہار تھی اور سکون ہی سکون...... اور باسی بھی کیسے مہکتے بدن...... اور اس کی اپنی سرزمین پر کیسے کھردرے بدن...... خونخوار آنکھوں اور نفرت کے الاؤ سینوں میں لئے اور ہاتھوں میں ہتھیار اٹھائے کس طرح اسکی جان کے درپے تھے...... لیکن ایسے کریہہ لوگوں میں محبت کا وہ پیکر بھی تھا جو مجسم پیار تھا۔ جس کا پیکر محبت کی سوندھی خوشبو سے گندھا تھا...... اس نے اپنی زندگی میں صرف باپ کی محبت محسوس کی تھی اور اسی سے ہی اس نے محبت کرنا سیکھا تھا اس کی نگاہیں مسلسل اس جانب تھیں شاید وہ عکس پھر نظر آئے اور اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس ہو اور پھر وہ سوندھی خوشبو اس کے بدن کے اندر ایک ایک خلیے کو مسحور کر دے...... وہ اس لمحے کو بھلا نہیں پا رہا تھا

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جب اس خوشبوئی عکس نے اس کی روح کو اتھل پتھل کر دیا تھا اس کا دل کتنے زور سے دھڑکا تھا اور اس کو یوں محسوس ہونے لگا تھا کہ کوئی عجیب غیر مرئی سی قوت بھرپور توانائی سے اس کے اندر حلول کر گئی ہو اس کے اندر کو بے سکون کر دیا ہو اس سے پہلے یہ عجیب و غریب تجربہ اسے کبھی نہ ہوا تھا اس کے اندر کی توانائیاں یوں لحہ بھر میں جھنجوڑ کر رکھ دی جائیں گی وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا...... وہ بے تاب بھی تھا اور خوف بھی محسوس کر رہا تھا کہ اس کے عکس سے ہی وہ کتنا ایک لمحے میں بکھر سا گیا تھا اگر وہ پیکر سامنے آئے گا تو شاید...... اس سے آگے کچھ نہ سوچ سکا...... اسے یوں لگا جیسے اس کی آنکھیں بس پتھرا سی گئی ہوں...... تب اچانک راجہ کھانا لیکر آیا...... بہت دنوں کے بعد اس نے عجیب و غریب سی روٹی دیکھی تھی اور ساتھ ایک میٹھا آم......

"کھالو...... ہمارا یہی کھانا ہوتا ہے...... اس سے تمہیں بہت طاقت ملے گی"

راجہ نے اس کے چہرے کی حیرانگی کو پڑھ لیا تھا۔

وہ بار بار روٹی کو دیکھ رہا تھا اسے سمجھ نہ آ رہی تھی یہ سرخ سرخ روٹی کس چیز سے بنی تھی۔

"تم فکر نہ کرو...... بس کھا کر دیکھو......"

گلفام نے ڈرتے ڈرتے نوالہ توڑا...... راجہ محبت سے اس کی طرف دیکھتا رہا اس نے ایک لقمہ ہی لیا تھا تو اسے اس کا ذائقہ بڑا لذیذ سا لگا اس سے پہلے اس نے کبھی ایسا کھانا نہیں کھایا...... کھانے کے بعد اس نے برتن ایک طرف رکھ دیئے۔

"گلفام...... تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ...... اور پھر......؟"

"کیا مطلب......؟

"تم اپنے گھر چلے جاؤ"

"کیا آپ کو میرا یہاں رہنا اتنا برا لگتا ہے؟

"نہیں تو...... تم ہمارے مہمان ہو...... اور مہمان کی عزت اور حفاظت تو ہم اپنی جان سے زیادہ کرتے ہیں...... مگر......؟

"مگر کیا...... آپ ہر دفعہ بات آدھی کیوں چھوڑ دیتے ہیں یہ کیسی نگری ہے...... اور آپ کیسے راجہ ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا...... ہر بات میں ایک استفہام ہے...... ہر سوال کے

اندر ایک اور سوال ہے۔ یہ آپ کی سلطنت...... یہ مہک...... یہ خوشبو...... یہ پھل...... یہ پھول اور اس کا عکس...... سب ایک استفہام ہیں۔

"کس کا عکس......؟" راجہ نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

"چاند کا...... ہاں چاند یہاں بہت عجیب سا لگا"

"اچھا...... میں کچھ اور سمجھا"

"میں ضرور چلا جاؤں گا۔ میں خود یہاں رہ کر ایک سوال بنتا جا رہا ہوں...... میرا باپ ہمیشہ مجھے کہا کرتا تھا کہ چاند بننا اور مجھے لگتا ہے جیسے میں چاند نگری میں آ گیا ہوں ہر چیز پرسکون ہے مگر مبہم اور مشکوک بھی آپ مجھے کیوں یہاں سے بار بار جانے کو کہتے ہیں...... یہاں پر ایسا کیا ہے جو میرا یہاں پر رہنا نامناسب ہے۔ اور پھر آپ کچھ بتاتے بھی نہیں...... اور میں یہاں پر...... آپکے علاوہ کسی اور انسان کو نہیں دیکھتا...... یہاں پر اور کون ہے...... یہ کیسے ممکن ہے کہ یہاں پر صرف آپ دو انسان رہتے ہوں...... اور...... اور کوئی نہیں...... یہاں؟"

گلفام ذرا سا تلخ ہو کر بولا۔

"ہماری نگری جیسی بھی ہے...... ہم تمہیں بلانے تو نہیں گئے تھے بلکہ تم اوپر سے ٹپکے ہو...... اور سنو یہاں حرکت کا قانون لاگو نہیں ہوتا جو تمہاری باہر کی دنیا کی جان ہے...... تم کب تک یہاں اس بستر پر پڑے رہو گے...... ٹھیک ہے میں تمہیں کھانا دیتا رہوں گا مگر کب تک آخر تو تمہیں کچھ کرنا ہے...... اپنی زندگی کی راہیں متعین کرنی ہیں اپنی زندگی کا نصب العین تو تمہیں یاد ہو گا...... کیا وہ یہاں ممکن ہے...... تمہاری زندگی...... میرا مطلب ہے تم انسانوں کی زندگیاں آزمائشوں کی آماجگاہ ہیں...... تم لحہ بہ لحہ ایسے پل سے گزرتے ہو...... جو اکثر شکوک و شبہات کی سرنگ سے نکلتا ہے اور تکلیف کی صبر آزما بھٹی پر جا کر ختم ہوتا ہے...... تمہیں یاد تو ہو گا...... وہ سب" راجہ کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی۔

"ہاں میرا باپ مجھے میرا منصب یاد دلاتا تھا...... مجھے تب بھی سمجھ نہیں آتی تھی اور اب بھی...... میں نہیں سمجھ پایا وہ مجھے کیوں ایسا کہتا تھا......"

"سمجھ جاؤ گے اس لئے کہتا ہوں...... جو پل تمہارے لئے تیار ہے اس پر گزر دو تو سہی......"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"تو آپ کے لئے...... کیا آپ انسان نہیں......؟ گلفام نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں...... ہوں...... دیکھو تم جیسا انسان ہوں...... مگر تم سے مختلف بھی ہوں...... مجھے اس جگہ کے لئے بنایا گیا ہے...... میرا یہی مسکن ہے میں یہاں سے کہیں نہیں جا سکتا...... میں اور میری رانی ایک دوسرے کیلئے بنائے گئے ہیں"

"آپ کی رانی......؟"

"ہاں میں نے تمہیں بتایا تھا نا...... ہم ہیں دو مختلف وجود لیکن اصل میں ایک......"

"کیسے...... ایک کیسے ہو گئے...... آپ تو ہمیشہ یہاں اکیلے آتے ہیں"

"محبت کی زنجیر نے ہمیں مضبوطی سے ایک دوسرے کے ساتھ جکڑ رکھا ہے وہ ابھی یہاں نہیں لیکن اس کی خوشبو میرے وجود کے اندر رگ وپے میں میری سانسوں کے ساتھ دوڑتی پھرتی ہے...... یہ میری آنکھیں جو دیکھتی ہیں ان میں اس کا نور ہے...... میرے چہرے پر پھیلا شگفتگی عکس اصل میں اس کے گلابی چہرے کا ہیولا ہے اور یہ جو میرے بدن کے اندر دل دھڑک رہا ہے تم کیا جانو...... یہ تو بس اس کی آواز سے ہی دھڑکتا ہے...... جب وہ میرے پاس نہیں ہوتی تو اندر اس کے قہقہوں کی گونج اور اس کی آواز کی کھنک میرے دل کو حرکت دیتی رہتی ہے...... تو پھر ہم کیسے جدا ہوئے...... راجہ کی آنکھیں مسرت سے چمکیں۔

"آپ کی رانی بہت اچھی ہے...... گلفام نے حیرت سے پوچھا

"ہاں...... ہاں...... بہت اچھی...... بہت پیاری...... میں تمہیں کیسے بتاؤں وہ کیا ہے۔ میرے لئے...... کاش تم اس کو دیکھ سکو......"

"ہاں میں ضرور دیکھوں گا......"

"مگر...... تم اس کو نہیں دیکھ سکو گے...... یہ ممکن نہیں" وہ برہم ہوا

"کیوں......؟"

"میں کبھی یہ برداشت نہ کر پاؤں گا کہ کوئی دوسرا آدمی اس کی پرچھائیں کو بھی دیکھے"

"کیا آپ کو اعتبار نہیں......؟"

"معلوم نہیں...... لیکن صرف یہی جانتا ہوں کہ وہ میرے لئے ہے اور میں اس کے لئے...... کسی تیسرے کی اس میں گنجائش نہیں...... اور سنو میں نے تمہیں دوست سمجھ کر اس کے

بارے میں بتایا ہے کبھی راز کو فاش نہ کرنا...... اور جستجو نہ کرنا"

"کیسی جستجو......؟"

کچھ نہیں...... کچھ بھی تو نہیں...... بس کچھ نہیں......" وہ جھنجھلا سا گیا اور اٹھ کر چلا گیا۔

گلفام اپنے بستر پر لیٹ گیا اور اس کی باتوں پر سوچنے لگا واقعی یہ کیسے لوگ تھے...... کتنے پر اسرار اور مشکوک...... اور ان کی باتیں بھی ایسی...... لیکن وہ ہیولا یقیناً اسکی رانی کا ہو گا...... جس کے ذکر سے راجہ کی آنکھیں چمک اٹھیں تھیں۔ وہ ضرور کوئی ایسی چیز ہو گی جس نے اس کی دنیا کو یوں منور کر دیا ہے لیکن راجہ نے اس کو منع کیوں کیا ہے...... راجہ کون ہے اور اس کو بار بار جانے کو کیوں کہتا ہے کیا اس کو میرے سے کوئی خوف ہے لیکن...... میں تو کبھی بھی اس کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔ وہ کتنی دیر یونہی سوچتا رہا اور پھر آنکھیں بند کر لیں اور اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے نیند کی دیوی اسے آہستہ آہستہ سہلا رہی ہو اور وہ اس کی آغوش میں ایک عجیب سی لذت محسوس کر رہا ہو...... پھر اسے ہوش نہ رہا کہ کب وہ سویا......

آنکھ تب کھلی جب اس نے وہی خوشبو کا جھونکا محسوس کیا...... وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا...... یہ شناسا سی خوشبو...... اس کی روح کو پھر مسحور کرنے لگی...... اس نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا...... رات کی تاریکی پھیل رہی تھی...... چاند آہستہ آہستہ بلندی کی طرف جا رہا تھا ہوا میں قدرے خنکی تھی اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ہلکا سا دھواں اردگرد پھیلا ہو...... چاند کی مسحور کن روشنی میں اڈتا سا ہلکورے کھاتا دھواں اردگرد، اوپر نیچے کیسے محو پرواز تھا...... اور پھولوں پر اس کی ہلکی سی نمی کی تہہ چڑھ رہی تھی...... اور اس نمی کی وجہ سے ان میں خاص چمک پیدا ہو گئی تھی...... کیسا سہانا موسم لگ رہا تھا...... اور اس نے خوشبو کو زور سے کھینچا اور اندر لے جانے کی کوشش کی تو ایسا نشہ سا اسے محسوس ہوا جیسے تتلی پھولوں کا رس چوسنے کے بعد خوشی سے دیوانی اور مسرور ہو جاتی ہے۔ وہ اٹھا اور دیوانہ وار ادھر ادھر بھاگنے لگا...... اف خدایا یہ خوشبو مجھے پاگل کر کے چھوڑے گی...... اور دور پھولوں کی باڑ کے پار اسے وہی ہیولا نظر آیا...... یہ ضرور راجہ کی رانی ہے مگر راجہ نے اسے سختی سے منع کیا تھا کہ اس طرف جائے تو در کنار دیکھے بھی نہ اور وہ...... وہ اس کو پاگل کر کے ہی دم لے گی...... شاید اسی لئے راجہ کہتا ہے یہاں سے چلے جاؤ یہاں مت رکو...... یہ ضرور کوئی ڈائن ہے یا چڑیل، نہیں...... اگر ڈائن یا چڑیل ہوتی تو کب کی اسے نگل

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

چکی ہوتی...... وہ بہت حسین ہے۔ حسین تحفہ...... راجہ کے لیے شاید یہ سب سے بڑا تحفہ ہے اسی لیے تو وہ کتنا خوش رہتا ہے...... کیا یہ صرف راجہ کے لیے ہی ہے کسی اور کیلئے نہیں...... کیسے ہو سکتا ہے...... پر مجھے نظر تو آئے...... میں اس سے کچھ نہیں چاہتا...... صرف اس کو دیکھنا چاہتا ہوں تب وہ ہیولہ غائب ہو گیا اور واپس اپنی چار پائی تک آ گیا لیکن دل کہیں دور وادیوں میں بھٹک رہا تھا۔ انسان بھی کیا عجیب شے ہے پہلے وہ صرف سکون کا متلاشی تھا اب سکون ملا تو اب کسی اور چیز کی طلب بڑھ گئی ہے انسان کے اندر طلب بدلتی رہتی ہے ایک لمحہ کسی شے کی تو اگلے لمحے کسی دوسری شے کی...... شاید ساری زندگی اسی طلب کی نذر ہو جاتی ہے۔ لیکن اب جو چیز اس کو مسلسل تنگ کرتی تھی وہ بڑی تکلیف دہ تھی کچھ حاصل کرنے کی جستجو میں کبھی کبھی انسان اپنے درجہ سے بھی کتنا گر جاتا ہے۔ اس کو یاد آیا اس کا باپ اسے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ کچھ حاصل کرنے کی جستجو میں ان لمحوں اور وقت کا ضرور خیال رکھنا جو انسان کی زندگی میں بڑے اہم ہوتے ہیں کبھی تو ہمیشہ کیلئے امر ہو جاتے ہیں اور انسان کو بھی امر بنا دیتے ہیں اور کبھی ایسے خطرناک کہ انسان کی ساری زندگی بھی اس کسک کی داستان بن جاتی ہے۔ وقت اور لمحے جب انسان کی زندگی میں ٹھہر جاتے ہیں تو پھر بڑی تباہی ہوتی ہے انسان ایک دوراہے پر آ کھڑا ہوتا ہے کبھی بکھر جاتا ہے تو کبھی...... فنا...... لیکن تو ابھی شاید میری بات نہ سمجھو گے...... اسے یاد پڑتا تھا کہ جب بھی اس کا باپ اس کے پاس بیٹھتا تھا ایسی بات ہی اس کو سنایا کرتا تھا جیسے وہ دانشمندی کا سیرپ لمحہ بہ لمحہ اس کے اندر انڈیل رہا ہو۔ وہ بس اس کو مکمل دیکھنا چاہتا تھا پورے چاند کی طرح روشن بنو خوبصورت چاہے وہ اندر سے کتنا ہی بکھرا ہوا کیوں نہ ہو مگر زمانے کی نظر میں وہ ماہتاب ہو...... کیسی عجیب سی خواہش اور تمنا تھی اس کے باپ کی بھی...... اکثر اسے حیرت ہوتی کہ وہ کیوں ایسا سوچا کرتا تھا۔ وہ ہمیشہ باپ کو کہا کرتا تھا کہ اس نے اس کا نام چاند کیوں نہیں رکھا تو وہ آگے سے ہنستا...... اس لیے کہ چاند ایک ہے۔ میں چاہتا ہوں تم چاند جیسے بنو...... اس چاند کی شرکت داری نہ کرو...... وہ باپ کو بھی سوچ سوچ کر تھک گیا تھا اور اب اس کے پاس سوچنے کو بھی کچھ نہ رہا تھا آہستہ آہستہ اس کا جسم یہاں کی خوراک اور مشروب سے فربہ ہو گیا تھا اسے خود اپنا وجود بھاری بھاری محسوس ہونے لگا تھا اور یوں محسوس ہونے لگا تھا کہ وہ تنومند اور جوان ہو گیا ہو...... اب وہ کچھ کرنا چاہتا تھا لیکن کیا...... کیا انہی راستوں پر واپس لوٹ جائے جن پر وہ چل کر آیا تھا...... مگر اب تو

اس کو وہ راستہ بھی یاد نہ تھا...... پھر کیا کرے...... کچھ کرنا چاہیے۔ وہ نہ تو مزید سوچنا چاہتا تھا اور نہ ہی سونا۔ وہ راجہ سے بات کرنا چاہتا تھا تھوڑی دیر بعد راجہ اسکی طرف آ گیا......

''تم اٹھ گئے گلفام......''

''ہاں......''

''کیا سوچ رہے ہو...... کچھ پریشان سے لگ رہے ہو''

''میں سوچ رہا ہوں کہ میرا واپس جانا بہت ضروری ہے''

''یار تم تو دل کو لگا بیٹھے...... میں نے تمہیں ضرور کہا تھا مگر ایسی بھی کیا جلدی ہے چند دن اور رک جاؤ''

''پھر بھی تو جانا ہے نا''

''ہاں...... کہہ تو تم سچ رہے ہو...... جانا تو تمہیں پڑے گا...... لیکن کچھ دن اور سہی...... تم ہماری زندگی میں ایک خوشگوار جھونکے کی مانند آئے ہو...... اس لیے میں چاہتا ہوں کہ کچھ دن اور سہی...... نجانے کیوں مجھے تم سے الفت سی ہونے لگی ہے''

''لیکن میں یہاں بیٹھ بیٹھ کر تنگ آ گیا ہوں...... کیا کروں...... میں کچھ کرنا چاہتا ہوں...... اب تو یوں لگتا ہے جیسے زندگی میں دو ہی کام ہیں ایک سونا اور ایک کھانا...... مجھے کام بتاؤ میں تمہارے ساتھ کام کرنا چاہتا ہوں میں ایک محنت کش کا بیٹا ہوں...... یوں فارغ مجھ سے نہیں بیٹھا جاتا......''

''اچھا سوچتا ہوں کہ تمہیں کیا کرنے کو دیا جائے...... ابھی تو تم آرام کرو......''

''نہیں میں چند قدم چلنا چاہتا ہوں''

''کہاں......؟''

''تمہاری اس سرزمین کو دیکھنا چاہتا ہوں......''

''لیکن......؟''

''ہاں مجھے معلوم ہے...... میں اس طرف نہیں جاؤں گا''

تم تو واقعی سمجھدار ہو گئے ہو؟ راجہ ہنسا

''میرے خیال میں جب انسان فارغ بیٹھ کر بہت کچھ سوچتا ہے تو بہت سی اچھی باتیں اس کے ذہن میں آتی جاتی ہیں۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"اچھا...... تو تم نے کیا سوچا...... راجہ حیرت سے اس کی طرف دیکھ کر بولا"

"اپنے باپ کی باتیں...... وہ ہمیشہ بہت اچھی باتیں کرتا تھا مگر مجھے تب سمجھ نہیں آتی تھیں۔"

"اور اب......"

"اب سوچتا ہوں تو وہ باتیں بھی اچھی لگتی ہیں اور سمجھ بھی آنے لگی ہیں"

"یہ تو پھر اچھی بات ہوگئی...... تو واقعی بڑے ہونے لگے ہو"

"مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں موٹا ہو رہا ہوں"

"ہاں...... تمہاری صحت اچھی ہوگئی ہے...... اب تو خوبرو نوجوان لگتے ہو......" راجہ نے قہقہہ لگایا۔

"میں تھوڑی دیر کے بعد آتا ہوں پھر تمہیں ندی کے پاس لے کر چلوں گا" راجہ اٹھتے ہوئے بولا۔

"راجہ کتنا خوبصورت، دلچسپ اور اچھا انسان ہے۔" گلفام کو اس پر پیار سا آنے لگا لیکن ایک دم اس کی رانی بھی یاد آگئی اور وہ کتنی اچھی ہوگی اس کی طرح...... اس کو رشک سا آنے لگا پھر بے کلی سی چھانے لگی اور وہ یونہی وقت گزاری کے لیے ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد راجہ آیا تو اس کے ہاتھوں میں خوبصورت رنگ برنگے پھولوں کا گلدستہ تھا۔ اس میں ہر رنگ کے پھول تھے سرخ، سفید، زرد، قرمزی، بنفشی، کاسنی سبز مختلف اقسام کے پتوں میں لپٹے ہوئے...... ایسا خوبصورت گلدستہ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"یہ کہاں سے لیا......؟" گلفام نے حیرت سے پوچھا

ہر صبح جب میں گھر سے نکلتا ہوں تو میری رانی زرد پھولوں کا چھوٹا سا گلدستہ مجھے دیتی ہے جو ہمارے عارضی فراق کی نشانی ہے اور جب میں دوپہر ڈھلے گھر لوٹتا ہوں تو ہر روز ایسے حسین رنگ برنگ پھولوں کو گلدستہ میرا شدت سے انتظار کر رہا ہوتا ہے یہ اس کی رنگین جواں محبت کی نشانی ہے" راجہ مسکرا کر بولا۔

گلفام کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

"تو ہر روز وہ تمہیں ایسے پھول دیتی ہے...... اس کا مطلب ہے وہ تم سے بہت

پیار کرتی ہے"

"ہاں...... بہت زیادہ...... تم شاید اندازہ نہ کرسکو...... اٹھو چلو میں تمہیں گھمانے لے چلوں"

اور دونوں آہستہ آہستہ چلنے لگے آج وہ پہلی دفعہ اپنی مقرر کردہ حدود سے باہر نکلا تھا تا حد نگاہ سرسبز شاداب مخملیں فرش سا بچھا تھا جس پر شبنم کے قطرے دھوپ کی وجہ سے لمحہ بہ لمحہ پگھل کر آنسوؤں میں ڈھل گئے تھے...... وہ دونوں ننگے پاؤں چلنے لگے...... ہوا میں قدرے خنکی بھی تھی مگر چمکتی دھوپ کے حسین امتزاج نے موسم کو بہت خوبصورت بنا دیا تھا۔ قطار در قطار سرسبز شاداب اونچے درخت تھے کہیں سفیدے اور کہیں شاہ بلوط، چیڑ اور صنوبر کے...... وہ ایک ٹیلے پر چڑھنے لگے۔

"ہم اب کہاں جا رہے ہیں......؟" گلفام تھک کر بولا

"اس ٹیلے کی دوسری جانب......"

"وہاں کیا ہے......؟"

"دیکھو گے تو خود ہی پتا چل جائے گا"

وہ دوسری جانب اترے تو گلفام کی حیرت کی انتہا نہ رہی...... اتنی خوبصورت آبشار اس نے زندگی میں نہ دیکھی تھی۔ رنگ برنگے سنہری براؤن، گہرے نیلے اور بھورے نوکیلے پتھروں سے بجی آبشار جس کے دونوں جانب اونچے نیچے ٹیلوں کی وادیاں سی بنی تھیں۔ دونوں ان ٹیلوں پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔

"کتنی طلسماتی دنیا ہے یہ...... مجھے سمجھ نہیں آتا کہ یہ سب کیا ہے آخر...... اور اتنا حسن کہاں سے سمٹ کر آگیا ہے...... میں تو یہ حسن اور خوبصورتی دیکھ کر پاگل ہو رہا ہوں......" گلفام حیرت سے بولا۔

پریشان مت ہو...... ابھی تم نے دنیا دیکھی نہیں...... کائنات بہت حسین ہے اس دنیا کے اندر ایک اور دنیا آباد ہے جہاں...... تخلیق کا عمل بڑا پیچیدہ اور مبہم ہوتا ہے سوچ کے اندر ایک اور سوچ اور اس کے اندر ایک اور مفہوم اور اس مفہوم کے اندر کئی شاخیں...... اور پھر ان کے کتنے زاویے...... تم سوچ بھی نہیں سکتے جب ایک چیز کا تخلیقی عمل شروع ہوتا ہے تو نجانے کتنے عوامل اس کے پس پردہ ہوتے ہیں اور اس کے پیچھے کتنے محرکات...... بس کچھ نہ سوچ

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

صرف یہ کہ "ہے" اور اس میں تم کیا ہو...... نہ کہ یہ کہ تم کیا تھے ورنہ تم کچھ نہ کرسکو گے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکو گے۔ تمہیں یہ جگہ پسند آئی......" راجہ اسکو دوبارہ اس کی سوچ پر لایا

اوہ...... آں...... ہاں...... بہت زیادہ" جیسے وہ گہری نیند سے بیدار ہوا ہو "تو تم بس کچھ مت پوچھو صرف دیکھو محسوس کرو اور اس کو ذہن میں محفوظ کرو" دونوں کافی دیر یونہی خاموشی سے بیٹھے رہے اور آبشار کے ٹھنڈے چھلکتے شور مچاتے پانی سے لطف اندوز ہوتے رہے ان کے قریب بڑے سے تکونی پتھر پر گرتے پانی کی تازہ شفاف بوندیں ان کے پاؤں کو بھگوتی ہوئی دوسرے چھوٹے پتھروں پر گرتی ہوئیں نیچے لحہ بہ لحہ بہہ رہی تھیں اور وہ اس عمل کو مسلسل حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

"گلفام تم دیکھ رہے ہو...... بہتے پانی کو اپنا بہاؤ برقرار رکھنے کے لیے کتنے راستوں اور مراحل سے گزرنا پڑتا ہے" راجہ اسے یوں گم دیکھ کر گویا ہوا "ہاں...... میں بھی وہی دیکھ رہا ہوں کہیں ٹھہر نہیں رہا...... مسلسل پھیل رہا ہے۔"

"انسان بھی ایسا ہے...... کہیں ٹھہرتا نہیں...... بس پھیلتا ہی رہتا ہے"

جتنے کٹھن مراحل اور راستوں سے گزرتا ہے اتنا ہی اس کے بہاؤ میں شدت اور تیزی آتی جاتی ہے وہ پہلے سے زیادہ متحرک ہو جاتا ہے مگر اس کو ایک بات کا خیال رکھنا پڑتا ہے اور وہ ہے سمت ورنہ ہر پھسلن اس کو لے ڈوبے۔" راجہ نے آہ بھری۔

"آپ بہت گہرے انسان ہیں......"

"یہ تم نے کیسے اندازہ لگایا......" راجہ کھلکھلا کر ہنسا

"جب بھی مجھے محسوس ہونے لگتا ہے کہ آپ مجھے اپنے بارے میں بتانے لگے ہیں، آپ فوراً راستہ بدل لیتے ہیں اور کسی اور طرف نکل پڑتے ہیں...... کیا واقعی ایسا ہے......"

"شاید ایسا ہی ہو...... مگر میں تمہاری اس بات کا فی الحال جواب نہیں دے سکتا میرا خیال ہے ہمیں چلنا چاہیے شام گہری ہو رہی ہے اس نے اردگرد نگاہ دوڑائی"

"نہیں میں یہاں ٹھہرنا چاہتا ہوں...... کچھ اور لمحے"

"وہ کیوں"

"میں چاند کا عکس اس آبشار کے پانی میں دیکھنا چاہتا ہوں"

"اوہ...... خاصے رنگین مزاج آدمی لگتے ہو"

"پتا نہیں...... لیکن چاند سے محبت میری ذات کا حصہ ہے"

"سنو...... کسی غیر کی محبت اپنی ذات کا حصہ نہ بنانا ورنہ فنا ہو جاؤ گے۔"

"کیا مطلب......؟ گلفام چونکا۔

"شاید ابھی تمہیں سمجھ نہ آئے مگر بہت جلد تم اس حقیقت سے واقف ہو جاؤ گے کہ ہر بات کی سچائی کا پس منظر ضرور ہوتا ہے اور جب کوئی بات تلخ حقیقت کے سیاہ غار سے نکل کر سامنے آتی ہے تب وہ سچائی بن جاتی ہے وہ بھی ایک سخت آزمائش سے گزر کر سچائی کا مقام حاصل کرتی ہے...... انسان کی طرح...... میری بات سمجھ رہے ہو نا"

"ہاں...... کوشش کر رہا ہوں"

"مجھے جلدی ہے رانی میرا انتظار کر رہی ہوگی وہ فکر مند ہو رہی ہوگی...... یہ اس کے لمحے ہیں ہم نے وقت کو تقسیم کیا ہوا ہے...... صبح سے دوپہر تک میں اپنے کام نمٹاتا ہوں اور سہ پہر سے رات تک وہ میری سنگت میں ہوتی ہے...... گلفام محبت کرنے والوں کو جب تک پورا حق نہ دیا جائے تب وہ محروم ہو کر غاصب بن جاتے ہیں تم کو راستہ معلوم ہے کہ نہیں...... ورنہ میں تمہیں لینے آجاؤں گا"

"نہیں میں آجاؤں گا...... فکر مت کرو" گلفام نے اس کو تسلی دی۔

راجہ تھوڑا سا فکر مند تھا کہ معلوم نہیں اس سلطنت میں وہ کہاں جائے گا اس کے جانے کے بعد وہ اٹھا اور اردگرد نگاہ دوڑائی شام کے ملگجے اندھیرے آہستہ آہستہ تاریکی کے سفر کی طرف گامزن تھے...... چاند کی روشنی نے اردگرد کے ماحول کو بھی قدرے روشن کر دیا تھا ستارے بھی اس کی سنگت میں جھوم رہے تھے اور اردگرد شاید نیاز مندی کے طور پر اس کے دربار میں جھرمٹ کی صورت میں آرہے تھے اور چمک چمک کر اسے سلام کر رہے تھے...... اور چاند ان کی اداؤں پر مسکرا رہا تھا...... وہ چاند کا مسکرانا اور ستاروں کا چمکنا آبشار کے پانی میں دیکھ رہا تھا جیسے چاند کو دیکھ کر اسکی روانی بھی تیز ہو گئی ہو اور چاند مسکرا کر اس کو انسپائر کرتا رہا ہو جیسے ہر خوبصورتی داد پا کر اور نکھر جاتی ہے پانی کا بہاؤ بھی چاند سے داد پا کر اور شدت سے بہنے لگا...... وہ اٹھ کر بہتے پانی کے ساتھ چلنے لگا...... چاند بھی ساتھ ساتھ سفر کرنے لگا چاند بھی کتنا موقع شناس ہے جہاں زیادہ داد کی ضرورت ہوتی ہے وہاں اس کی چمک میں اور نکھار آجاتا ہے اس کی ٹھنڈی روشنی اور مؤثر ہو جاتی ہے اور جہاں مناسب نہیں ہوتا بس اپنا منظر دکھا

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کر احسان جتاتا ہے۔۔۔۔ اسے چاند ستاروں کی سنگت پانی کے عکس میں بہت خوبصورت لگی۔۔۔۔ وہ کتنی دیر ہی اس سحر میں کھویا رہا۔ یوں لگا جیسے تاریکی بہت گہری ہوگئی ہو۔۔۔۔ نجانے رات کا کونسا پہر تھا لمبے درختوں کے سائے اور گھمبیر ہوگئے تھے چاند کی روشنی میں سفیدے کے دودھیا درخت اور چمکنے لگے۔۔۔۔ ہر طرف سوندھی سوندھی سی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ واپس انہیں راستوں پر چلنے لگا جن پر چل کر آیا تھا مگر ایک پگڈنڈی سے راستہ بھول کر وہ کئی باڑیں عبور کرتا ہوا جھونپڑی کے پچھواڑے کی طرف نکل آیا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھا کہ کس راستے کی طرف جائے۔۔۔۔ شاید یہ وہی ممنوعہ راستہ تھا جس سے راجہ نے اسے بارہا منع کیا تھا اور اگر راجہ اسے دیکھ لے تو وہ بہت ناراض ہوگا۔۔۔۔ یہ سوچ کر اس کو پسینہ سا آنے لگا وہ تیز تیز قدم اٹھانے لگا۔۔۔۔ یکدم اس نے چاند کی چھم چھم برستی دودھیا روشنی میں دو ہیولوں کو آپس میں باہم پیوست دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس شناسا سا خوشبو کے ہیولے سے اٹھنے لگے۔۔۔۔ دو عکس باہم۔۔۔۔ یکجان۔۔۔۔ اس کا دماغ چکرانے لگا۔۔۔۔ زندگی میں پہلی دفعہ ایسا منظر۔۔۔۔ اس رومان پرور ماحول میں دیکھا اس کا دل دھڑکنے لگا۔۔۔۔ اس کو یوں محسوس ہونے لگا جیسے اس کا دل جسم کی قید سے نکلنے کے لیے بے تاب ہو۔۔۔۔ اس کے اندر ایک ہیجانی سی کیفیت برپا ہوگئی اس کو اپنا ایک ایک عضو پھڑکتا ہوا محسوس ہونے لگا۔۔۔۔ سارا چہرہ پسینے سے تر ہونے لگا۔۔۔۔ کانوں کی لویں تک سرخ ہوگئیں۔۔۔۔ اس کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہے اور یہ منظر۔۔۔۔ پہلے ایک ہیولہ اس کی جان کے درپے تھا اب دو نے مل کر اس کی روح کو اتھل پتھل کر کے دکھ دیا تھا۔ اسے معلوم نہیں کہ وہ کیسے بھاگتا ہوا اپنی چارپائی تک پہنچا۔۔۔۔ وہ زور زور سے ہانپ رہا تھا۔۔۔۔ وہ چارپائی پر لیٹ کر زور زور سے سانس کھینچنے لگا اس کو سمجھ نہیں آ رہی تھا کہ اس کی اس ہیجانی کیفیت کا کیا علاج ہے وہ چارپائی پر اوندھا لیٹ گیا۔۔۔۔ اٹھ کر چلنے لگا پھر بھی دل کو قرار نہ آ رہا تھا۔۔۔۔ پھر لیٹ گیا۔۔۔۔ قریب رکھے پانی کے گلاس کو منہ لگایا ٹھنڈے پانی نے بھی اندر کی آگ کو کم نہ کیا۔۔۔۔ اس تجربے نے اس کو پہلی دفعہ اندر کی کسی مبہم طاقت سے روشناس کروایا اور اس پہلے تجربے پر وہ بھڑک اٹھا تھا۔۔۔۔ اس کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے آگ کا الاؤ اندر روشن تھا جو لحظہ بہ لحظہ بھڑک رہا تھا اور کسی طور بھی کم نہ ہو رہا تھا۔۔۔۔ ٹھنڈے پانی نے اس پر تیل کا سا کام کیا اور الاؤ مزید روشن ہوگیا ۔۔۔۔ وہ وہیں فرش پر بیٹھ گیا۔۔۔۔ اور دم سادھ کر لیٹ گیا۔۔۔۔ آنکھیں بند کیے وہ انہی سوچوں

میں گم تھا۔ جب اسے محسوس ہونے لگا کہ اس کے اردگرد روشنی سی پھیلنے لگی تھی۔۔۔۔ اس نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں۔۔۔۔ اردگرد چڑیوں نے وہ شور مچا رکھا تھا کہ اس کو وحشت سی ہونے لگی۔۔۔۔ اس نے اٹھ کر کپڑے جھاڑے اور اٹھ کر بستر پر لیٹ گیا تھوڑی دیر بعد راجہ اس کی طرف آیا اس کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ نے اس کی آنکھوں کو بھی روشن کر رکھا تھا۔

''گلفام ابھی سو رہے ہو۔۔۔۔'' راجہ نے اس کے قریب آ کر کہا۔

''نہیں۔۔۔۔ نہیں تو۔۔۔۔'' اور فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔

''یہ کیا۔۔۔۔؟'' گلفام فکرمندی سے بولا۔

''تمہاری سرخ سرخ آنکھیں تو کچھ اور کہہ رہی ہیں''

''کیا۔۔۔۔''

''کچھ اور کہانی۔۔۔۔''

''کون سی۔۔۔۔''

''کہ شاید تم رات کو دیر سے آئے تھے اس لیے سو نہیں سکے اور مجھ سے چھپا رہے ہو''

ہاں شاید ایسے ہی ہو۔۔۔۔ وہاں وقت کا پتا نہیں چلا''

''اسی لیے میں تمہیں کہہ رہا تھا چلو میرے ساتھ مگر تم نہیں آئے۔۔۔۔ ادھر رانی فکر مند ہو رہی تھی۔

رانی کا نام سنکر اس کے چہرے پر سرخی کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔

''کیا بات ہے۔۔۔۔ کسی بات پر پریشان ہو؟''

''میری طبیعت کچھ بوجھل ہے''

''اچھا تم آرام کرو۔۔۔۔ میں کھانا لے کر آتا ہوں''

راجہ اٹھ کر چلا گیا اور اس کے اندر راجہ کے بارے میں عجیب سے جذبات پیدا ہونے لگے۔۔۔۔ وہ شخص جتنی اس کے ساتھ محبت جتلا رہا تھا اس کا دل اتنا ہی بدکنے لگا تھا۔ اسے اپنی اس سوچ پر نفرت سی ہونے لگی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ نجانے وہ کیوں اس کے حواسوں پر حاوی ہو رہی تھی اور ان دیکھے اس بندے سے نفرت کرنا شروع ہو گیا تھا جو اس کا محسن تھا اور جس نے کس کس طرح اس کی مدد کی تھی اور وہ محض۔۔۔۔ اسے اپنے آپ پر غصہ سا آنے لگا۔ راجہ تھوڑی دیر بعد کھانا لے کر آ گیا۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"آؤ...... کھانا کھاؤ...... ذہن پر زیادہ بوجھ مت ڈالو" راجہ نے پیار سے کہا وہ خاموشی سے اٹھ کر کھانا کھانے لگ گیا۔

"گلفام میں دیکھ رہا ہوں تم کچھ پریشان سے لگتے ہو...... آخر کیا بات ہے جتنا زیادہ ذہن کو سوچنے کیلئے کھلا چھوڑ دو گے...... تمہارے پراگندہ خیالات تمہیں کہیں بھی ٹکنے نہ دیں گے...... اس لیے سوچا کم کرو...... اور عمل پر زیادہ توجہ دو......" راجہ نے اس کو سمجھایا۔

"راجہ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا سوچیں اپنے بس میں ہوتی ہیں...... میں بہت سی غلط باتیں سوچتا ہوں جو مجھے نہیں سوچنی چاہیں لیکن باوجود کوشش کے وہ سوچیں میرا دماغ چکرا کر رکھ دیتی ہیں...... میں کیا کروں"

گلفام فکر مند ہو کر بولا۔

"تم کیا غلط سوچتے ہو...... شاید میں تمہاری مدد کر سکوں"

"میں نہیں بتا سکتا...... کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو انسان اپنے سامنے بھی برملا کہنے سے گریز کرتا ہے...... مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جن سوچوں سے انسان بچنے کی کوشش کرتا ہے وہ بار بار کیوں سامنے آتی ہے راجہ...... ایسے لمحوں میں انسان کتنا بے بس ہو جاتا ہے...... کتنا مجبور...... اور کتنا لاچار نظر آتا ہے جب وہ اپنی سوچوں پر قابو نہیں پا سکتا وہ کیا کر سکتا ہے...... راجہ کیا وہ کچھ اور کر سکتا ہے"

"ہاں...... کیوں نہیں...... ہر بات کا توڑ موجود ہے...... ہر بیماری کا علاج موجود ہے...... اس کا علاج بھی ممکن ہے...... قدرے طویل مگر ناممکن نہیں...... آہستہ آہستہ تجربات کی بھٹی سے جب تم گزرو گے تمہارا ذہن پختہ ہوتا جائے گا اور پھر سوچوں کا سرکش گھوڑا تمہارے ہاتھ آتا جائے گا پھر اس کی لگام تھام کر تم بہت آگے تک جا سکو گے...... بس زندگی کا ہر مرحلہ صبر کے ساتھ گزارو اور دماغ کو رہنما بناؤ"

"راجہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا اس وقت میرا دل اور دماغ کتنا پھٹ رہے ہیں......"

"کس لیے......"

"کچھ ایسی وجہ ہے جس کا کوئی وجود نہیں...... اور ایسی بات جس کا تصور کرنا بھی ناممکن اور پریشان کن ہے۔ میں اس کو زبان پر نہیں لانا چاہتا...... لیکن میں کیا کروں...... میں پھٹ رہا ہوں...... مجھے یوں لگتا ہے جیسے میرا جسم ریزہ ریزہ ہو جائے گا...... میں لحہ بہ لحہ بکھر رہا

ہوں...... کس طرح اپنے آپ کو یکجا کروں...... سب کچھ ناممکن سا لگتا ہے۔

"گلفام اگر یہ سب کچھ تم محسوس کر رہے ہو تو واقعی یہ بہت تکلیف دہ بات ہے...... کیا آج تم میرے ساتھ پھر وہیں جانا چاہو گے۔"

"میرا دل نہیں چاہ رہا......"

"تم کھانا کھاؤ...... پھر چلتے ہیں دل کا بوجھ کم ہو جائے گا"

اس نے مجبوراً چند لقمے لیے اور پھر بوجھل دل کے ساتھ اٹھ کر چلنے لگا...... دونوں سارا راستہ خاموش رہے۔ راجہ خود کوئی نہ کوئی بات شروع کرتا اور وہ اوں آں کر کے بات ختم کر دیتا...... دونوں انہیں راستوں پر چلتے ہوئے اس جگہ پر پہنچے جہاں آبشار کا پانی دلکش تھا اور جہاں چاند اپنی مسکراہٹیں بکھیر رہا تھا...... لیکن آج نہ تو آبشار کے پانی میں کوئی کھنک تھی نہ پتھروں کی کوئی زبان تھی...... آج چھلکتا برستا پانی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے مسلسل آنسو برسا رہا ہو...... جیسے آبشار کوئی دکھی کہانی سنا رہی ہو...... اور اس کی اور پانی کی کہانی ایک سی ہو آج دونوں ایک جیسا دکھ بیان کر رہے تھے...... اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کہ انسان کے اندر کا موسم ہی باہر کے تمام موسموں پر حاوی ہوتا ہے اگر دل خوش ہوتا ہے تو بے کار سی شے بھی لطف دیتی ہے اور اگر دل افسردہ ہے تو قیمتی سی شے بھی فضول لگتی ہے...... دونوں خاموشی سے بیٹھے رہے...... راجہ بھی موقع کی نزاکت دیکھ کر چپ بیٹھا رہا اور گلفام بھی مسلسل پانی میں دیکھتا رہا...... اور اندر ہی اندر کچھ سوچتا رہا...... اور کچھ کہنے سے زبان کو روکتا رہا...... دوپہر ہونے کو آ رہی تھی۔

"اٹھو گلفام...... چلو چلتے ہیں...... تم کچھ زیادہ ہی پریشان ہو...... چلو آرام کر لو......"

"راجہ تم جاؤ...... میں اس گھاس پر آرام کرنا چاہتا ہوں"

وہ اس لمحے تنہائی کا شدید طالب تھا اور دعا کر رہا تھا راجہ جلد چلا جائے افسردگی کے وہ لمحے وہ کسی کے سنگ نہیں گزارنا چاہتا تھا۔

راجہ اٹھ کر چلا گیا اور وہ مخملیں گھاس کے فرش پر لوٹنے لگا۔ گھاس کی سوندھی سوندھی خوشبو سے اس کا ذہن معطر ہونے لگا اور اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے گھاس کی ٹھنڈک اس کے دماغ میں حلول کر رہی ہو وہ آنکھیں موندھے تصور میں اس خوشبو کو اس خوشبو سے ملانے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

لگا تو عجیب سا تاثر پیدا ہونے لگا...... اس کو یوں لگا جیسے کوئی نشہ آور مشروب اسے پلا دیا گیا ہو جو آہستہ آہستہ اس کی تمام حسیات کو سہلانے لگا...... تھوڑی ہی دیر میں وہ نیند کے پرسکون جزیرے پر قدم رکھ چکا تھا...... ایک دم ہر طرف سکوت ہی سکوت اور شانتی ہی شانتی تھی۔ وہ کتنی دیر پرسکون سا سویا رہا...... اس نیند میں آج کسی کا کوئی دخل نہ تھا یوں لگ رہا تھا کہ آج بہت دنوں کے بعد سویا ہو کیونکہ آج چند لمحوں کے لیے اس کے ذہن نے باہر کی دنیا سے تمام رابطے منقطع کیے تھے...... ساری کھڑکیاں دروازے، روشندان سوراخ...... سب کچھ بند تھا......

وہ اٹھا تو قدرے مطمئن تھا اور پرسکون بھی...... اس نیند نے اسے بہت سی خوشی دی تھی اس نے اردگرد کا جائزہ لیا تو اپنے آپ کو بہت مطمئن پایا۔ آج اسے لگا جیسے زندگی میں پہلی بار ایسی نیند سے آشنا ہوا ہو جس کو موت سے تشبیہ دی جاتی ہے...... اس نے اپنے دماغ کا بھی جائزہ لیا اور دل کا بھی...... دونوں مطمئن تھے...... پہلے والی کوئی تڑپ اب باقی نہ تھی...... اس نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا اور واپس مڑنے لگا...... اب ہر چیز پہلے کی طرح مسرور سی نظر آ رہی تھی...... سب میں ایک مستی تھی...... وہ خود ہی مسکرایا اور سوچنے لگا کہ اب اس کو واپس چلے جانا چاہیے۔

وہ اپنی جگہ پر پہنچا تو راجہ اس کا انتظار کر رہا تھا اس کو دیکھ کر مسکرایا اب تم مجھے بہتر لگ رہے ہو"

"ہاں...... میں وہاں سو گیا تھا"

"شاید تم رات بھر سو نہیں سکے تھے اس لیے تمہارا ذہن پریشان تھا میں تمہارے لیے مشروب لاتا ہوں راجہ اٹھ کر اندر چلا گیا۔

راجہ کتنا اچھا انسان ہے مجھے اس شخص کے بارے میں بدگمان نہیں ہونا چاہیے اور اس کے ساتھ بے وفائی نہیں کرنی چاہیے...... ورنہ میں کسی سے بھی زندگی میں وفا نہ کر سکوں گا...... اس کو پھر باپ یاد آنے لگا جو ہمیشہ اس کو یہی کہا کرتا تھا۔

"اپنی زندگی کے کشکول کو وفا کے موتیوں سے بھر لو تو مراد کو پہنچو گے"

اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے اس کے باپ کے کہے ہوئے الفاظ اب تجربات سے گزر کر اپنے اندر چھپی سچائی اس پر ظاہر کر رہے تھے۔ اور اب اسے راجہ سے کوئی شکوہ نہ رہا تھا...... کیونکہ وہ حقیقت کو سمجھ بھی رہا تھا اور محسوس بھی کر رہا تھا...... اس کا ذہن آہستہ آہستہ واہ

ہو رہا تھا...... اور وسیع تر بھی...... مختلف سوچیں اس کو لمحہ بہ لمحہ پختہ کر رہی تھیں تھوڑی دیر بعد راجہ مشروب لے کر آ گیا اس نے خوشی خوشی گھونٹ گھونٹ اسے پیا اور پھر اس سے باتیں کرنے لگا۔ بات بے بات قہقہہ لگاتا تو راجہ حیرت سے اس کی جانب دیکھتا۔

"گلفام اب تم واقعی خوش لگ رہے ہو تمہاری ہنسی میں ایک دم سکون کہاں سے آ گیا...... اس میں پہلے تو اتنی جھنکار نہ تھی...... میں نے تو کبھی تمہیں ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا...... تم واقعی بہت اچھے لگ رہے ہو...... آج تمہارے چہرے سے کرنیں پھوٹ رہی ہیں...... مجھے تم پر بہت پیار آ رہا ہے" گلفام ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔

"کیا ہوا میں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے تمہارے دل کو چوٹ لگی ہو"

"نہیں...... تم نے جس محبت سے یہ سب کہا تو مجھے اپنا باپ یاد آ گیا وہ مجھ سے بہت پیار کرتا تھا۔ لیکن...... راجہ جب میں اس کے پاس تھا تب میں اس سے زیادہ محبت نہیں کرتا تھا...... یوں لگتا تھا جیسے محبت کرنا اور محبت جتانا صرف اس کا ہی حق ہو اور اس کو زیب دیتا ہو لیکن اب وہ مجھ سے دور ہے تو مجھے لگتا ہے جیسے میں اسے اس سے زیادہ محبت کرتا ہوں مگر میں اب اس کو بتا نہیں سکتا"

"تم نے دیکھا کہ محبت کے مراحل میں فراق سب سے اہم موڑ ہے ایسا موڑ جس میں تمام جذبے عود کر اپنی اصل شکل میں آتے ہیں جب کوئی اپنے محبوب سے سچی محبت کرتا ہے تو فراق کے یہ لمحے اس پر کتنی اذیت ڈھاتے ہیں اور کبھی کبھی تو فراق اتنا حاوی ہو جاتا ہے کہ وصال میں بھی وہ لطف نہیں آتا جو فراق میں آ جاتا ہے...... یہ بڑی صبر آزما اور کٹھن منزل ہے انسان کے اندر چھپے تمام جذبوں کی سچائی کو ناپنے کا پیمانہ"

"راجہ تم اس سے گزر چکے ہو......؟ اس نے حیرت سے پوچھا۔

ہاں...... اسی لیے تو اس کا عمل شروع ہونے سے پہلے ہی وصال کے لیے دوڑتا ہوں...... مجھے فراق سے خوف آتا ہے نجانے کیوں اب اس سوچ سے ہی وحشت ہونے لگتی ہے۔ دونوں کتنی دیر باتیں کرتے رہے پھر راجہ اٹھ کر چلا گیا اور وہ بھی آہستہ آہستہ چلتا ہوا ٹیلے کے اوپر پہنچ گیا اور وہاں اونچائی سے مخملیں فرش کا نظارہ کرنے لگا اچانک کبوتروں کا ایک غول آ کر اس کے سامنے سرسبز فرش پر بکھر سا گیا وہ ان کی حرکات و سکنات کا غور سے جائزہ لینے لگا سرسبز فرش پر سفید موتیوں جیسے دانے ادھر ادھر بکھر گئے جیسے بہت سفر کے بعد دم لینے کو

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ادھر رک گئے ہوں اس کے لبوں پر مسکراہٹ سی پھیلنے لگی...... فطرت کے قریب رہ کر انسان کتنا سادہ معصوم اور خوش ہو جاتا ہے...... فطرت جو خود بھی سادگی اور محبت سے عبارت ہے...... محبت جو فطرت ہے...... اور فطرت جو محبت ہے...... دونوں ایک ہی وجود سے نکلتے ہیں...... اس کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ آہستہ آہستہ اس کا ذہن پھر کس تیزی سے ترقی کے مراحل طے کر رہا ہے...... اس کو جو سوچ کچھ دن پہلے تھی اب کس قدر پختہ ہو رہی تھی اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بڑا ہو رہا ہو جس پر زندگی بالآخر اپنے اسرار عیاں کرتی ہے اور فطرت لحہ بہ لحہ اس پر مہر ثبت کرتی ہے اس کو لگ رہا تھا جیسے کوئی خزانہ اس کو آہستہ آہستہ مل رہا ہو...... شام کے ہلکے ہلکے سائے ادھر ادھر پھیل رہے تھے...... سورج کی تانبے جیسی سرخ رنگت نے نیلگوں آسمان کی رنگت کو بھی ہلکا نارنجی سا بنا دیا تھا اچانک وہی مخصوص خوشبو ادھر ادھر پھیلنے لگی اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا...... لیکن اب اتنی گھبراہٹ نہ تھی بلکہ ایک تجسس ایک دراز قد، نازک اندام جو گیا چغہ میں ملبوس واپس جا رہی تھی وہ حیرت سے اس کو جاتا دیکھتا رہا اس نے بالوں کا جوڑا سا بنا کر ان کے گرد جوگیا گلاب کی ادھ کھلی کلیوں کی خوبصورتی سے جوڑے کے اردگرد اڑسا ہوا تھا۔ گلے اور بازوؤں میں اسی رنگ کے پھولوں کے ہار سے پہنے تھے بڑے بڑے پھولوں کو خوبصورتی سے پرو کر اس نے گلے کے گردان کو سٹول کی مانند لپیٹا ہوا تھا اور اس کے سفید سفید خوبصورت پاؤں میں بند موتیے کی کلیاں، پازیب کی مانند لپٹی ہوئی تھیں وہ دور سے اتنی مجسم پیکر نظر آ رہی تھی کہ وہ کچھ لمحوں کے لیے آنکھیں جھپکنا بھول گیا۔ وہ اتنا مکمل شاہکار لگ رہی تھی جیسے کسی مصور نے سنگ مرمر کی مورتی کو جوگیا لباس پہنا کر مخملیں فرش پر کھڑا کر دیا ہو تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی اپنے مسکن کی طرف چلی گئی اور وہ محو حیرت بنا وہیں کھڑا رہا۔ اب کی بار اس کے دل کی صرف دھڑکن تیز ہوئی جو کچھ لمحے یونہی رہی اور پھر جیسے سکوت سا چھا گیا اور وہ خاموشی سے واپس آ گیا...... واپس آ کر ادھر ادھر ٹہلنے لگا جب راجہ اس کی طرف آیا۔

''بھوک تو نہیں لگ رہی...... تم نے کافی دیر لگا دی''

''ہاں...... جب فارغ ہو تو پھر ایک ہی کام رہ جاتا ہے اور وہ ہے بھٹکنا''

''اچھا تو تم خوب بھٹک کر آئے ہو''

''ہاں...... شاید......''

دونوں کچھ ساعتوں کے لیے خاموش ہو گئے۔

''راجہ...... ایک بات پوچھوں''

''ہاں...... کیوں نہیں''

''تم لوگ انسان ہی ہونا......''

''کیوں......؟ اور راجہ کا قہقہہ ہوا میں گونجنے لگا۔

''تم میری بات پر ہنس کیوں رہے ہو......؟'' گلفام خفا سا ہوا۔

''تم نے بات ہی ایسی کی ہے......''

''تم خود ہی تو شک میں ڈالتے ہو''

''کیسا شک......؟''

''تم بار بار یہی کہتے ہو کہ مجھے اپنے وطن لوٹ جانا چاہیے...... اگر میں انسان ہوں...... اور تم بھی انسان ہو تو پھر ایسا ممکن کیوں نہیں کیا تمہاری سرزمین کسی اور انسان کو قبول نہیں کر سکتی''

''ہاں شاید یہی بات ہے...... ہماری اس سرزمین پر کسی تیسرے انسان کی گنجائش نہیں...... جس دن کوئی ایسی بات ہو گی تو پھر نہ ہم رہیں گے نہ یہ سلطنت''

''کیسی عجیب سی بات بتا رہے ہو؟''

''جو بھی ہے تمہیں اس کو سن کر ذہن میں محفوظ رکھنا ہو گا کہ تم یہاں نہیں رہ سکتے اور یہاں کی ممنوعہ سرحد کو دیکھنا بھی خلاف قانون ہے...... تم پر بہت سی پابندیاں ہیں اس لیے تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ تم یہاں سے اس جگہ سے چلے جاؤ جہاں تم آزاد ہو اپنے چلنے پھرنے میں اپنے فیصلوں میں...... جہاں تم پر کوئی پابندی نہ ہو......''

''ٹھیک ہے میں چلا جاؤں گا...... لیکن بتا دو مجھے کب جانا ہو گا''

''یہ تمہاری مرضی ہے...... مگر جلدی کوشش کرنا...... کہیں یہ تاخیر تمہیں کسی اذیت سے دوچار نہ کر دے......''

راجہ خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا اور وہ بھی خاموش سا سر جھکائے بیٹھا تھا۔

''گلفام تم اداس مت ہو...... اور وہ اٹھ کر چلا گیا۔

گلفام سوچنے لگا کہ واقعی اس کو واپس چلے جانا چاہیے اور وہ وہاں پر کیوں رکا ہے کس کا انتظار کر رہا ہے۔ بہت چاہنے کے باوجود بھی وہ وہاں کیوں رکنا چاہتا ہے یوں لگتا تھا

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جیسے اس کے قدم جکڑے ہوں، اسے کوئی کام سرانجام دینا ہو...... کوئی منصوبہ زیرِ عمل ہو...... لیکن کیا......؟ دیکھنے میں تو ایسی پرکشش جگہ پر رہتا تو ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے مگر یوں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اور ذہن کو بھگا بھگا کر مصروف رہنا کہاں کی عقلمندی تھی...... اسے کچھ کرنا چاہیے یا پھر ادھر سے چلے جانا چاہیے...... دل کے نہاں خانوں میں کہیں وہ راز بھی تھا جس کو وہ خود سے بھی کہنے سے ڈرتا تھا شاید وہ جانے سے پہلے صرف ایک دفعہ اس پری زاد کا ضرور دیدار کرنا چاہتا تھا جس کی خوشبو...... جس کے ہیولے...... اور جس کے پیکر نے اس کے اندر کی دنیا کو یوں تہہ و بالا کر دیا تھا...... وہ صرف ایک بار اسے دیکھے گا اور پھر چلا جائے گا پھر دوبارہ یہاں کبھی نہیں آئے گا...... لیکن وہ کس طرح اس کو دیکھے گا یہ اس کے اندر کا تجسس بھی تھا اور شوق بھی اور اب شاید اس نے اپنی زندگی کا مشن بنا لیا تھا کہ وہ اسے ضرور دیکھے گا...... اس سے چاہے بات کرے یا نہ کرے مگر......؟ وہ اٹھ کر چلنے لگا اور اس کے قدم نادانستہ پھولوں کی ان باڑوں کی طرف اٹھ گئے جو اس کی جھونپڑی کی طرف جاتا تھا رات گہری ہو رہی تھی اور ٹھنڈا میٹھا سکون ہر طرف پھیلا تھا...... اس کے قدم اس باڑ تک آ کر رک گئے جہاں ایک فرلانگ کے فاصلے پر ممنوعہ علاقہ شروع ہوتا تھا۔ وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا...... ہر طرف گہری تاریکی تھی...... نہ کہیں راجہ نظر آ رہا تھا نہ اس کی رانی...... پھر ایک دم خوبصورت کھنکتا قہقہہ فضا میں بلند ہوا...... اس کے کان ایک دم کھڑے ہو گئے اور ان کی لویں سرخ ہونا شروع ہو گئیں...... اس کا چہرہ تانبے کی طرح سرخ ہونے لگا اور اس سے گرم گرم شعاعیں باہر نکلنا شروع ہو گئیں...... وہ مزید وہاں نہ ٹھہر سکا اور واپسی کی راہ لی...... اندر پھر ایک دفعہ کپکپاہٹ شروع ہوئی...... آ کر وہ دھڑام سے اپنی چارپائی پر گر گیا لیکن اب کی بار اس میں حرکت کرنے کی بالکل سکت نہ تھی...... وہ ایسا بے سدھ پڑا تھا کہ کئی گھنٹے یونہی بے خودی میں گزر گئے۔

پو پھٹنے کے قریب تھی جب اس کی آنکھ لگ گئی اور صبح بھی گزر چکی تھی اور سورج نصف النہار پر کھڑا تھا جب اس کی آنکھ کھلی اس کا سر بوجھل ہو رہا تھا اور بھوک کا احساس بھی شدت اختیار کر چکا تھا۔ وہ اٹھا اردگرد نگاہ دوڑائی پھل اس کے پاس پڑے تھے لیکن پیاس بھی شدید تھی...... اس نے موقع بھی مناسب سمجھا اور اس ممنوعہ علاقے کی طرف چل پڑا...... اٹھتے قدموں کے ساتھ اس کا دل بھی لرز رہا تھا۔ پھولوں کی باڑوں کو عبور کرتا ہوا وہ آخری باڑ کی طرف چل پڑا...... اس کے اندر خوبصورت پھولوں کی محراب سی بنی تھی...... اس نے جلدی سے اس کے

اندر قدم رکھ دیا اور اندر داخل ہو کر یوں دیکھنے لگا جیسے وہ تجربہ کرنا چاہتا ہو کہ ممنوعہ علاقہ کی حدود پھلانگنے کے فوراً بعد کیا ہوگا وہ حیران سا انتظار کر رہا تھا اگلے لمحوں کا جیسے کبھی آدم نے ممنوعہ پھل کھانے کے بعد کیا ہوگا...... لیکن کچھ بھی نہیں ہوا وہ مطمئن ہو گیا اور چاروں طرف نگاہ دوڑائی...... درمیان میں جھونپڑی تھی اور خوبصورت مخملیں فرش چاروں طرف بچھا ہوا تھا...... اسے کوئی آدم زاد نظر نہ آیا...... وہ ایک طرف کو چل پڑا تو کونے میں پری زاد نظر آ ہی گئی وہ اس کی جانب پشت کیے اپنا کچھ کام کر رہی تھی آج اس نے سفید چوغہ اور سفید کلیاں سفید گجرے اور سفید پھولوں کے ہار پہنے تھے...... لیکن وہی مخصوص خوشبو اسے بتا رہی تھی کہ اس کی یہ خوشبو ان پھولوں کی محتاج نہ تھی وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا وہ پھولوں کا گلدستہ بنانے میں مصروف تھی وہ اس کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا مگر کیسے......؟ اس کو خاصی پریشانی ہو رہی تھی...... وقت جوں جوں گزر رہا تھا وہ پریشان بھی ہو رہا تھا کہ ابھی راجہ آ جائے گا...... اور...... پھر...... یہ خیال ہی اس کو لمحہ بہ لمحہ مضطرب کر رہا تھا بالآخر اس نے گلا کھنکارا...... رانی نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور یوں لگا جیسے کائنات تھم گئی ہو...... رانی نے اس کی طرف اور اس نے رانی طرف دیکھا...... اور اگلے لمحے رانی بے ہوش ہو گئی...... اس کو کچھ سمجھ نہ آیا اور واپس بھاگ گیا...... رانی یونہی پڑی رہی راجہ آیا تو اس پر نیم مدہوشی طاری تھی...... وہ حیران ادھر ادھر دیکھنے لگا......

''رانی بولو کیا ہوا...... اٹھو...... بتاؤ تو سہی...... یوں کبھی پہلے تو ایسا نہیں ہوا'' راجہ کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

اس نے رانی کو اٹھانے کی بہت کوشش کی اور اسے اٹھا کر جھونپڑی کے اندر لٹا دیا وہ پریشان سا اسکے سرہانے بیٹھ گیا اس کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ایسا کیا ہوا ہے...... وہ خاموشی سے کمرے میں ٹہلنے لگا اور رانی کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا...... بالآخر تنگ آ کر کھلے آسمان تلے گہرے گہرے سانس لینے شروع کر دیے۔

گلفام نے آج کیا دیکھا تھا کہ وہ اپنے حواس کھو بیٹھا تھا اپنی چارپائی پر لیٹا وہ یہی سوچ رہا تھا ایسا پری پیکر اس نے آج تک نہ دیکھا تھا نہ سنا تھا...... کتنا معصوم حسن...... ہر قسم کی بناوٹ اور آرائش سے پاک ستواں ناک، گہری سیاہ بھنوؤں کے نیچے موٹی موٹی سیاہ غزالی آنکھیں رنگت ایسی جیسے میدے اور شہد سے گندھی ہو...... وہ بالکل سادہ تھی لیکن اتنی ہی حسین

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

لگ رہی تھی تھوڑی پر سیاہ تل...... وہ حسین تو تھی مگر سحر انگیز زیادہ تھی...... نجانے اس میں کیا خاص بات تھی کہ اس کا دل دھڑکنا ہی بھول گیا تھا...... شاید اسی لیے راجہ اس کو بار بار منع کرتا تھا کہ اس طرف مت جانا...... وہ حقیقت اور اس کے انجام پر نظر رکھے ہوا تھا...... اس کی خوشبو اس کی چاہت اور اس کی ذات پر صرف راجہ کا ہی حق تھا...... کوئی تیسرا اس میں شرکت کا تصور بھی نہیں کر سکتا آہستہ آہستہ البتہ شدید احساس زیاں اس پر چھانے لگا...... اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے اس نے گناہ کیا ہو...... کسی کے گھر کی چار دیواری کے اندر قدم رکھنا گناہ ہی تو ہے...... اس نے کیوں ایسا کیا...... اس کا دل آہستہ آہستہ کٹنے لگا...... شاید ایسے جیسے کبھی آدم کا پھل کھانے کے بعد ہوگا...... اب وہ ایسے نادم پڑا تھا جیسے کبھی وہ...... گناہ کا احساس زیادہ ہونے لگا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آج اس کا دل بھی رو رہا تھا اور آنکھیں بھی برس رہی تھیں...... رات گہری ہوتی جا رہی تھی...... اس نے آسمان کی طرف دیکھا...... سفید سفید بدلیاں آسمان پر چاند کو گھیر رہی تھیں...... اسے یوں لگا جیسے آج آسمان اس کے گناہ پر روئے گا...... وہ کیا کرے...... ہوا آہستہ آہستہ تیز اور ٹھنڈی ہوتی جا رہی تھی جیسے چپکے چپکے بدلیوں نے اپنی نمی ہوا میں جذب کر دی ہو...... شاید آج بادل برسے گا نہیں...... بس اندر ہی اندر گھٹی گھٹی آہوں اور سانسوں کی طرح اندر ہی اندر سسکے گا...... رات کی تاریکی اور خنکی میں پتوں کی پھڑپھڑاہٹ نے اردگرد کے ماحول کو ایسے ہی پراسرار بنا دیا تھا جیسے اس وقت وہ اپنے اندر پھڑپھڑاہٹ محسوس کر رہا تھا...... وہ اس لمحے سب کچھ کرنے کو تیار تھا...... راجہ کو بھی بتا دے گا کہ اس کے گھر کی حدود پھلانگی تھی اور رانی سے کیا کہے گا...... رانی کو تو اس نے کچھ بھی نہیں کہا تھا...... اور رانی نے بھی اسے کچھ نہیں کہا تھا...... دونوں نے بس ایک دوسرے کو دیکھا ہی تھا شاید یہ گناہ تھا...... دونوں نے ایک دوسرے کو کیسی بھرپور نگاہوں سے دیکھا تھا جیسے ایک دوسرے کو اندر ہی اندر جذب کر لیا ہو...... اور اب دونوں مجذوب پڑے تھے یوں لگ رہا تھا جیسے دونوں کے اندر لمحے رک گئے ہوں اور اس ٹھہرے وقت نے ان کو اتھل پتھل کر دیا تھا۔

ایک دم بادل آپس میں یونہی ٹکراتے رہے لیکن پانی نہ برسا...... اس وقت بھی شاید باہر کا موسم اندر کے موسم کے زیر اثر تھا جو اندر کہہ رہا تھا وہی باہر بھی تھا...... جو کھڑاکھڑاہٹ...... سنسناہٹ تاریک...... شور...... گڑگڑاہٹ...... بجلی...... چمک طوفان...... اندر تھا وہ باہر بھی تھا...... ساری رات وہ انتظار کرتا رہا کہ بادل برسے تو وہ بھی اس کے ساتھ کھل کر برسے......

مگر وہ بھی اس کی طرح سسکتا رہا...... پھر نجانے کب اس کی آنکھ لگ گئی۔

صبح جب بیدار ہوا تو رات کے طوفان کا ہلکا شائبہ ذہن میں ابھی باقی تھا مگر اب ذہن کسی اور طرف مائل تھا...... اب وہ کسی اور کا تقاضا کر رہا تھا...... وہ تھا...... رانی کو ایک بار پھر دیکھنے کا...... اور اس سے بات کرنے کا...... لیکن پچھلے تجربے کا اثر باقی تھا...... وہ اتنی جلدی اس تجربے کو دہرانا نہیں چاہتا تھا جس میں اس نے ساری رات تڑپ تڑپ کر گذاری تھی جس جلن سے وہ گزرا تھا اب اس کو بھی نہیں دہرانا چاہتا تھا مگر اس کے ساتھ ساتھ ہی دل میں تڑپ تھی اسکو دیکھنے کی...... اسے ملنے کی...... اور اس سے کچھ کہنے کی...... اس سے کچھ سننے کی...... اور اس کو اپنے اندر جذب کرنے کی...... مگر ایسا ناممکن لگ رہا تھا...... وہ کتنی قوتوں کو یکجا کر کے وہاں گیا تھا اور اب پھر کیسے اپنے آپ کو اکٹھا کرے...... اس سوچ نے اس کے ذہن کو اپنے حصار میں لے لیا۔

آج راجہ نہیں آیا تھا کتنا وقت گزر گیا تھا۔ گلفام بھی اس کا انتظار کر رہا تھا...... نجانے کیوں......؟ ضرور کوئی بات ہوئی ہوگی بات ہی ایسی تھی...... راجہ رانی کے اٹھنے کا انتظار کر رہا تھا کئی جڑی بوٹیاں اس نے پانی میں گھول کر اس کو پلائیں...... مگر وہ یونہی بے سدھ پڑی تھی سورج ڈھلنے کے قریب تھا جب اس نے آنکھیں کھولیں۔

”رانی...... تم ٹھیک ہونا“

”آں...... ہاں“

”کیا ہوا تھا...... کچھ تو بتاؤ...... ایسا پہلے تو کبھی نہیں ہوا...... پھر یہ کیوں؟

”ہاں...... میں بھی حیران ہوں...... ایسا پہلی دفعہ ہوا ہے“

”لیکن کیوں...... کوئی تو وجہ ہوگی“

”یونہی شدید چکر سا آ گیا“

”مگر کیوں...... کیوں چکر آیا یہی تو پوچھ رہا ہوں“

”میں تمہارے لیے گلدستہ بنا رہی تھی...... کہ...... اچانک...... اچانک وہ ہکلانے لگی

”کیا اچانک...... کیا ہوا...... یہی تو میں پوچھ رہا ہوں“

”کچھ یاد نہیں...... بس یوں لگا جیسے چاند میرے سامنے آ کھڑا ہوا...... اس کی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کرنیں......ایسی روشنی......ایسی چمک......میں گھبرا گئی''

''تم نے ضرور خواب میں ایسا دیکھا ہوگا''

''نہیں حقیقت میں......''

''شکر ہے وہ سب نہیں جو میں سمجھا تھا......میرا خیال ہے سب ٹھیک ہے......تم فکر نہ کرو'' راجہ سب کچھ سن کر مطمئن ہو گیا یوں لگا جیسے اس کے سینے پر سے بھاری پتھر ہٹ گیا ہو......اس کو سکون سا مل گیا......

''تم تھکی تھکی لگ رہی ہوں۔ آرام کرو......میں ابھی آتا ہوں''

وہ اٹھ کر باہر چلا گیا۔

گلفام چارپائی پر بے سدھ لیٹا تھا۔

''کیا بات ہے گلفام......پریشان کیوں ہو......معاف کرنا آج میں جلدی نہ آسکا اصل میں آج رانی سارا دن بے ہوش رہی''

''بے ہوش......کیسے......؟ گلفام کے ماتھے پر پانی کی بوندیں جمع ہونا شروع ہو گئیں

''ویسے ہی......میرا خیال ہے کوئی خواب ہی اس نے دیکھا ہے۔''

''کیسا خواب......؟''

دیکھو بھلا کہہ رہی تھی کہ اس نے چاند کو اپنے سامنے دیکھا......لو بھلا دیکھو یہ کیسے ممکن......؟

''چاند اپنے سامنے......'' گلفام گھبرا سا گیا......اس کو خوف سا آنے لگا......یہ سب کیا ہو رہا ہے......اس کا دل ڈرنے لگا۔

''ہاں......یقیناً اس کے ذہن نے کچھ ایسا الٹا سیدھا بنا ہے۔ کہ وہ گھبرا سی گئی......''

راجہ اطمینان سے بولا۔

''راجہ......تو تمہیں واقعی یقین نہیں آیا......کہ رانی سچ کہہ رہی ہے''

''اب تم ہی بتاؤ کیا یہ ممکن ہے......کیا اس پر یقین کیا جاسکتا ہے''

''ہاں......نہیں......'' وہ ہکلا سا گیا۔

''میرا خیال ہے آج تو تم نے کچھ بھی نہیں کھایا......پھل بھی ویسے پڑے ہیں اور

میں ناحق پریشان ہو رہا تھا کہ آج تم بھوکے ہی میرا انتظار کر رہے ہو گے......میں اسی کوشش میں تھا کہ اسے ہوش آئے تو میں تمہاری طرف آؤں''

''کوئی بات نہیں......میرے بارے میں فکر مندمت ہوا کرو''

''پتا نہیں کیوں......دن بدن مجھے تم سے خاص انس ہوتی جا رہی ہے اور اس محبت سے اب مجھے ڈر لگنے لگا ہے اس لیے میں اکثر تمہیں یہی کہتا ہوں کہ یہاں سے جلدی چلے جاؤ ورنہ تاخیر کچھ عذاب ہی نہ لے آئے......''

''کیسا عذاب......؟'' گلفام نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

''چھوڑو بس......اس قصے کو ادھر ہی بند کرو تم کچھ پھل کھاؤ......اوہ......میں بھی کتنا بے وقوف ہوں میں نے ادھر کوئی مشروب ہی نہیں رکھا......کیا تمہیں پیاس محسوس نہیں ہوئی''

''پیاس......نہیں تو......'' اس نے زبان خشک لبوں پر پھیری یہ پیاس ہی تو اسے کہیں لے گئی تھی......کہ اسے اور پیاسا بنا دیا تھا......

''میں ابھی لے آتا ہوں......'' راجہ اٹھتے ہوئے بولا۔

''رہنے دو......میں لے لوں گا......وہ نادانستہ بولا۔

''کہاں سے......؟'' راجہ نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

''جب ضرورت ہوگی تو تمہیں کہہ دوں گی۔''

''اوہ......اچھا......'' راجہ مطمئن ہو کر چلا گیا۔

رانی کی دنیا بے چین ہو گئی تھی جب سے ہوش آیا تھا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اسے کیا ہو رہا ہے......اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا اندر بالکل سونا ہو گیا ہو۔ کسی کمی کا احساس شدت سے ہو رہا تھا......کسی قسم کا احساس زیاں کچھ نہ ہونے کا غم......اس نے ایسا کیا دیکھا تھا کہ وہ یوں زندگی میں پہلی بار کسی کی موجودگی سے اتنی بے صبری اور پریشان ہو گئی تھی......وہ کون تھا......اس کے آجانے سے وہ شدید خدشے سے دوچار تھی......ضرور کچھ نہ کچھ ہوگا......کہیں سارا کچھ تباہ نہ ہو جائے......نہیں ایسا ممکن نہیں میں سب کچھ بتا دوں گی......

مگر کیا......ایسا کیا......؟

صرف دیکھنا......کیسا دیکھنا......جیسے چاند کو دیکھنا......جیسے اس کی نرم کرنوں کو اپنے وجود میں سمیٹنا......جیسے اس کی ٹھنڈی میٹھی روشنی کو پور پور میں جذب کرنا......کیسا وہ لمحہ تھا جیسے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

چاند دھرتی پر اتر آیا ہو...... فتح کرنے...... وہ کیسی مبہوت رہ گئی تھی...... اور کیسی مجسم حیرت ...... کہ وہ بے ہوش ہو گئی...... اس کا دل نادانستہ تڑپنے لگا پھر ایسا ہو...... ایک دفعہ...... صرف ایک دفعہ...... لیکن اگلے ہی لمحے تاسف اور پچھتاوے کی لہر سی دوڑ گئی راجہ برا مان جائے گا...... اس کی خواہش کے خلاف جانا کہیں بے وفائی تو نہیں...... لیکن محبت تو میں راجہ سے کرتی ہوں...... وہ میرے وجود...... میری ذات کا حصہ ہے کوئی اور نہیں...... ہاں کوئی نہیں...... وہ میرا حاکم ہے...... میں اس کی محکوم...... لیکن...... وہ......؟ اس کو پھر چکر سا آنے لگا اور وہ دم سادھ کر آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی۔

راجہ اس کے سرہانے کھڑا اسکو بازو سے ہلا رہا تھا

''رانی...... اٹھو...... باہر آؤ...... سیر کو چلتے ہیں...... تمہاری تھکن بھی اتر جائے گی اور ذہن سے بوجھ بھی''

''میری طبیعت بہت بوجھل ہے...... یوں لگ رہا ہے کہ چلنے کی بھی ہمت نہیں......''

''یوں مت کہو...... میں تمہارے ساتھ ہوں...... اور جب میں ساتھ ہوں تو تمہیں کسی کمی کا احساس نہیں ہونا چاہیے''

وہ مجبوراً اٹھی...... آج اس کے سارے پھول مرجھا چکے تھے اور چہرے پر بھی نہ شگفتگی تھی...... نہ تازگی...... نہ مزاج میں میٹھا پن تھا...... نہ ہی بدن مہک رہا تھا...... وہ نقاہت سے اٹھی۔

راجہ اس کے مرجھائے پھول اتارنے لگا اور تازہ پھولوں کی کلیاں اس کے جوڑے میں لگانے لگا...... وہ آہستہ آہستہ اس کو پھولوں کے ہار پہنا رہا تھا اور رانی حیرت سے اسے یوں دیکھ رہی تھی اور اندر ہی اندر غمزدہ ہو رہی تھی...... اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ راجہ کی پہلے والی رانی نہ رہی ہو...... کوئی اور ہو......

''چلو اب باہر چلتے ہیں'' اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور دونوں باہر نکل آئے۔

نرم شبنمی گھاس پر وہ آہستہ آہستہ چلتے رہے اور باتیں کرتے رہے لیکن رانی نہ آج چہک رہی تھی...... نہ کھنک رہی تھی ہر بات کا جواب ہوں...... ہاں...... میں دے دیتی''

''کیا بات ہے...... رانی آج تم مجھ سے پہلے کی طرح بات نہیں کر رہی...... کیا مجھ

سے ناراض ہو......؟''

''نن...... نہیں تو......'' وہ گھبرا کر بولی۔

''پھر اتنی اداس کیوں ہو......؟''

''راجہ تم جانتے ہو میری طبیعت ٹھیک نہیں...... میں بہت مشکل سے چل رہی ہوں۔

''اگر تم واقعی تکلیف میں ہو تو واپس چلتے ہیں......''

''ہاں ٹھیک ہے''

اور دونوں خاموشی سے واپس چلے آئے''

گلفام اٹھ کر ادھر ادھر ٹہل رہا تھا جب راجہ اس کی طرف آیا'' گلفام...... تمہارے لیے میں پھل اور مشروب لایا ہوں......

رانی کی طبیعت ٹھیک نہیں...... وہ سو رہی ہے اور میں ذرا باہر جا رہا ہوں...... جلد واپس آ جاؤں گا...... تم آرام کرو''

راجہ کے جانے کے بعد اس کے قدم پھر جھونپڑی کی طرف اٹھنے لگے جھونپڑی کے دروازے پر جا کر رک گیا اور پھر آن واحد میں اندر داخل ہو گیا...... جھونپڑی کے اندر دو کمرے بنے ہوئے تھے وہ ایک کمرے میں داخل ہو گیا...... وہاں ہر طرف خوشبو ہی خوشبو تھی مگر تاریکی اتنی تھی کہ کچھ نظر نہ آ رہا تھا...... وہ دوسرے کمرے کی طرف چلا گیا اس میں بھی پھولوں کی ہلکی ہلکی خوشبو رچی بسی تھی...... سنگ مرمر کی حسین مورت آنکھیں بند کیے صندل کے خوبصورت پلنگ پر لیٹی تھی...... اس کا حسن اتنا جادوئی تھا کہ وہ کچھ لمحے آنکھیں جھپکنا بھول گیا...... پھر یکلخت اس نے آنکھیں کھول دیں یوں لگا جیسے طاق میں رکھے ہوئے دو حسین چراغ روشن ہو گئے ہوں......

''ت...... تم...... یہاں...... کیوں آئے ہو''

''تمہارا حال پوچھنے......''

''یہاں سے چلے جاؤ''

''کیا میں اتنا برا ہوں......؟''

''تم......؟ اور اس نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا اور آنسو اس کی آنکھوں

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

میں آ گئے۔

"تم رو رہی ہو...... اچھا میں چلا جاتا ہوں"

اور وہ حسرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی

"سنو...... کیا تم نے واقعی چاند زمین پر دیکھا کہ تم بے ہوش ہو گئیں"

گلفام نے حیرت اور معصومیت سے پوچھا

اس کے اس سوال پر وہ حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی اور پھر مسکراہٹ سی اس کے لبوں پر پھیل گئی۔

"ہاں......"

"کب...... کہاں...... کیسے......؟" وہ بے صبری سے بولا۔

"کیا تم یہ پوچھنے آئے ہو......؟"

"ہاں...... یہ بھی...... مگر تمہاری خیریت بھی پوچھنے آیا ہوں...... تم مجھے بہت اچھی لگی...... بہت پیاری......" وہ صاف گوئی سے بولا رانی اس کا جواب سن کر دنگ رہ گئی اور حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی...... کتنا حسن...... کتنا سچ...... کتنی معصومیت کتنی روشنی...... کیسا حسین امتزاج ہے...... وہ پلک جھپکنا ہی بھول گئی......

"رانی تمہیں بھوک تو نہیں لگی...... میں کچھ لاؤں تمہارے لیے......"

"نہیں...... سب کچھ میرے پاس ہے"

"رانی تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ...... پھر میں تم سے ایک ضروری بات پوچھنا چاہتا ہوں"

"کیا ضروری بات......؟"

"ابھی نہیں...... جب تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی"

رانی اس کی بات سن کر خاموش ہو گئی۔

اچھا میں کوشش کروں گی...... لیکن اب تم جاؤ"

اس نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا اور باہر نکل گیا رانی تو پہلے ہی حیران تھی اب مزید اس کی معصومیت اور سچائی نے اس کو متاثر کر دیا تھا...... اس کا ذہن بھٹکنے لگا کہ وہ کیا پوچھنا چاہتا ہے...... کہیں کوئی ایسی بات نہ پوچھ لے...... جو اس کو تکلیف میں ڈال دے......

اس کی باتیں اور اس کا لہجہ پھر اس کو یاد آنے لگا...... کتنی مٹھاس اور شیرینی تھی...... تمام خوبصورتیوں کا مجسم پیکر اور تمام سچائیوں کا شاہکار...... لیکن وہ تو کسی اور کی تھی...... اس کے ذہن اور دل میں کسی اور کے لیے جگہ تو کیا ایسی سوچ بھی نہیں ہونی چاہیے جو اسے راجہ کے علاوہ کسی اور کی یاد دلا سکے وہ کس دوراہے کی طرف آہستہ آہستہ جا رہی تھی وہ خود ڈر رہی تھی لیکن یہ کیسا پر خار سفر شروع ہو چکا تھا...... وہ بھاگنا چاہ رہی تھی کہیں دور...... اس شخص سے دور...... اس نے اپنی ساری زندگی راجہ کے نام کی تھی...... اس کا دل دماغ صرف اس کا تھا...... اس کی سوچیں راجہ کی تھیں...... اور...... اب...... کیسے احساسات پیدا ہو رہے تھے کہ وہ رفتہ رفتہ راجہ سے دور جا رہی تھی...... کہیں وہ راجہ سے بے وفائی تو نہیں کر رہی تھی...... نہیں...... ایسا نہیں ہو سکتا...... وہ بے وفا نہیں ہو سکتی...... اس نے راجہ سے وفا نبھانے کیلئے کیا کچھ نہ کیا تھا...... اب یہ کیسے جذبے سر اٹھانے لگے تھے...... کیا وہ راجہ سے مخلص نہیں رہی تھی...... جب تک سانس میں سانس ہے...... وہ صرف اور صرف راجہ کی سنگت میں جیے گی اور اب کیا ہونے لگا تھا...... وہ اپنی ان سوچوں اور جذبوں پر پہرے بٹھانا چاہ رہی تھی جو اسے اس کے منصب سے دور لے جانا چاہ رہی تھیں...... اس کا منصب کیا تھا...... وہ اس سے اچھی طرح آگاہی تھی...... اور اسے اس کو قائم رکھنے کیلئے کیا کرنا تھا...... وہ رشتوں کو نبھانا بھی جانتی تھی اور رشتوں کا تقدس بھی نظر میں تھا...... لیکن جو چیز راہ میں حائل تھی وہ دل کی دھڑکن میں سے گزر کر پورے جسم میں دوڑ رہی تھی سب باتیں اپنی جگہ...... مگر وہ احساس...... وہ جذبہ...... جو دل کی دھڑکن کو اور بھڑکا رہا تھا اور جس سے دل بے قابو ہوا جا رہا تھا۔ اس کا حل...... اس کا علاج...... اس کا جواز اس کے پاس نہ تھا...... وہ دل کی بے یقینی اور بے کلی کا کیا کرے۔ اس پر کبھی ایسا مرحلہ نہ آیا تھا جب اس نے کوئی بات راجہ سے چھپائی ہو اور اب تو وہ چہرے پر آنے والے رنگوں کو بھی اس سے چھپانا چاہتی تھی...... وہ اپنی ہی سوچوں میں بکھرتی جا رہی تھی...... اور یوں پگھل رہی تھی جیسے قطرہ قطرہ جمی برف پگھلتی ہے یوں سلگ رہی تھی جیسے لکڑی...... سب کچھ یاسیت کی لپیٹ میں آنے لگا...... ہر طرف مایوسی اور بدمزگی سی چھانے لگی...... بے معنی...... بے کار...... اور بدرنگ زندگی سے نفرت سی ہونے لگی...... سوچیں ذہن پر اتنی حاوی ہونے لگیں کہ اس کا سر دکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد راجہ آیا...... آج رانی نے بہت دنوں کے بعد اس کے لیے پھولوں

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کا گلدستہ تیار کیا تھا لیکن آج اسے خود احساس ہو رہا تھا کہ پھولوں میں کسی چیز کی کمی ہے شاید خوشبو کم ہے یا پھر رنگوں کا امتزاج اتنا حسین نہیں جتنا پہلے ہوا کرتا تھا یا پھر پھولوں میں تازگی باقی نہ تھی...... اس نے مسکراتے ہوئے لبوں کے ساتھ گلدستہ راجہ کی طرف بڑھایا...... راجہ مسکرایا اور گلدستہ اس کے ہاتھوں سے لے لیا اور پھولوں کو سونگھا۔

''ابھی تم بیمار ہو......''

''کیا مطلب......؟'' وہ چونکی

''پھولوں میں پہلی سی شگفتگی نہیں نا...... اس لیے...... لیکن تمہارا مشکور ہوں...... تمہاری اس محبت...... کا جو تم مجھ سے کرتی ہو...... رانی واقعی تم مجھ سے بہت پیار کرتی ہو......'' راجہ کی آنکھیں چمکیں۔تم آج ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو...... کیا تمہیں مجھ پر یقین نہیں...... یا پھر میری محبت مشکوک ہو گئی ہے''

''ایسا مت بولو......'' اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ اس کے لبوں پر رکھ دیا تم پر تو میں اپنی ذات سے زیادہ یقین کرتا ہوں...... نجانے آج کیوں پھولوں میں وہ شگفتگی نہیں جو پہلے ہوتی تھی...... اس لیے میں نے یہ بات کہی ورنہ میں تو کچھ غلط تمہارے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا...... تم بس خوش رہا کرو...... آؤ باہر گھومنے چلیں......؟'' کیا تم نے کچھ کھایا......'' وہ بولتا رہا لیکن اس کا ذہن کہیں اور اٹک گیا تھا۔

''تم میرا اتنا خیال نہ رکھا کرو......'' جیسے رانی کو چڑ سی ہو رہی تھی۔

''میں خیال نہیں رکھوں گا تو پھر اور کون رکھے گا''

اور ٹوکری ہاتھ میں لیے وہ اس کے ساتھ باہر نکل آئی وہ ہمیشہ اس ٹوکری کو رنگ برنگ پھولوں سے بھر کر لایا کرتی تھی وہ ہر ممکن کوشش کرتی رہی کہ راجہ کو مطمئن کر سکے اپنے اندر کی تمام سوچوں اور احساسات کو چھپا کر وہ ہر بات کا مسکرا کر جواب دیتی...... ہر بات میں اس کی ہاں میں ہاں ملاتی...... جب وہ ہر بات کا مثبت جواب دیتی تو بناوٹ کا عجیب سا رنگ اس کے چہرے پر چھانے لگتا...... راجہ بغور اس کا چہرہ دیکھتا اور پھر بنا کچھ کہے اگلی بات شروع کر لیتا...... باغ میں پہنچ کر راجہ ایک کونے میں بیٹھ گیا اور وہ پھول توڑنے میں مصروف ہو گئی۔ راجہ حیران ہو رہا تھا کہ وہ تو رنگوں کی شیدائی تھی اور آج صرف اس نے سفید اور زرد پھول توڑے ہیں...... جب ٹوکری بھر گئی تو وہ اس کی طرف مسکراتی ہوئی آئی۔

''رانی کیا بات ہے آج صرف تم نے سفید اور زرد پھول توڑے ہیں کیا میں کہیں دور جا رہا ہوں......؟'' راجہ نے حیرانگی سے پوچھا رانی نے ایک دم ٹوکری کی طرف دیکھا اور چونک گئی...... اسے نادانستہ کی گئی غلطی کا شدت سے احساس ہونے لگا...... وہ ہونٹ چبانے لگی۔

''اصل میں...... آج یہ پھول سب پھولوں میں بہت خوبصورت لگ رہے تھے...... بہت اچھی طرح کھلے ہیں...... لیکن ان کے نیچے رنگ برنگ بھی ہیں اس نے ہاتھ مارا اور نیچے سے چند رنگ برنگی کلیاں برآمد ہوئیں۔ راجہ مطمئن ہو گیا اور خوش بھی۔ رانی نے سکھ کا سانس لیا وہ اس کو مطمئن کر سکی تھی...... اور رانی کی یہ سب سے بڑی خوبی تھی کہ وہ اسے مطمئن کرنا اچھی طرح جانتی تھی کہ آگے سے مزید کچھ پوچھنے کی ہمت نہ رہتی۔ دونوں خاموشی سے چلنے لگے...... راستہ بھر وہ موسم اور پھولوں کی باتیں کرتے رہے لیکن رانی کا ذہن بار بار اسی سوچ میں اٹک جاتا کہ وہ اس سے کیا پوچھنا چاہتا ہے۔

''راجہ کیا میں تندرست لگ رہی ہوں......؟'' اچانک اس نے راجہ سے سوال کیا اور راجہ اس کا سوال سن کر حیران رہ گیا اور بغور اس کی جانب دیکھنے لگا۔''

''ہاں...... ہاں تم بالکل ٹھیک لگ رہی ہو...... لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو......''

''بس یونہی...... بہت دنوں کی کمزوری سے ایسا لگ رہا تھا جیسے میں بدل گئی ہوں مجھے اپنا آپ عجیب سا لگ رہا ہے...... نجانے کیوں؟

''ہاں مجھے بھی ان دنوں میں تم کچھ کچھ عجیب سی لگی ہو......''

''واقعی......؟''

''ہاں...... لیکن زیادہ نہیں...... شاید تمہارے ذہن نے اچانک کوئی تصویر پیش کی...... اس لیے''

''کونسی تصویر......'' اس نے حیرانگی سے یوں پوچھا جیسے سب کچھ بھول گئی ہو۔

''وہی جو تم کہہ رہی تھیں کہ اپنے سامنے چاند کو دیکھا......''

''اوہ...... ہاں......'' وہ گھبرا سی گئی

''یہی...... یہی...... میں تمہاری اس گھبراہٹ سے خائف ہو جاتا ہوں...... پہلے تو تم کبھی یوں اس طرح گھبرائی نہ تھیں...... اب کیوں ایسا ہونے لگا ہے مجھے تو لگتا ہے اس واقعہ

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کا شدید اثر تمہارے ذہن پر ہوا ہے......" رانی کو پھر ایک دم اپنے آپ کو نارمل کرنا پڑا۔

"یہ تمہارا وہم ہے......ایسی کوئی بات نہیں......واقعی اس بات کا میرے ذہن پر اتنا اثر ہوا ہے کہ مجھے بعض اوقات خود سمجھ نہیں آتی کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے کبھی یوں لگتا ہے میرا ذہن آہستہ آہستہ ختم ہو رہا ہے میری سوچیں بکھر رہی ہیں اور جیسے میں لمحہ بہ لمحہ ٹوٹ رہی ہوں......اس نے موقع دیکھ کر اپنے اندر کی بات بتا دی۔

"اچھا......اچھا......تم اپنے آپ کو ٹھیک رکھو......میں نے تو ویسے ہی بات کی تھی"

"رانی تم جھونپڑی کی طرف جاؤ میں ابھی آتا ہوں......مہمان سے مل کر......"

رانی اسکا جواب سن کر خاموشی سے اندر چلی گئی۔

راجہ نے دور سے دیکھا گلفام پھولوں کی باڑ کے پاس کھڑا پھول توڑ رہا تھا۔ راجہ کو دیکھ کر مسکرایا۔

"گلفام......خیریت تو ہے آج تم کس کام میں مصروف ہو......کیا تمہیں پھولوں سے محبت ہے......"

"پہلے تو نہیں تھی مگر اب آہستہ آہستہ پھول اچھے لگنے لگے ہیں"

"پتا نہیں......لیکن ان میں ایک سحر سا ہے جو روح تک کو متاثر کرتا ہے ایسی خوشبو......آنکھیں بند کر کے سونگھوں تو یوں لگتا ہے جیسے دماغ میں گھس کر اس کو معطر کر رہی ہو......بس پھول مجھے اچھے لگنے لگے ہیں......"

"دکھاؤ تو کونسے پھول تم نے توڑے ہیں......"

"یہ دیکھو سفید اور زرد......"

"سفید اور زرد......تو اس نے بھی توڑے ہیں" وہ بڑبڑایا کس نے......؟

"کچھ نہیں......لیکن یہ تم نے کیوں توڑے اور بھی تو خوبصورت پھول ہیں......"

"لیکن دیکھو نا راجہ ان میں سب سے زیادہ خوبصورت تو یہی لگ رہے ہیں......سرخ تو ابھی کھلے ہی نہیں اور کاسنی کیسے مرجھائے مرجھائے سے لگ رہے ہیں......" اس نے راجہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے دکھایا راجہ نے اردگرد کا گہری نگاہ سے جائزہ لیا......

"ہاں آج کیا ہو گیا ہے......ہر طرف یہی پھول اچھے لگ رہے ہیں......دوسرے پھول کیوں نہیں کھلے......"

"گلفام تم نے کچھ کھایا......"

"نہیں تو......لیکن آج مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے......"

"ہاں......آج تم خوش اور مطمئن لگ رہے ہو......میں ابھی کچھ لے کر آتا ہوں......یہ پھول لے جاؤ......یہ میں نے تمہارے لیے توڑے ہیں......"

راجہ نے ایک دفعہ اس کی جانب دیکھا اور پھر پھولوں کی طرف محبت سے اس کی آنکھیں چمکیں۔

"شکریہ......تم انہی کی طرح خوبصورت اور معصوم ہو......"

"ہمیشہ مہکو......" راجہ نے محبت سے اس کے چہرے پر پیار کیا۔

رانی اس کے ہاتھوں میں سفید اور زرد پھولوں کا گلدستہ دیکھ کر چونک سی گئی۔

"راجہ......یہ پھول کہاں سے آئے......؟

"یہ مہمان نے توڑے ہیں میرے لیے......دیکھو کیسا اتفاق ہے اس کی اور تمہاری نظر ایک سی ہونے لگی ہے"

"کیا مطلب......؟ وہ چونکی۔

"بھئی اس کو بھی آج سارے پھولوں میں سے یہی اچھے لگے......تمہاری طرح......بات تو صرف اچھا لگنے کی ہے......کبھی کچھ اچھا لگتا ہے اور کبھی کچھ......پسند ناپسند بھی کیا شے ہے......کیسے لمحے میں بدل جاتی ہے......لیکن رانی ہم دونوں تو ایک دوسرے کو ہمیشہ سے پسند کرتے ہیں نا......اس میں تو ہماری پسند نہیں بدلے گی نا......"

اس نے رانی کی آنکھوں میں جھانکا۔

"تم ایسی باتیں کیوں کرتے ہو......تم اور میں کوئی چیز تو نہیں دو زندہ وجود ہیں......" رانی خفا ہو کر بولی۔

"تم خفا مت ہو......میں نے یونہی بات کی تھی......بات تو بات ہوتی ہے......ذہن میں آئی تو کہہ دی......تم ناراض مت ہو"

"نہیں میں ناراض تو نہیں......" وہ مسکرائی۔

"اچھا کچھ کھانے کو دو......مہمان بھوکا ہے......" وہ بولا۔

اس نے ٹوکری میں اس کو کھانا پلیٹ کر دیا......اور ساتھ مشروب بھی......راجہ مسکراتا

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہوا باہر نکل آیا۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں تلملانے لگی کیسے اتفاقات ہونے لگے تھے جتنا وہ اس سے دور بھاگنا چاہ رہی تھی اتنا ہی وہ اس کے حصار میں قید ہوتی جا رہی تھی وہ کیوں یہاں آیا...... کہ اس کی زندگی کو درہم برہم کرنے پر تلا ہے...... وہ ضرور کوئی عذاب لائے گا...... اور اس جنت کو ختم کر ڈالے گا...... وہ دکھی سی ہونے لگی...... لیکن نہ سوچ پر پابندی تھی نہ جذبوں پر پہرا...... وہ اس سے بدگمان ہونے کی کوشش کرتی...... مگر وہ اتنی ہی معصومیت کے ساتھ اس کے سامنے آ موجود ہوتا...... اتنا خوبصورت اور معصوم انسان کسی کو دکھ نہیں دے سکتا...... اور اس نے کب اس سے کچھ کہا...... یہ تو اس کا اپنا ہی ذہن ہے جو اس کی باتوں میں الجھ گیا...... ورنہ...... وہ تو صاف شفاف باتیں کرتا رہا...... کھوٹ تو اس کے اپنے دل میں ہے...... لیکن وہ بھی تو بدنیت نہیں...... وہ راجہ سے محبت کرتی ہے اور زندگی کی آخری سانسوں تک اس وفا کو نبھائے گی محبت تو محبت ہوتی ہے...... کوئی ارزاں شے نہیں...... بہت نادر قیمتی...... اور خوبصورت...... کائنات کی تمام خوبصورت چیزوں میں سے ایک...... اور...... وہ پہلے کی طرح ہی راجہ سے محبت کرتی ہے...... صاف...... پاک...... ستھری...... اور معطر...... لیکن راجہ کیوں اس میں کمی محسوس کرنے لگا ہے اور شاید وہ خود بھی...... اس نے پلنگ پر رکھے راجہ کے لائے ہوئے پھولوں کو ایک نظر دیکھا۔

"محبت کا تحفہ...... یا پھر عقیدت کا...... کس کے نام......؟

وہ چکرا سی گئی اور نادانستہ ہاتھ ان کی طرف بڑھنے لگے...... اس نے ایک ایک پھول کو پیار سے اٹھایا اور انہیں سونگھنے کے بعد آنکھوں سے لگایا اس کو یوں محسوس ہوا یہ پھول اس کے لائے ہوئے پھولوں سے کہیں زیادہ معطر اور دلفریب ہیں...... ان کی خوشبو کیسی جادوئی تھی...... شاید اس کے جادوئی ہاتھوں نے ان کو چھوا تھا...... اپنے ہاتھوں اور چہرے سے خارج ہونے والی شعاعوں کو ان پھولوں میں بھر دیا تھا وہ کیوں یہاں آیا...... وہ روہانسی ہو گئی اور پھولوں کو ایک طرف پھینک دیا...... سارے پھول پلنگ کے اردگرد بکھر گئے اس کو اور غصہ آنے لگا۔ اس نے اپنے لائے ہوئے پھولوں کو بھی پتی پتی کر کے نوچ ڈالا...... اور پھر سسکنے لگی......

وہ اپنے اندر کا غم اور غصہ ان پھولوں پر نکالنا چاہتی تھی تھوڑی دیر بعد راجہ آیا تو پھولوں کا یہ حشر دیکھ کر حیران رہ گیا اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب رانی نے کیا ہے۔

"رانی...... یہ سب تم نے کیا ہے......؟"

"آں...... ہاں......" وہ چونکی ہو گئی۔

"مگر کیوں...... تمہیں پتا ہے اس نے کتنی محبت سے مجھے یہ پھول دیے تھے اور کیا کسی کی محبت کا جواب یوں دیتے ہیں"

"مجھے اچھا نہیں لگا اس نے تمہیں یہ پھول کیوں دیے......؟"

"اور تم نے بھی تو یہی چنے تھے نا"

"میں اور توڑ کر ابھی لاتی ہوں......"

رانی تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا......" راجہ کے لہجے میں خفگی تھی۔

"تم ناراض مت ہو...... بس یونہی مجھے اتنے ڈھیر سارے پھول اچھے نہ لگے...... میں ابھی اور پھول توڑ کر لاتی ہوں......" اس نے ٹوکری پکڑی اور باہر نکل گئی راجہ حیرت سے اس کی جانب دیکھنے لگا پہلے وہ کبھی اس کے بغیر باہر نہیں گئی تھی اور اب وہ اسے باہر جاتے ہوئے دیکھتا ہی رہ گیا...... اس کا دل افسردہ سا ہونے لگا...... نجانے کیوں...... رانی کے اندر آنے والی تبدیلی پر...... یا پھر ان پھولوں کے نوچنے پر...... رانی نے یہ سب کیوں کیا...... وہ بار بار اپنے آپ سے یہ سوال پوچھتا...... وہ اتنی چڑچڑی کیوں ہو گئی ہے...... نجانے وہ کونسا واقعہ تھا...... وہ کونسا چاند تھا جو اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کا ذہن اور اس کے حواس اب اس کے قابو میں نہیں آ رہے تھے...... وہ ایسی تو نہ تھی...... وہ دکھی ہونے لگا اور بکھری پتیوں کو سمیٹنے لگا...... رانی نے کس بے دردی سے انہیں نوچا تھا...... اس کے ذہن میں وہ بات کیا تھی کہ یہ اس کے شدید ردعمل کا نتیجہ تھا...... وہ تو بس انہیں سمیٹ کر ایک کونے میں ڈھیر لگاتا رہا...... اور پھر باہر نکل آیا......

"گلفام اپنے بستر پر بیٹھا اپنے اردگرد رکھے رنگ برنگ پھولوں کا جائزہ لے رہا تھا...... راجہ خاموشی سے چلتا ہوا اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا"

"کیا بات ہے راجہ چپ کیوں ہو......" گلفام نے خلاف توقع اس کا افسردہ دیکھ کر پوچھا۔

"کچھ نہیں...... یونہی...... لیکن میں واقعی پریشان ہوں"

"تو کیا تم اپنی پریشانی مجھے بتاؤ گے"

www.pdfbooksfree.pk
Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہاں...... لیکن کیا بتاؤں......؟

"راجہ...... کسی میں کوئی تبدیلی کب آتی ہیں...... کیا تمہیں پتا ہے"

"پتا نہیں......"

"لیکن میرا باپ کہا کرتا تھا...... تبدیلی انسان کے اندر سے آتی ہے...... انسان کے اندر سے...... جیسے اندر ہر طرف پرسکون پانی ہو اور کہیں سے کوئی کنکر اس میں پھینکو تو پانی میں ہلچل پیدا ہو جاتی ہے...... وہ ہلچل ہی تبدیلی ہے......"

"گلفام تمہارا باپ بہت عقلمند آدمی تھا"

"ہاں...... وہ سارے قبیلے کا سردار تھا...... ہر وقت لوگ اس کے پاس صلاح مشورے کے لیے اکٹھے ہو کر آتے تھے...... لیکن راجہ تبدیلی کس میں آئی ہے......" وہ حیرت سے بولا۔

"گلفام...... تم میرے دوست ہو نا...... تم سے میں ہر بات کر سکتا ہوں نا"

اس نے گلفام کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر کہا۔

"ہاں...... راجہ...... میں تمہارا دوست ہوں...... تم مجھ سے ساری باتیں کر سکتے ہو......" گلفام کے لہجے نے اس کو اعتماد بخشا"

"کیسی تبدیلی......؟" وہ حیرت سے بولا۔

"میری رانی بدل رہی ہے...... مجھے یوں لگتا ہے جیسے وہ میری پہلے والی رانی نہیں...... وہ لحہ بہ لحہ بدل رہی ہے......"

"لیکن بتاؤ تو سہی کیسی تبدیلی......؟"

"معلوم نہیں...... لیکن مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ جب مجھ سے بات کر رہی ہوتی ہے...... اس وقت وہ رانی نہیں ہوتی...... وہ کسی اور سے باتیں کرتی ہے...... اس کی سوچ بدل گئی ہے...... وہ باتیں کرتی کرتی اکثر گم ہو جاتی ہے...... میں پوچھتا ہوں تو اس کو خود سمجھ نہیں آتی...... وہ کہتی ہے کہ وہ لحہ بہ لحہ بکھر رہی ہے......"

"راجہ...... لیکن یہ سب کیسے ہوا......؟"

"اس چاند کی وجہ سے......"

"اوہ......" وہ خود ہی گھبرا سا گیا۔

اس کے ذہن میں بھی نہ تھا کہ یہ سب اس کی وجہ سے ہوا تھا۔

وہ خاموش ہو گیا۔

"گلفام تم چپ کیوں ہو گئے ہو......"

"راجہ...... وہ واقعی چاند تھا یا کوئی اور......"

"معلوم نہیں...... لیکن وہ یہی کہتی ہے کہ چاند اس کے سامنے کھڑا تھا لیکن مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ میں اپنی رانی کو کھو رہا ہوں۔

اور گلفام...... میں اسے کھو کر جی نہیں پاؤں گا......"

اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جھلملانے لگے۔

اور وہ اٹھ کر چلا گیا......

گلفام اپنے آپ کو مجرم تصور کرنے لگا...... راجہ کی محبت یوں بکھر رہی ہے اور وہ اس کا ذمہ دار ہے۔ راجہ اس سے کتنی محبت کرتا ہے اور وہ بھی اس سے...... صرف اس کی وجہ سے رانی کے اندر یہ تبدیلی آ گئی ہے...... لیکن اس نے تو اس سے کچھ بھی نہیں کہا تھا

اس نے اپنی حالت پر کتنی جلدی قابو پا لیا تھا لیکن نجانے رانی کیوں ابھی تک اس سحر میں مبتلا تھی...... اس نے کیا واقعی اسے ہی دیکھا تھا یا کسی اور کو...... اسے یقین نہیں آ رہا تھا...... وہ خود رانی سے پوچھے گا...... لیکن اسے اب اس کے سامنے نہیں جانا چاہیے تھا...... اب وہ یہاں سے جلد چلا جائے گا اس نے دل میں سوچا اور ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔

رانی ٹوکری ہاتھ میں لیے اس کی طرف مسکراتی آ رہی تھی راجہ بھی مسکرایا......

"رانی تم نے بہت دیر لگا دی......"

"ہاں پھول توڑنے میں کافی وقت لگا" اور اس نے ٹوکری اس کی جانب بڑھائی......

"یہ کیا...... پھر وہی سفید اور زرد پھول" راجہ حیرت سے چلایا"

"کیا......؟" وہ خود بھی حیرانگی سے بولی اور جیسے خود ہی شرمندہ ہونے لگی...... یہ اس سے کیا ہو گیا تھا...... یہ سب لاشعوری میں ہوا تھا...... وہ تو کچھ اور لینے گئی تھی مگر کیا لے آئی تھی...... وہ شرمندہ سی ہونے لگی...... کوئی بات نہیں...... تم آرام کرو...... آؤ ادھر پلنگ پر لیٹ جاؤ"

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اور وہ خاموشی سے اس پر لیٹ گئی۔

وہ حیرت سے اس کی جانب دیکھتا رہا...... وہ آنکھیں بند کیے اس کے پاس لیٹی رہی لیکن اس کا ذہن جاگ رہا تھا...... اور اسے بار بار سرزنش کر رہا تھا...... راجہ اس کے چہرے پر ابھرنے والی لکیروں سے اس کے اندر ابھرنے والے تاثرات کا پتا لگا رہا تھا...... اور پھر خاموشی سے آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا...... یوں لگ رہا تھا جیسے اب دونوں کے پاس کچھ بھی نہیں تھا کہنے کو...... ان کی جھونپڑی ویران ہو گئی تھی جس میں کبھی قہقہے گونجا کرتے تھے...... اب یوں لگتا ہے تھا جیسے دونوں مسکرانا بھول گئے ہوں...... جیسے الفاظ ختم ہو گئے ہوں...... جیسے ہر طرف مجبوری کی فضا سی چھا رہی ہو...... جیسے زندگی انہیں گزار رہی ہو...... اور وہ زندگی سے بے زار ہو رہے ہوں...... لیکن وجہ تو کچھ بھی نہ تھی...... کسی نے بھی کسی سے کچھ نہیں کہا تھا...... کوئی بھی ذمہ دار نہ تھا...... ہر کوئی اپنی جگہ منصف تھا...... اور ہر ایک کے ہاتھ صاف تھے......

دوسرے دن وہ بیدار ہوئے تو آسمان گہرا نیلا ہو رہا تھا اور اس کے اوپر سفید روئی جیسے بادل ٹکڑیوں کی صورت میں ادھر ادھر منڈلاتے پھر رہے تھے...... راجہ گلفام سے مل کر اپنے معمول کے کام پر چلا گیا اور اس نے جلدی جلدی اس کی جھونپڑی کی طرف راہ لی...... وہ اپنے پلنگ پر بیٹھی ہوئی پھولوں کی مرجھائی کلیوں اور پتیوں کو سامنے رکھ کر گہری سوچ میں ڈوبی تھی۔ ایک دم اس کو اپنے سامنے دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"تت...... تم......"

"ہاں...... تم مجھے دیکھ کر گھبرا کیوں جاتی ہو......؟"

"معلوم نہیں...... مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں اپنے حواسوں میں نہیں رہتی...... میری ساری دنیا تہہ و بالا ہونے لگتی ہے...... تم کہاں سے آ ٹپکتے ہو...... تم مت آیا کرو......"

رانی نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا"

"کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو......؟"

"نہیں...... نہیں تو"

"تو پھر کیوں مجھ سے گھبراتی ہو......؟"

"کچھ نہیں...... وہ اسے کیسے بتاتی کہ وہ اس سے نکلنے والی کرنوں اور ان شعاعوں سے خوفزدہ ہے جو لمحہ بہ لمحہ اس کے اندر کی تاریکیوں کو نگلنا شروع کر دیتی ہیں...... وہ خائف

ہے اسکی آنکھوں سے...... ان کی چمک سے...... اس کی موجودگی میں اسے خوف آنے لگتا ہے...... پتا نہیں کس سے...... شاید اپنے آپ سے......"

"رانی میں نے تم سے ایک بات پوچھنا تھی...... مگر اب دو"

"کیا مطلب......"

"پہلے تم مجھے بتاؤ...... اس کمرے کے سامنے وہ جو تاریک کوٹھڑی ہے اس میں کیا ہے......؟"

"کیا تم اس طرف گئے......؟"

"ہاں...... اس دن تمہیں ڈھونڈتے ہوئے میں ادھر جا نکلا......"

"کیا تم اس کے اندر گئے......؟"

"نہیں تو......"

"جانا بھی مت...... ورنہ......"

"کیوں...... اس کے اندر ایسا کیا ہے......؟"

"بس مجھ سے مت پوچھو...... اس کے اندر مت جانا...... یہی ہم سب کے لئے بہتر ہے...... مزید میں کچھ نہیں بتاؤں گی......"

"اگر تم نہیں بتاؤ گی تو میں خود چلا جاؤں گا......"

"تم وہاں نہیں جاؤ گے......"

"کیوں......؟"

"اس لئے کہ میں کہہ رہی ہوں......" اس نے غصے سے آنکھیں نکالیں گلفام ایک دم چپ ہو گیا اسے یوں لگا جیسے وہ اس کے سحر میں کھو گیا ہو...... اس نے شاید کوئی منتر پڑھ کر اس پر پھونک دیا تھا...... وہ دم بخود رہ گیا...... اس میں نہ کرنے کی جرأت باقی نہ تھی...... وہ خاموش ہو گیا......

"دوسری بات پوچھو...... کیا پوچھنا چاہتے ہو......؟"

"اوہ...... ہاں...... رانی...... اس دن تم نے واقعی چاند دیکھا تھا یا پھر کچھ اور......؟"

"کیا مطلب......؟"

"راجہ کہہ رہا تھا کہ تمہارے اندر بہت تبدیلی آ رہی ہے...... میں تم سے یہی پوچھنا

www.pdfbooksfree.pk
Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

چاہتا ہوں...... تم نے کس کو دیکھا...... کہ تم یوں بدل رہی ہو...... واقعی تم نے چاند کو دیکھا ہے......'' اس نے معصومیت سے پوچھا۔

''رانی نے بغور اس کی جانب دیکھا...... اور...... دیکھتی ہی رہی...... پھر آہ بھر کر بولی۔

''گلفام تم واپس چلے جاؤ......''

''کہاں......؟''

''جہاں سے آئے ہو......''

''ورنہ......؟''

''پتا نہیں...... مگر کچھ ہو جائے گا''

گلفام خاموشی سے واپس چلا آیا...... اور اپنی پوٹلی کو کھول کر دیکھنے لگا...... اس میں سے سفید اکڑی چادر جواب قدرے میلی ہو رہی تھی اس کو نکالا...... کھول کر دیکھا وہ سلامت تھی...... اس نے چادر کو آنکھوں سے لگایا...... اس کو باپ کی یاد آئی اور ساتھ ہی نصیحت بھی...... یہ چادر تمہیں تمہارے منصب کی یاد دلاتی رہے گی...... اور منصب کیا تھا...... تھوڑا سا در کھلا تھا اور مفہوم تھوڑا تھوڑا سمجھ میں آ رہا تھا...... اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اس نے چادر کو کھول کر کندھوں پر لے لیا اور پوٹلی باندھ لی...... وہ جانے کا سوچ رہا تھا کہ راجہ آ گیا۔

''گلفام یہ کیا...... یہ تم نے کون سی چادر اوڑھ لی ہے راجہ حیرت سے بولا۔

''یہ میرے باپ کی نشانی ہے''

''تو ضرور اس میں کوئی خاص بات ہوگی ہے نا''

''ہاں...... شاید...... اس نے کہا تھا یہ چادر تمہارے منصب کی نشانی ہے...... اس کو کبھی ہاتھ سے جانے نہ دینا...... جان جائے مگر منصب نہ جائے۔

''واقعی یہ تمہارے باپ نے کہا''

''تمہارا باپ یقیناً کوئی عام آدمی نہ تھا''

''راجہ تمہیں اس کا مطلب سمجھ میں آ گیا ہے،

''ہاں......''

''مجھے بھی بتاؤ''

''نہیں...... دوسروں کے بنائے ہوئے مفہوم میں وہ سچائی نہیں ہوتی جو انسان اپنے

تجربے سے حاصل کرتا ہے...... تمہیں خود معلوم ہو جائے گا...... تمہارا منصب کیا ہے...... اور جب یہ حقیقت کھلے گی...... تم خود بخود اس کی حفاظت کرو گے...... یہ انسان کی سرشت ہے جب اسے اپنا منصب یاد آتا ہے تو پھر دنیا میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا...... لیکن تم نے اس کو اب کیوں اوڑھا ہے''

''میں جا رہا ہوں......''

''کہاں......''

''واپس...... میرا خیال ہے اب مجھے چلے جانا چاہئے''

''مگر کیوں......؟''

''بہت دن ہو گئے...... تمہاری مہمان نوازی اور محبت کا شکریہ...... اب میرا چلے جانا ہی مناسب ہے''

''گلفام...... اگر میں کہوں کہ رک جاؤ تو پھر بھی چلے جاؤ گے''

''کیوں...... تم تو خود ہی اکثر کہتے ہو کہ یہاں سے چلے جاؤ اور اب کیوں روک رہے ہو......''

''ہاں میں ہی تمہیں جانے کو کہتا تھا مگر اب میں خود ہی تمہیں رکنے کو کہہ رہا ہو...... تمہیں پتا ہے میں رانی کی وجہ سے بہت پریشان ہوں رانی کی بیماری میں جب تک تم میرے پاس ہو تو مجھے بہت حوصلہ رہے گا''۔

گلفام اسکی بہت سن کر خاموش ہو گیا۔

''تم رک جاؤ گے نا......'' راجہ کے لہجے میں التجا تھی۔

''ٹھیک ہے جب تم کہو گے...... اس نے پوٹلی چارپائی کے نیچے رکھ دی۔

''شکریہ گلفام...... میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گا'' راجہ نے محبت سے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے اور انہیں آنکھوں سے لگا لیا...... اس کے ہاتھ اس کی آنکھوں کی نمی سے گیلے ہو گئے۔

''راجہ تم رو کیوں رہے ہو......''

''ہاں...... نہیں...... رانی کی بیماری سے میں بہت دکھی ہو گیا ہوں''

''اوہ......'' گلفام نے تاسف سے ہونٹ چبائے۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"میں اب چلتا ہوں رانی میری راہ دیکھ رہی ہوگی"

باہر ہوا ایک دم تیز ہو گئی اور پتوں کی پھڑ پھڑاہٹ میں اضافہ ہونے لگا ہر آن وہ کھٹکا سا سن کر ڈر سی جاتی کہ کہیں پھر وہ نہ آ گیا ہو...... نہیں اب وہ نہیں آئے گا...... لیکن پھر دل کے کسی کونے سے آواز آتی...... نہیں وہ ضرور آئے گا...... اور اسے آنا بھی چاہئے...... نہیں اسے نہیں آنا چاہئے۔

وہ اس کشمکش میں مبتلا تھی جب ایک دم زور کا کھٹکا ہوا...... وہ ڈر سی گئی...... وہ پھر آ گیا ہوگا...... "تم کیوں آئے ہو......" وہ نیند میں بھی بڑبڑاتی رہی۔

"رانی...... کون آیا ہے یہاں...... دیکھو میں آیا ہوں...... اور تم کیوں ڈر رہی ہو...... کس سے خوفزدہ ہو"

"اوہ...... تم" اس نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں۔

"رانی کیا تم پھر چاند سے ڈر رہی ہو......؟"

"آں...... ہاں...... شاید...... نجانے مجھے کیوں اب اس سے خوف آنے لگا ہے"۔

"یہ تمہارا وہم ہے...... چاند سے ڈرتے تھوڑے ہی ہیں...... چاند سے تو محبت کرتے ہیں...... چاند سے بڑھ کر تو کوئی خوبصورت شے اس دنیا میں نہیں"

"ہاں...... اس کی خوبصورتی سے ہی ڈر لگتا ہے......"

"راجہ...... کچھ مت بولو...... بس میرا دل کچھ بھی سننے کو نہیں چاہتا......"

"تو کچھ تم ہی کہو......"

"کہنے کو بھی تو کچھ نہیں...... اور نہ ہی میں کچھ کہنا چاہتی ہوں...... میرا دل سخت بے تاب ہے......"

"کس لئے......؟"

کاش مجھے پتا چل جائے...... مگر ممکن نہیں...... یوں لگتا ہے ہماری یہ جنت ختم ہو رہی ہے اور ہم مٹ رہے ہیں"

"یہ سوچ کہاں سے آ گئی...... تم آج کل اتنا غلط کیوں سوچ رہی ہو"

"مجھ نہیں پتا راجہ...... پتا نہیں مجھے کیا ہو رہا ہے......" اس نے اس کے ہاتھوں کو مضبوطی سے جکڑ لیا اور رونا شروع کر دیا۔

"رانی...... اپنے آپ کو قابو میں رکھو...... کیا ہو گیا ہے...... اگر تم اپنے آپ کو یوں ہی پگھلا لو گی...... تو تم...... نہیں...... ایسا نہیں ہو سکتا رانی میں تو تمہاری ان خوبصورت آنکھوں میں آنسو بھی نہیں دیکھ سکتا...... میں تو یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ کوئی دن تمہارے بغیر تنہا گزار سکوں گا...... تم صرف میری ہو...... اور میں تم سے ہوں...... شدت جذبات سے مغلوب ہو کر اس نے اس کو گلے لگا لیا۔

یوں لگا جیسے اس کے سینے کے اندر آگ اور شدت سے بھڑکنے لگی ہو وہ ایکدم اس سے علیحدہ ہو گئی۔

"راجہ...... تم باہر چلے جاؤ......"

"رانی...... کیا ہوا...... بتاؤ تو سہی......"

"پتا نہیں...... اور اس نے اونچی آواز سے رونا شروع کر دیا"

راجہ خاموشی سے اٹھ کر واپس آ گیا...... رانی کی بیماری شدت اختیار کرتی جا رہی تھی اور اس سے اس کو تشویش ہوتی جا رہی تھی۔ وہ جھونپڑی کا دروازہ بند کر کے اس شدت سے روئی کہ اس کی سیاہ غزالی آنکھیں سوج کر اور باہر نکل آئیں...... رات کا نجانے کونسا پہر تھا جب راجہ اندر آیا...... وہ بے سدھ...... بکھرے بالوں اور بے ترتیب لباس کے ساتھ اوندھی پڑی تھی۔ راجہ نے اس کو ٹھیک طرح سے چادر اوڑھا دی...... اس نے ایک دم آنکھیں کھول دیں۔

"راجہ...... تم......" اس کی آنکھیں بمشکل کھل رہی تھیں اور ان میں سرخ ڈورے مزید نمایاں ہو گئے تھے۔

"رانی...... تم روئی ہو......"

"پتا نہیں...... مجھے کیا ہو گیا ہے"

"تم اتنا روئی ہو کہ تمہاری آنکھیں سرخ ہو گئی ہیں اور کھل نہیں رہی ہیں...... کیا تمہیں پتا نہیں چل رہا ہے"

"ہاں پتا چل رہا ہے...... مجھے بہت دردسی ہو رہی ہے...... آنکھیں دکھ رہی ہیں"

"تم آرام کرو میں کچھ لاتا ہوں"

تھوڑی دیر بعد اس نے گلاب کا عرق اس کی آنکھوں میں ٹپکایا...... اور وہ صبح دیر

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تک سوتی رہی۔۔۔۔۔ جب باہر نکلی تو ہر طرف بجھی بجھی سی دوپہر پھیلی تھی۔۔۔۔۔ شاید آج سورج بھی طلوع نہیں ہوا تھا ہوا بھی قدرے تیز تھی۔۔۔۔۔ موسم اداس بھی تھا اور خوشگوار بھی۔۔۔۔۔ اس کے اندر عجیب سی لطافت تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے دو موسم آپس میں مل رہے ہوں۔۔۔۔۔ اور دو چیزوں کا ملاپ ہمیشہ خوبصورتی کو جنم دیتا ہے۔ اس کے قدم خود بخود ہی اس راستے کی طرف اٹھنے لگے۔ اس کا دماغ بار ہا اس کو منع کرتا رہا مگر دل اس کو تحریک پر ابھارتا رہا اور اس کے اٹھتے قدموں کو مزید تقویت دینے لگا اور وہ قدرے بھاگتی ہوئی اس کی چارپائی تک پہنچی وہ اس وقت سو رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی اور مسلسل اس کے چہرے کو دیکھتی رہی اچانک وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

"رانی۔۔۔۔ تم۔۔۔۔ یہاں کیسے۔۔۔۔؟"

"تم۔۔۔۔ اٹھو میں نے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔۔"

"ہاں۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔ کہو۔۔۔۔ میں سن رہا ہوں۔۔۔۔ لیکن تم یہاں کیوں آئیں۔۔۔۔ میں خود۔۔۔۔"

"نہیں تم آج کے بعد وہاں نہیں آؤ گے۔۔۔۔ میں نے تم سے ضروری بات کرنی ہے تم سے ملنے کے بعد میں جس اذیت سے دوچار ہوئی ہوں اس کا مجھے زندگی میں پہلی بار تجربہ ہوا ہے۔۔۔۔ میں کتنا ٹوٹی ہوں میں نے کتنا عذاب سہا ہے۔۔۔۔ شاید کوئی اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتا۔۔۔۔"

"نہیں رانی۔۔۔۔ میں بھی ایسے کرب سے گزر چکا ہوں"

"واقعی۔۔۔۔" اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔

"ہاں۔۔۔۔" اس نے آہ بھری۔

"تم۔۔۔۔ کون ہو۔۔۔۔ میں نہیں جانتی۔۔۔۔ اور میں جاننا بھی نہیں چاہتی۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ میں تم سے کیا چاہتی ہوں مجھے یہ بھی معلوم نہیں۔۔۔۔ صرف ایک سمجھوتہ کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔ تم یہیں رہو۔۔۔۔ میں تم سے ملنے آیا کروں گی۔۔۔۔ میں تم سے باتیں کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔ تم کو بہت کچھ بتانا چاہتی ہوں۔۔۔۔ تمہارے ہر سوال کا جواب دینا چاہتی ہوں۔۔۔۔ یہ مت سمجھو کہ میں تم سے محبت کروں گی نہیں۔۔۔۔ میں بے وفا نہیں۔۔۔۔ محبت تو صرف میں راجہ سے کرتی ہوں لیکن تم سے۔۔۔۔ میرا کوئی رشتہ نہیں۔۔۔۔ شاید ہے بھی صرف یہ احساس کہ تم یہاں ہو۔۔۔۔ میرے

اردگرد۔۔۔۔ میں اپنی اس کیفیت کو ختم کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔ وہ جو بے نام جذبے سر اٹھا رہے ہیں ان کو ابھی سے کچل کر کسی منزل کا تعین کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ تم کون ہو۔۔۔۔ کہاں سے آئے ہو۔۔۔۔ بس تم ہو میں تمہاری روشنی اپنے اندر جذب کرنا چاہتی ہوں۔

"تم مجھے چاند کیوں کہتی ہو۔۔۔۔؟"

"کیا تمہیں واقعی احساس نہیں۔۔۔۔؟"

"کس بات کا۔۔۔۔؟"

"چھوڑو۔۔۔۔ رہنے دو۔۔۔۔ بس تم یہاں رہو۔۔۔۔ جب تک کہ میں نہ کہوں۔۔۔۔"

"اور اگر راجہ کہے کہ یہاں سے چلے جاؤ تب۔۔۔۔"

"تب۔۔۔۔ تب۔۔۔۔ دیکھی جائے گی۔۔۔۔"

"رانی آج صرف یہ بتا جاؤ کہ تم اور راجہ کون ہو۔۔۔۔ اور اس جنت کے کیسے وارث بنے۔۔۔۔؟"

"میں اور راجہ ہم بھی تمہاری طرح کے انسان ہیں۔۔۔۔ ہم دونوں محبت کرتے تھے۔۔۔۔ شروع سے ہی ہم دونوں میں شدید محبت تھی ہم نے مرنے جینے کی قسمیں کھائی تھیں۔۔۔۔ لیکن راستے میں بہت رکاوٹ تھی ہمارے قبیلے والے۔۔۔۔ آہستہ آہستہ ہماری محبت کا چرچا ہونے لگا۔۔۔۔ ہمیں شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔۔ وہ ہماری جان کے درپے ہو گئے ایک رات ہمیں ان کی سازش کا علم ہو گیا تب ہم نے فیصلہ کیا کہ اگر ہم اکٹھے جی نہیں سکتے تو مر تو سکتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اور راجہ نے اس کنویں میں چھلانگ لگا دی جس میں تم نے۔۔۔۔ لیکن جب ہم نیچے پہنچے تو سرنگ کے پاس ایک اللہ والے بزرگ عبادت میں مصروف تھے ہم انہیں دیکھ کر حیران رہ گئے۔۔۔۔ وہ بزرگ بہت سالوں سے کنویں میں عبادت کرتے تھے انہوں نے اللہ کی ایسی لو لگائی کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر یہاں آ گئے تب اللہ نے یہ جو تمہیں سلطنت سی نظر آ رہی ہے ان کو عنایت فرمائی۔۔۔۔ یہ ان کے لئے تھی۔۔۔۔ ان کی عبادتوں کا ثمر۔۔۔۔ لیکن وہ اس طرف دیکھتے بھی نہیں تھے۔۔۔۔ انہوں نے ہمیں اپنے پاس رکھا بہت شفقت سے پیش آتے ہماری محبت کی داستان انہیں بہت اچھی لگی۔۔۔۔ انہوں نے کہا کہ تم نے ساری زندگی اک عذاب میں گزاری ہے اس لئے جب تک چاہو یہاں رہو۔۔۔۔ مرتے وقت انہوں نے ہم

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

دونوں کو بلایا اور راجہ سے کہا یہ سب ہم دونوں کیلیئے اس وقت تک ہے جب تک ہم دونوں ایک دوسرے سے مخلص رہیں گے...... اور اس دن تم نے پوچھا تھا جھونپڑی کے دوسرے کمرے میں کون ہے تو ان کا مزار ہے...... وہاں خوشبو اور تاریکی کا بسیرا ہے......صرف رات کو میں وہاں دیا جلاتی ہوں......لیکن راجہ وہاں نہیں جاتا...... یہ جنت ...... یہ سب کچھ تب تک باقی رہیگا جب تک ہم دونوں ایک ہیں۔ اور سب کچھ اس دن فنا ہو جائے گا جب ہم دونوں جدا ہوں گے اور اگر مزار پر جا کر راجہ جو بھی دعا کرے گا...... وہ پوری ہو گی......لیکن صرف ایک دعا......ہم دنیا کی نظروں میں مر چکے ہیں اور یہ اندر کی دنیا......صرف ان کی بدولت زندہ ہے...... یہاں کبھی کوئی نہیں آیا......صرف ......تم......شاید تمہارے آنے سے راجہ کو کھٹکا پیدا ہوا تھا کہ کہیں کسی تیسرے کی وجہ سے یہ سب فنا نہ ہو جائے لیکن آہستہ آہستہ راجہ کو یقین آنے لگا کہ تم بے ضرر ہو......تم معصوم ہو تم کوئی ایسا کام نہیں کر سکتے جس سے اس کو کوئی نقصان پہنچ سکے اب تم راجہ کے ہمراز بن چکے ہو...... وہ تمہیں کبھی یہاں سے جانے نہ دے گا......"

"لیکن رانی میں کب تک یہاں رہوں گا...... بالآخر ایک دن تو مجھے یہاں سے جانا ہے"

"ہاں شاید کسی دن......لیکن ابھی انتظار کرو"

"رانی......تم راجہ سے بہت محبت کرتی ہو......"

"ہاں...... بہت شدید......لیکن جب سے تم آئے ہو مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے مہ میں اپنی محبت میں کامل نہیں رہی شاید ہماری محبت میں دراڑ پڑ رہی ہے اور میں محسوس کر رہی تھی شاید یہ دوری مجھے کہیں دور نہ لے جائے...... میں اس سے وفا نبھانا چاہتی ہوں...... میں بے وفا نہیں کہلانا چاہتی لیکن میں آہستہ آہستہ بکھر رہی تھی اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے تم یہاں رہو...... میں تم سے باتیں کر کے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کروں گی"

"تو کیا راجہ تم سے باتیں نہیں کرتا"

"کرتا ہے بہتْ اچھی...... بہت میٹھی......لیکن اتنی معصوم نہیں جتنی تم...... اس کے چہرے سے ایسی کرنیں نہیں پھوٹتیں جیسی تمہارے چہرے ست......تم کیا ہو میں نے زندگی میں پہلی بار دیکھا اور محسوس کیا ہے......"

"لیکن رانی مجھے اپنا منصب بھی قائم رکھنا ہے" وہ فکر مندی سے بولا۔

رانی جواباً کھلکھلا کر ہنسی اور کتنی ہی دیر ہنستی رہی...... اور اس کو ہنستے دیکھ کر وہ بھی ہنسنے لگا۔

"رانی تم ہنس کیوں رہی ہو......لیکن تم ہنستی ہوئی بہت اچھی لگتی ہو...... میں نے ایسی کون سی بات کی ہے"

"کچھ نہیں......تمہارے منصب کی بات سن کر میں ہنس پڑی"

"تم جانتی ہو میرا منصب کیا ہے......"

رانی پھر ہنسنا شروع ہو گئی۔

"تم واقعی نہیں جانتے......"

"نہیں تو......کوئی بھی نہیں بتاتا میں نے راجہ سے بھی پوچھا تھا مگر وہ بھی ٹال گیا اور تم بھی ہنس رہی ہو"

"تمہارا منصب تمہیں خود ڈھونڈنا ہے...... تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا...... اب میں جا رہی ہوں......"

"رانی ......سنو......"

وہ رک گئی اور اس کی طرف مڑ کر دیکھا۔

"تم بہت اچھی ہو...... راجہ بھی بہت اچھا ہے......اس کو پریشان مت کرنا......ہنستی رہا کرو...... مجھے تم ہنستی ہوئی اچھی لگتی ہو......" وہ مسکرا کر بولا۔

"اچھا ٹھیک ہے......کوشش کروں گی" وہ مسرور سی لوٹ آئی...... خوبصورت سی مسکراہٹ اس کے دلکش گلناری ہونٹوں پر رقص کرنے لگی......اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے دل پر سے ایک بھاری پتھر پیچھے ہٹ گیا ہو اور اب وہ کتنی مطمئن تھی اسے یوں محسوس ہو رہا تھا......اس نے کسی آنے والے عذاب کو روک دیا ہو...... کسی کو تباہ ہونے سے بچا لیا ہو...... راجہ کو دکھی ہونے سے بچا لیا ہو...... اس نے اپنا دل گلفام کے سامنے کھول کر کوئی غلطی تو نہیں کی تھی...... راجہ نے بھی تو اسکو اپنا ہمراز بنا لیا ہے......تو اگر میں نے اس کو اپنا ہمراز بنایا ہے تو کوئی غلطی تو نہیں کی...... میں راجہ سے بے وفائی تو نہیں کر رہی...... میں نے گلفام سے محبت تو نہیں کی...... جو جذبے میرے دل میں پیدا ہوئے تھے وہ تو کسی بھی انوکھی اور انہونی شے کو دیکھنے سے پیدا ہو سکتے ہیں......ضروری نہیں...... وہ کوئی مرد ہو...... اور گلفام تو چاند ہے اس

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

دھرتی کا چاند...... مجھے اس سے کچھ نہیں چاہئے جس طرح وہ راجہ کا ہمراز ہے اس طرح میرا بھی...... اس نے اپنے آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کی اور ٹوکری اٹھائے باغ میں چلی گئی آج اس نے وہاں سے رنگ برنگے پھول توڑے...... آج اس کا دل بہت دنوں کے بعد سکون کی ندی میں ڈبکیاں لگا رہا تھا خود ہی مسکان سی لبوں پر مچلنے لگتی...... وہ اپنے خیالات کو جھٹکتی اور پوری توجہ سے پھول توڑنا شروع کرتی۔ آج اس نے پہلے دنوں کی نسبت بہت خوبصورت اور ڈھیروں پھول توڑے تھے۔

وہ گھر آئی تو راجہ اس کا منتظر تھا...... وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"آج بہت دنوں کے بعد میری رانی اپنے پہلے روپ میں میرے سامنے آئی ہے......" راجہ خوشی سے اس کے گرد گھوما۔

"میں تمہارے لئے پھول لائی ہوں" اس نے ٹوکری اس کے آگے بڑھائی راجہ نے ٹوکری اس کے ہاتھوں سے لے لی۔

"آج اتنے ڈھیر سارے پھول...... یوں لگتا ہے جیسے اگلی پچھلی ساری کسر تم نے پوری کر دی ہے......"

"شاید ایسی ہی بات ہے......"

"رانی تم اب بالکل ٹھیک ہونا......" راجہ کو یقین نہیں آ رہا تھا۔

"کیوں تمہیں یقین نہیں آ رہا"

"نہیں ایسی تو بات نہیں...... لیکن میں آج تمہیں بہت دنوں بعد خوش دیکھ کر واقعی بہت خوش ہوں...... شکر ہے خدا کا تم اب ٹھیک ہو...... میں تمہاری وجہ سے کتنا پریشان تھا تم سوچ بھی نہیں سکتیں...... مجھے یوں لگتا تھا جیسے میں بھی ختم ہونے والا ہوں...... رانی کاش تم میرا دل کھول کر دیکھ سکتیں...... میں تمہیں کتنا چاہتا ہوں۔

"ہاں...... مجھے اندازہ ہے......" وہ مسکرائی۔

دونوں کتنی ہی دیر باتیں کرتے رہے اور پھر باہر نکل گئے آج موسم بھی باقی دنوں کی نسبت زیادہ حسین ہو رہا تھا شاید آج وہ بھی ناراضگی کے بھنور سے باہر نکل آیا تھا...... نرم گرم دھوپ کے ہمراہ ٹھنڈی نازک ہوا کے جھونکے ہر باڑ پر پھولوں کو مہکا کر گزر رہے تھے اور پھول جواباً لہک لہک کر ان کو خوش آمدید کہہ رہے تھے......

"آؤ آج ندی کنارے چلیں...... بہت دنوں سے ادھر بھی نہیں گئے"

راجہ نے کہا تو وہ فوراً مان گئی۔

ندی معمول کے مطابق اپنی ہی لے میں بہہ رہی تھی لیکن آج اس میں حسن تھا نغمگی تھی اس کے پرسکون ٹھنڈے پانی میں وہ پاؤں رکھ کر کتنی دیر بیٹھے رہے...... راجہ کی باتیں سن کر وہ قہقہے لگا رہی تھی اور اس کو خوش دیکھ کر راجہ خوش ہو رہا تھا...... کتنا حسین وقت تھا قدرتی حسن کے عین وسط میں حسین جوڑا دنیا مافیہا سے بے خبر اپنی خوشیوں میں ایک دوسرے کو شریک کر رہا تھا۔

"رانی مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے تم پہلے سے بھی زیادہ حسین اور خوبصورت ہو گئی ہو...... تمہاری آواز میں پہلے سے زیادہ نغمگی آ گئی ہو اور تمہاری ہنسی میں پہلے سے زیادہ کھنک اور چہچہاہٹ سما گئی ہو...... تم آج ہنستی ہوئی بہت اچھی لگ رہی ہو......"

رانی ایک دم سنجیدہ ہو گئی۔

"کیا ہوا...... میں نے ایسا کیا کہا کہ تم سنجیدہ ہو گئیں تمہیں تو میری اس بات پر خوش ہونا چاہئے لیکن یہ کیا...... بتاؤ تم سنجیدہ کیوں ہوئی ہو......؟"

"یونہی...... کوئی بات یاد آ گئی"

"کون سی بات...... کیا تم مجھ سے چھپاؤ گی"

"نن...... نہیں تو میں تم سے کچھ بھی نہیں چھپا سکتی لیکن شاید تم نہ سمجھ سکو"

"ایسی بھی کیا بات ہے...... پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں تمہاری کوئی بات سمجھنے سے قاصر رہا ہوں اب کیوں......؟"

راجہ جب بھی تم بار بار اب پہلے کی بات یاد دلاتے ہو تو میرا دل کٹنے لگتا ہے مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں کسی بھیانک جزیرے سے لوٹی ہوں شاید گناہوں کے گرداب میں پھنسنے کے بعد اب میں آزاد ہوئی ہوں...... شاید میرا وجود ناپاک ہو گیا تھا...... شاید میری سوچیں آلودہ ہو گئی تھیں...... راجہ کیا ایسا ہی ہے"

"معاف کرنا رانی میں تمہاری دل آزاری کا باعث بنا...... خدا کی قسم میرا یہ مطلب ہرگز نہ تھا...... میں تو تمہیں پہلے بھی اتنا ہی چاہتا تھا اب اس سے زیادہ تمہیں چاہنے لگا ہوں...... میرا دل تو محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے جس میں گہرائیوں تک صرف چاہت ہی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

چاہت ہے اور اس میں ایک ہی محبت کی کشتی ہے اور اس میں تم سوار ہو...... کیا تمہیں یقین نہیں"

"نہیں مجھے پورا یقین ہے......بس ایک احساس سا دل میں پیدا ہوا تھا جو تمہیں بتا دیا"

"اب میں آئندہ کوشش کروں گا کہ ایسی بات نہ ہو......"

دونوں کتنی دیر خاموشی سے گہرے پانی میں دیکھتے رہے......ندی کا پانی بھی ان کی خاموشی میں ان کا ہمسفر بن گیا تھا اور ان کی ٹھنڈی یخ سانسوں کی طرح لمحہ بہ لمحہ بہہ رہا تھا...... دونوں کا سفر جاری تھا۔ "سورج ڈھل رہا ہے چلو واپس چلتے ہیں......" رانی بولی اور دونوں واپس آ گئے...... پھر گہری خاموشی چھا گئی۔

موسم بہت خوشگوار ہو رہا تھا...... ڈوبتا سورج اپنی بنفشی کرنیں ہر طرف بکھیر رہا تھا...... وہ دونوں جھونپڑی کے باہر بیٹھ گئے۔ رانی اس کے لئے پھل اور مشروب لائی...... خاموشی سے دونوں نے کھایا پیا......لیکن ایک سکوت سا چھایا رہا یوں لگا جیسے کہنے سننے کو سب باتیں ختم ہو گئی ہوں...... دونوں اندر ہی اندر ڈھیروں باتیں ایک دوسرے سے کر رہے تھے مگر بظاہر! کہنے کو کچھ نہ تھا...... دونوں ایک دوسرے سے شکوے بھی کر رہے تھے اور شکایتیں بھی مگر زبان ساتھ نہ دے رہی تھی...... کتنا ہی وقت گزر گیا ہر طرف ملگجا سا اندھیرا پھیلنے لگا اور پھر تاریکی چھانے لگی کہیں کہیں ستارے ٹمٹمانے لگے...... اتنے میں چاند راجہ بھی اپنی فوج کے ساتھ نمودار ہوا اور وہ سب طرف چھائی تاریکی کو نگلنے لگے وہ مسلسل آسمان کی طرف نگاہیں جمائے چاند کو دیکھ رہی تھی ایک چاند جو آسمان پر ہے اور ایک چاند جو اس وقت زمین پر بھی ہے جو اس وقت اس کے اردگرد ہے لیکن اس کی دسترس سے باہر...... دونوں میں کتنی مماثلت ہے وہ آسمان کی تاریکی کو نگلتا ہے اور یہ اس کے اندر کی چھائی تاریکی کو...... وہ آسمانی دنیا روشن کرتا ہے اور یہ اس کے دل کی دنیا...... وہ اپنی چاندنی سے محبت کرتا ہے لیکن یہ کس سے...... اسے تو اس کا احساس ہی نہیں...... وہ ماہتاب ہے تو یہ لاجواب...... جوں جوں تاریکی بڑھتی جا رہی تھی اور چاند کی مدھم روشنی میں جاذبیت پیدا ہوتی جا رہی تھی اسے اسی کی یاد اور ستا رہی تھی راجہ اسے خیالوں میں محو دیکھ کر خاموشی سے بیٹھا رہا لیکن پوچھنے کی جرأت نہ کر سکا...... کہ آیا پھر وہ اسی چاند کے بارے میں سوچ رہی ہے یا پھر کچھ اور...... کہیں وہ پھر ناراض نہ ہو

جائے اور رانی کو ناراض کرنا اس کے بس سے باہر تھا۔

"راجہ...... چاند خوبصورت کیوں ہوتا ہے" وہ بے خیالی میں بولی وہ چونکا اور اس کی طرف حیرت سے دیکھنے لگا۔

"چاند دور سے خوبصورت نظر آتا ہے......اندر سے تو بہت کریہہ ہے"

"لوگ بھی تو ظاہر ہی دیکھتے ہیں ناں اندر سے کون دیکھتا ہے......"

"ہاں...... یہ تو سچ ہے......اندر کو کوئی نہیں جانتا اور کوئی جاننا بھی نہیں چاہتا......"

"کیسی دیوانگی ہے......؟"

"ہاں...... ہے تو سہی"

"اور بے چارگی بھی...... ہے نا" وہ بولتی رہی اور وہ اس کی ہاں میں ہاں ملاتا رہا۔ انسان بھی تو ایسے ہی ہوتے ہیں...... خوبصورت ...... دیوانے ...... بیچارے...... بے بس......مجبور......"

"ہاں رانی...... آج تم انسانوں کی کیا بات لے بیٹھی...... کیا تمہیں تمہارا گزرا ہوا کل یاد آ رہا ہے"

"ہاں......شاید...... یادیں تو یادیں ہوتی ہیں...... چاہے کل کی ہوں یا بیتے سالوں کی...... انسان ان سے چھٹکارا تو نہیں پا سکتا نا...... اور ہم انسان ہیں...... ہمیں یہ تو بھولنا نہیں چاہئے......"

"لیکن آج اتنے برس گزارنے کے بعد تم اداس سی کیوں ہو رہی ہو...... کیا تمہیں اپنے لوگ یاد آ رہے ہیں...... وہ جنہوں نے ہمارے ساتھ......"

"جانتی ہوں...... مگر دہراؤ...... وقت وقت کی بات ہوتی ہے اب ہم ان میں نہیں لیکن وہ ہم میں ہیں......"

"تو کیا تم باہر جانا چاہتی ہو...... تمہارے اندر یہ خواہش کہاں سے آئی......؟"

"معلوم نہیں......"

"رانی کیا تم واقعی باہر جانا چاہتی ہو...... کس کے پاس...... بولو"

"معلوم نہیں......"

"ہم وہاں جا کر دونوں پھر سے جدا ہو جائیں گے کیا تمہیں یہ منظور ہے......؟"

www.pdfbooksfree.pk
Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

رانی اس کی بات سن کر خاموش رہی...... جیسے دل کے کسی کونے میں یہ خواہش پہلے ہی موجود ہو جیسے اندھیرے میں کسی خوفناک درندے کا ڈر تو تاریکی کو دیکھ کر ہی جنم لے سکتا ہے"

"تو کیا مجھے بابا کے مزار پر جا کر دعا کرنی چاہئے......؟"

"کیا......؟"

"کہ ہم یہاں سے باہر جانا چاہتے ہیں......"

"نہیں...... میں نے ایسا تو نہیں کہا......"

"تو پھر تم کیا کہنا چاہتی ہو...... مجھے کھل کر تو بتاؤ"

"کچھ نہیں...... میں نے کہا تھا نا کہ تم سمجھ نہیں پاؤ گے"

راجہ کی آنکھوں میں غصے کی لہر سی دوڑ گئی اور وہ خاموشی سے اٹھ کر اندر چل دیا......

کتنی ہی دیر گزر گئی وہ اٹھی اور اندر جا کر دیکھا راجہ سو رہا تھا وہ خاموشی سے باہر نکل آئی اور باڑ عبور کرتی ہوئی اس کی چارپائی کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی...... وہ بھی گہری نیند سو رہا تھا...... سامنے پام کے درخت کے پار سے چاند کی دودھیا روشنی اس کے چہرے کو منور کر رہی تھی...... ایک چاند دوسرے چاند کو منور کر رہا تھا...... شاید ایک دوسرے کی روشنی کو فراخدلی سے اپنے اندر جذب کر رہے تھے...... وہ حیران سی کھڑی دیکھتی رہی...... کتنا حسن سمٹ آیا تھا...... کیسی معصومیت بکھری پڑی تھی...... کیسا سحر چھایا تھا...... اس کا دل لوٹ پوٹ ہو رہا تھا اور وہ کھڑی اپنے دل کو تھپکیاں دے دے کر سلاتی رہی جب دھڑکنیں قابو میں آئیں تو وہ واپس لوٹ آئی اور آ کر پلنگ پر لیٹ گئی۔ لیکن نیند تو بہت دور تھی......

یہ چاندنی رات کیسا ستم ڈھا گئی تھی...... چاند نے کیسا منتر پڑھ کر اس پر پھونکا تھا کہ وہ یوں بے قابو ہوئی جا رہی تھی۔ صبح جتنی مطمئن تھی اب اتنی ہی بے قابو...... وہ کروٹیں بدلتی رہی یہاں تک کہ صبح نمودار ہونے لگی...... ماہتاب کی جگہ آفتاب نے لے لی...... ماہتاب کی نرم جادوئی ٹھنڈی کرنوں کی جگہ آفتاب کی شفاف، چمکدار گرم چبھنے والی کرنوں نے لے لی...... کیسی روشنی ہے دونوں میں کتنا فرق ہے...... کتنا امتیاز ہے...... جیسے راجہ اور گلفام...... جیسے آفتاب اور ماہتاب......

راجہ اٹھ گیا تھا...... اسے ایک ٹک باندھے دیکھ رہا تھا وہ اسے آفتاب کی طرح جابر

حکمران لگا...... وہ آنکھیں بند کیے سب کچھ محسوس کر رہی تھی...... راجہ اس وقت کیا سوچ رہا تھا ...... وہ جانتی تھی...... لیکن راجہ اس سے کچھ نہیں پوچھے گا۔ وہ باہر نکل گیا اور اس نے آنکھیں کھول دیں راجہ کہیں باہر جانے کی تیاری کر رہا تھا اور پھر وہ چلا گیا اور وہ بے سدھ پڑی رہی...... سب کچھ جانتے ہوئے۔

گلفام اس کو دیکھ کر اٹھ بیٹھا...... راجہ نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"راجہ کہو کیا حال ہے...... آج بہت مسکرا رہے ہو"

"کیا کروں...... کیسا بھی برا حال ہو...... تمہاری طرف دیکھتا ہوں...... تو دل خوش ہو جاتا ہے"

گلفام نے اونچی آواز سے قہقہہ لگایا۔

"کیا تم میرا مذاق اڑا رہے ہو......" راجہ سنجیدہ ہوا۔

"نہیں تو تمہاری بات سن کر ہنسی آ گئی...... میرا باپ کہا کرتا تھا کہ میرے اپنوں کو تو میری شکل سے بھی نفرت ہے اور تم ہو کہ تمہیں مجھ پر اتنا پیار آ رہا ہے"

"ہاں وہ تمہارے اپنے تھے......"

"تو کیا اپنے ہمیشہ نفرت کرتے ہیں......"

"نہیں تو...... سب نہیں...... تمہارا باپ بھی تو تمہارا اپنا تھا لیکن وہ تم سے محبت کرتا تھا......"

"ہاں یہ تو سچ ہے اس جیسی محبت کوئی بھی دنیا میں نہیں کر سکتا......"

"گلفام تم نے زندگی میں باپ کے علاوہ کسی اور سے محبت کی ہے......؟ راجہ نے حیرت سے پوچھا۔

"معلوم نہیں......"

"تو تمہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ محبت کیسی ہوتی ہے......"

"نہیں......"

گلفام محبت کی وادی بہت خوبصورت اور دلفریب ہوتی ہے مگر پر خار بھی...... اس میں سلامتی کے ساتھ گزرنا بہت مشکل کام ہے...... جو کامیابی سے گزر گیا سمجھو مراد کو پہنچ گیا اور جو رک گیا ٹھہر گیا...... جان لو کہ ختم ہو گیا......

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

”یہ تو پھر خطرناک ہوئی......“

”ہاں...... آگ کے دریا سے بھی زیادہ خطرناک“

”کیوں کہ باہر کی آگ تو پانی سے بجھائی جا سکتی ہے مگر اندر کی آگ نہیں بجھتی...... سر اٹھاتی محبت کی اٹھان بڑی پر جوش اور زہریلی ہوتی ہے...... سب کچھ لینے دینے کے چکروں میں انسان تباہ ہو جاتا ہے...... جب ہیجانی محبت بپھرے دریا کا بند ٹوٹ جائے سمجھو ہر طرف قیامت کا سماں ہو جاتا ہے۔

اگر ہیجان وقتی ہو تو عافیت ورنہ تباہی...... دم توڑتی محبت بڑی خطرناک ہوتی ہے انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہے...... مایوسی کی حالت میں کبھی تو انسان درندہ...... کبھی شیطان بن جاتا ہے اور کبھی وسوسوں اندیشوں میں پلنے والے سانپ کو ایک ہی وار میں کچلنے کی شدید خواہش انسان کو مخبوط الحواس بنا دیتی ہے...... گلفام محبت کی بڑی اقسام ہیں جیسے حسی، مشاہداتی تجرباتی اور تجزیاتی...... تم نے کونسی محبت کی ہے......“

”معلوم نہیں...... لیکن لگتا ہے کچھ کچھ تجربہ ہوا ہے......“

”میرا خیال ہے تم نے دو طرح کی محبت کی ہے...... حسی اور مشاہداتی حسی محبت جیسے ماں کے چھونے سے ہی بچے کو محسوس ہوتا ہے کہ اس نے اسے محبت سے اٹھایا ہے وہ محبت سے اٹھانے والے ہاتھوں اور نفرت سے دیکھنے والی نظروں میں امتیاز کر سکتا ہے یہ انسان کو شروع ہی سے ودیعت دی گئی ہے...... اس کے خمیر میں محبت کو جانچنا اور نفرت کو پہچاننا شامل ہے۔ اور مشاہداتی جیسے تمہارا باپ تم سے کرتا تھا...... اس وقت تم نہیں کرتے تھے لیکن تم نے دیکھا کہ وہ تمہیں کتنا جی جان سے چاہتا تھا کہ اپنا سب کچھ تم پر لٹانے کو تیار تھا...... ہے نا“

”ہاں...... شاید...... ایسا ہی ہے“

حسی محبت تمہارے اندر کے تاریک گوشوں میں روشنی کی چمک اور امید کی کرن کی مانند نمودار ہوتی ہے تمہیں کوئی چاہتا ہے اور تمہارا اس کے جذبے سے متاثر ہونا گویا تمہاری حسیات کو محبت کے شہد سے میٹھا کرنا ہے“

”مجھے اکثر ایسا محسوس ہوتا تھا جب میرا باپ پیار کرتا تھا...... تو میرا اندر خوشی سے چمکنے لگتا تھا اور یوں لگتا تھا کہ جیسے دل خوشی سے بے قابو ہوا جا رہا ہے۔“

”گلفام...... ایسا ہی ہوتا ہے...... لیکن سب سے مشکل تو تجرباتی یا عملی محبت ہے...... جس میں دونوں فریق ایک دوسرے کو جب تک برابر نہ چاہیں تو خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے...... اس عملی محبت میں سب کچھ حاصل کرنے کی جان توڑ خواہش جنم لیتی ہے...... نتیجہ کبھی سکون کبھی ہیجان...... کبھی اشتعال...... کبھی منفی تو کبھی مثبت...... محبت بڑا کٹھن مرحلہ ہوتی ہے اس ایک محبت میں باقی تمام کا تجربہ ہو جاتا ہے اسی سے تجزیاتی محبت جنم لیتی ہے...... انسان کو پیمانہ مہیا کرتی ہے...... محبت کو جانچنے کا......“ راجہ بولتا رہا اور وہ حیرت سے سنتا رہا۔

”راجہ محبت تو بہت خطرناک چیز ہے اس سے تو بچنا ہی چاہئے“

”نہیں گلفام اصل میں تمہیں تجربہ نہیں ہوا نا اس لئے...... اور محبت کوئی شے نہیں جو خریدی جا سکے اور یہ تو بہت نازک اور بہت قیمتی جذبہ ہوتا ہے...... جو لوگ اس کو سمجھ نہیں پاتے اس کو بدنام کر دیتے ہیں...... گلفام کبھی سوچو...... جب دو محبت کرنے والے ایک دوسرے کی طرف محبت کی نگاہ سے اور دل میں محبت کی چنگاریاں لئے ہوئے دیکھتے ہیں تو مانو اس وقت کائنات کا ہر ہر ذرہ اسی محبت کا اسیر ہوتا ہے جیسے کائنات کی ہر چیز محبت کی اس روشنی سے چمک رہی ہو...... تمہاری اس محبت میں شریک ہو۔ اور تمہارے لبوں پر پھیلی مسکراہٹ کا جواب مسکرا مسکرا کر دے رہی ہو...... بہت حسین تجربہ اور اتفاق ہوتا ہے...... کبھی غور کرنا اس وقت آکاش، دھرتی، پرندے...... موسم سب ایک ہی لے میں بہتے چلے جاتے ہیں...... سب اس کے سحر میں مبتلا ہو جاتے ہیں...... ہر چیز اس کے اندر کی محبت کے نور سے منور ہو جاتی ہے...... ہر طرف کلیاں، پھول شگوفے مہکتے اور مسکراتے نظر آتے ہیں“

”راجہ کیا تم محبت کے تمام مراحل سے گزر چکے ہو؟“

”ہاں...... شاید......“

”یقیناً کیوں نہیں......“

”بعض اوقات اپنے بارے میں ہی تعین کرنا ناممکن ہو جاتا ہے یا پھر مشکل......“

راجہ نے آہ بھری اور خاموش ہو گیا۔

گلفام اس کی طرف مسلسل دیکھنے لگا اور محبت بھرے رنگوں کو تلاش کرنے لگا جن سے شاید وہ گزر چکا تھا یا پھر گزرنے کی تمنا رکھتا تھا......

راجہ اسی بے خیالی میں اٹھا اور چل دیا...... نہ گلفام نے اسے رکنے کو کہا اور نہ ہی شاید وہ مزید وہاں پر رکنا چاہتا تھا...... گلفام کتنی ہی دیر اس کی باتوں پر آنکھیں بند کئے سوچتا

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

رہا.....

تھوڑی دیر بعد رانی آ گئی..... اسے دیکھ کر وہ مسکرانے لگا۔

"گلفام کیا سوچ رہے ہو.....؟" اس نے اسے گہری سوچ میں ڈوبے دیکھ کر کہا۔

"کچھ ایسی باتیں جن کا مجھے تجربہ نہیں"

"کونسی ایسی انہونی باتیں ہیں....."

"ہر نئی شے انہونی ہی تو ہوتی ہے"

"تو پھر نئی باتیں کہاں سے سیکھ رہے ہو....."

"راجہ نے بتائی ہیں....."

"راجہ نے کیا نیا بتایا ہے....." وہ چونک سی گئی۔

"راجہ نے آج مجھے محبت کے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے"

اچھا کیا کیا..... میں بھی تو سنوں....."

وہ اسے ساری باتیں تفصیلاً سناتا رہا اور وہ سنتی رہی۔

"رانی تم کو کونسی محبت کا تجربہ رہا ہے" اچانک اس نے سوال کر دیا۔

"رانی اس کی طرف حیرت سے دیکھنے لگی..... اور پھر بولی۔

"شاید تجرباتی....."

"تو کیا تم تمام مراحل طے کر چکی ہو" وہ حیران ہوا۔

"ہاں شاید....."

"تو پھر یہ محبت کیسی لگی.....؟"

بہت تکلیف دہ..... کٹھن..... دشوار..... یوں لگا جیسے کوئی عبادت گزار برسوں کی ریاضت اور عبادت کے بعد خدا کے حضور پہنچتا ہے اس اعتماد کے ساتھ کہ اس کی عبادت اور وفاؤں کا صلہ بہت اچھا ملے گا..... مگر کیا ہوتا ہے کہ اچانک اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کا کشکول خالی رہ جاتا ہے..... تم سوچو اس وقت یہ سب برداشت کرنا کتنا مشکل ہوتا ہے..... جب انسان کہیں سے بھرپور امید رکھتا ہو اور وہاں سے ایک رتی بھی نہ ملے تو کیا ہوتا ہے..... کاش تم اس دکھ کو سمجھ سکو..... بہت تکلیف ہوتی ہے..... یوں لگتا ہے کہ انسان کو آرے سے چیر دیا گیا ہو..... اس کا وجود کٹنے لگتا ہے اور شکستہ روح پھڑ پھڑانے لگتی ہے..... ایسے میں

اکثر لوگ دیوانے ہو جاتے ہیں میرا بھی یہی حال ہوا مجھے یوں لگا..... یا کہہ لو کہ میں نے تجزیہ کیا تو مجھے احساس ہوا کہ محبت کے جو مراحل میں طے کر کے آئی ہوں وہ تو کچھ بھی نہیں..... میں نے جو اتنا سفر کیا وہ سب اکارت گیا..... سوچو پھر میرا کیا حال ہوا..... میں تو بکھر کر رہ گئی..... تم جانتے ہو نا گلفام..... تم سمجھتے ہونا ..... بولو..... کیا واقعی تم کچھ محسوس نہیں کرتے..... کیا کبھی تمہارے اندر کوئی چنگاری روشن نہیں ہوئی کیا تمہارا وجود کبھی نہیں پھڑ پھڑایا..... کیا تمہارا دل کسی کی آس میں نہیں تڑپا..... کیا تم کبھی کسی کے دیدار کے لئے نہیں روئے..... کیا تمہارے اندر کوئی جذبے پیدا نہیں ہوئے..... بولو..... کچھ تو بولو..... اگر تم کہتے ہو نہیں تو تم جھوٹے ہو..... تم اس مرحلے سے گزر چکے ہو لیکن تم شاید ان جذبوں کو کوئی نام دینے سے ڈرتے ہو..... گلفام تم مرد ہو کر ڈرتے ہو..... کیا تمہارے اندر واقعی حوصلہ نہیں..... اگر واقعی ایسا ہے تو پھر کبھی تم اپنا منصب نہیں حاصل کر پاؤ گے..... وہ جذباتی ہو کر بولی۔

اور وہ حیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہا اس کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اس نے یہ سب اس سے کیوں کہا اور اس کو اسکا منصب کیوں یاد دلایا۔

"گلفام..... تم انسان ہو نا..... اور بھولنا تمہاری سرشت میں شامل ہے..... مگر میں جانتی ہوں تم تجرباتی محبت کی دہلیز پر قدم رکھ چکے ہو..... تمہارا اگلا قدم تمہیں اس کی ساری حقیقت بتائے گا..... پھر تم جان جاؤ گے..... کہ میں واقعی سچ کہہ رہی تھی....." وہ افسردہ سی اٹھ کر جانے لگی۔

"رانی رکو گی نہیں....."

"کس لئے.....؟"

"آج کچھ دیر کے لئے رک جاؤ....."

"کیوں.....؟"

تمہاری موجودگی سے مجھے سکون ملتا ہے..... خوشی ہوتی ہے"

رانی اس کی بات سن کر مسکرائی

"میں کامیاب ہوئی....."

"کس میں.....؟"

"کچھ نہیں..... اب سوچنا شروع کرو اور سمجھنا بھی ..... بہت سی حقیقتیں خود بخود

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تمہارے سامنے آتی جائیں گی......" وہ خاموش ہو گئی اور اس کے قریب گھاس پر بیٹھ کر آنکھیں بند کر لیں اور وہ حیرت سے مسلسل اس کی جانب دیکھتا رہا...... کتنا حسن سمٹ آیا تھا اس کے وجود میں...... سنگ مرمر کی مورت گھاس پر اس کے قریب بیٹھی تھی...... وہ اسے چھونا چاہتا تھا...... سمیٹنا چاہتا تھا...... مگر اس میں ہمت نہ تھی...... وہ بے تاب ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور دور جا کر رنگ برنگے پھول توڑنے لگا دامن پھولوں سے بھر کر اس کے قدموں میں رکھ دیئے رانی نے حیرت سے آنکھیں کھولیں...... اور مبہوت سی رہ گئی محبت یا عقیدت کی اس ادا نے اسے پھر اندر سے ہلا دیا اس نے گلفام کی طرف حیرت سے دیکھا۔

"یہ تم نے کیا کیا......؟"

"پھول مجھے اچھے لگے...... اور تمہارے پاؤں بھی پھولوں جیسے نازک اور پیارے لگے۔ رانی اگر پاؤں کو پھولوں کی پتیوں میں دبا دیں اور پاؤں نظر نہ آئے تو کیسا لگتا ہے......" اور وہ پھول اس کے پاؤں کے اوپر ڈھیر کرنے لگا۔

"گلفام پھول گلے میں بھی تو پہنے جا سکتے ہیں اور سر پر بھی لگائے جاتے ہیں"

"ہاں...... مگر قدموں میں پھول رکھنا مجھے اچھا لگتا ہے......"

"کیوں......؟"

"معلوم نہیں......"

رانی مسکرائی...... جیسے کہہ رہی ہو...... بے وقوف تم اس راز کو کبھی نہیں سمجھ پاؤ گے کہ عقیدت کے پھول اور محبت کے نذرانے تو قدموں پر ہی نچھاور کئے جاتے ہیں آج اس نے اسے کیا درجہ دیا تھا...... وہ مسرور سی ہو گئی۔

اس کے قدموں میں پھولوں کا ڈھیر لگا کر وہ کتنا خوش ہو رہا تھا...... اور وہ اسے خوش ہوتا دیکھ رہی تھی......

"گلفام...... تم خوش ہونا اس وقت......"

"ہاں...... بہت......"

اپنے اردگرد دیکھو...... زمین کو آسمان کو...... پھولوں کو...... اس گھاس کو...... اور مجھے...... پھر بتاؤ کیسا لگ رہا ہے یہ سب کچھ۔"

اس نے نگاہیں اٹھا کر ہر چیز کا جائزہ لیا نیلے آسمان کو اس پر تیرتی بدلیوں کو......

چمکتے سورج کو...... جھومتے درختوں کو ان کی سرسبز جھولتی ٹہنیوں کو...... ہوا میں پھڑ پھڑاتے پتوں کو باڑوں کے اوپر لگے رنگ برنگے جھومتے پھولوں کو...... سبز مخملیں سرسراتی گھاس کو...... اور پھر اس کی جھیل سی گہری سیاہ غزالی آنکھوں کو...... اس کے مسکراتے لبوں کو...... تا حد نگاہ محبت ہی محبت پھیلی تھی...... وہ مسکرانے لگا......

"کیسا لگا سب کچھ......؟"

"بہت اچھا...... جیسے سب میرے سنگ مسکرا رہے ہوں...... اور رانی تم بھی میرے ساتھ......" وہ خوشی سے جھومنے لگا...... اس حسین انکشاف نے اس کو حیران تو کر دیا مگر مسرور بھی......

"رانی تم بھی میرے ساتھ شامل تھیں...... اور اب بھی ہو......"

"میں حیران رہ گیا ہوں...... مجھے اس سے پہلے تو اس کا علم کبھی نہ ہوا تھا...... دیکھو سب کچھ کتنا اچھا لگ رہا ہے...... یوں لگ رہا ہے سب ایک ہی بولی بول رہے ہیں...... ہے نا رانی...... ایسا ہی ہے نا......" وہ دیوانوں کی طرح بولتا رہا اور وہ سن سن کر مسکراتی رہی......

"بہت دیر ہو رہی ہے...... راجہ آ رہا ہو گا اور میں نے اس کے لئے پھولوں کا گلدستہ بھی بنانا ہے......"

"لاؤ آج میں اس کے لئے پھولوں کا گلدستہ بناتا ہوں......"

اور وہ خوشی خوشی رنگ برنگے پھول توڑنے لگا...... اور اسی خوشی میں اسے خوبصورت سا گلدستہ بنا کر دیا...... اس سے پہلے اس نے کبھی کوئی گلدستہ نہیں بنایا تھا لیکن آج خوشی میں اسے پتا ہی نہ چلا کہ اس نے کیسے پھولوں کو ترتیب دیا تھا اور کیسے ان کا خوشنما گلدستہ بن گیا تھا رانی اس کی مہارت سے بہت متاثر ہوئی۔

"گلفام...... تم نے تو بہت خوبصورت گلدستہ بنایا ہے کیا تم نے کہیں سے یہ سیکھا ہے"

"نہیں تو...... آج میں نے پہلی دفعہ زندگی میں یہ گلدستہ بنایا ہے"

"مگر اتنا خوبصورت......"

"جب قریب کی ہر چیز خوبصورت ہو تو خوبصورت چیزیں تو خود بخود بننے لگتی ہیں"

"تمہارا مطلب ہے...... خوبصورتی خوبصورتی کو جنم دیتی ہے"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"ہاں......"

"لاؤ...... یہ میں راجہ کو دوں گی تو وہ بہت خوش ہوگا"

وہ گلدستہ ٹوکری میں رکھ کر جھونپڑی کی طرف چل دی اور راجہ کا انتظار کرنے لگی...... وہ بار بار ان مہکتے رنگ برنگے پھولوں اور ادھ کلی کلیوں کو دیکھتی تو مسکرا دیتی اور ساتھ ہی وہ اس کی نظروں میں گھومنے لگتا...... نوخیز پھول...... شگفتہ کلی...... ان پتوں کی طرح تروتازہ ......اور نازک...... پھولوں کی پنکھڑیوں کی طرح مسرور...... وہ اپنی سوچ پر خود ہی مسکرا رہی تھی جب راجہ اندر داخل ہوا...... اس کے چہرے پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔ رانی اسے دیکھ کر مسکرائی اور گلدستہ اس کی جانب بڑھایا۔

راجہ نے غور سے اس کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔

"رانی...... یہ تم نے بنایا ہے......"

"آں...... ہاں...... ہاں میں نے یہ بنایا ہے"

"آج یہ بہت منفرد سا لگ رہا ہے......"

"کیوں......؟"

"معلوم نہیں...... لیکن ان کی ترتیب پہلے سے بہت مختلف ہے اور ان کی سج دھج سے لگ رہا ہے خاص توجہ اور لگن سے تم نے ان کو آج سجایا ہے...... بہت دنوں کے بعد پھولوں کی مہک متاثر کر رہی ہے......"

راجہ کے اس تجزیے نے اسے بوکھلا دیا...... کئی رنگ اس کے چہرے پر آئے اور چلے گئے...... وہ اندر سے ایک دم ڈرنے لگی یوں جیسے چور اچانک چوری کر کے پکڑے جانے پر پہلے سے ہی ڈر رہا ہو آج وہ جتنی مسرور ہو رہی تھی اتنی ہی ڈر سی گئی...... عجیب سا خوف چھانے لگا...... وہ پریشان سی ہوگئی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی...... وہ کچھ ایسا مزید نہیں کہنا چاہتی تھی جو اسے اور مشکوک بنا دے...... وہ خاموشی سے راجہ کی طرف دیکھنے لگی۔

"رانی یوں لگتا ہے جیسے تمہارے ہاتھوں میں اب بہت مہارت اور سلیقہ آتا جا رہا ہے...... تم پہلے بھی لاجواب تھیں اور اب بھی بے مثال...... اس گلدستے کو دیکھ کر مجھے تم پر بہت پیار آ رہا ہے...... نجانے کیوں"

وہ خاموشی سے سنتی رہی اور کچھ نہ بولی...... محبت کے چند پائیدار لمحوں کا اثر کتنا

خوش کن، مؤثر اور سحر انگیز ہوتا ہے...... وہ اس کو کیسے بتاتی کہ یہ پھول محبت کی وادی سے ان خاص لمحوں میں توڑے گئے تھے جب کائنات ہر طرف مسکرا رہی تھی...... جب ہر طرف اندر باہر ایک جیسی ہم آہنگی تھی...... جب نظر...... ہاتھ...... اور سوچ میں محبت رچ بس گئی تھی...... وہ اس کو کیسے سمجھاتی...... کہ جو وہ سوچ رہا ہے...... ایسی بات نہیں...... بات تو کچھ اور تھی...... سمجھنے کی...... لیکن وہ اس کو بتا نہ سکی...... بس پریشان سی سوچتی ہی رہی...... اور اس کو دیکھتی رہی۔ اس نے اس کے نازک ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور گلدستہ اس کے ہاتھوں میں تھما کر دونوں کو پیار کرنے لگا...... رانی پریشان ہو کر بدکنے لگی...... یہ تعریف تو کسی اور کا حق ہے...... وہ اس کی حقدار نہیں...... وہ اٹھ کر جانے لگی......

"کہاں جا رہی ہو......؟"

"تمہارے لئے کھانے کو کچھ لینے...... کیا تمہیں بھوک نہیں لگ رہی......؟"

"تمہاری سنگت میں مجھے کبھی بھوک نہیں لگتی......"

"لیکن پھر بھی...... مجھے جانے دو...... اس نے التجائیہ انداز میں کہا تو راجہ حیران رہ گیا اور اس کے ہاتھ چھوڑ دیئے...... وہ جلدی سے باہر نکل آئی اور اس نے کھلے آسمان تلے گہری گہری سانسیں لیں...... یوں جیسے کسی بھنور سے آزاد ہو کر نکلی ہو۔ وہ خود اپنی اس حرکت پر نادم بھی تھی اور حیران بھی...... اسے راجہ کی محبت کا جواب اس طرح نہیں دینا چاہیئے تھا...... راجہ کے دل میں ضرور کوئی کھٹکا پیدا ہوگا...... وہ ضرور اس سے بدگمان ہوا ہوگا...... اصل میں تو وہ محبت راجہ سے کرتی ہے...... لیکن اب دن بدن وہ اس کی چاہت کا محور کیوں نہیں بن رہا حالات کس تیزی سے بدل رہے ہیں۔ اس کے جذبوں میں کمی کیوں آ رہی ہے...... اب تو وہ اس کو واپس جانے کا بھی نہیں کہہ سکتی...... اب وہ راجہ کا مہمان ہے...... اور اس نے خود بھی تو اس کو روکا تھا...... اب وہ اسے کس طرح کہے...... ہاں انتظار کرنا پڑے گا جب تک راجہ اسے جانے کیلئے نہیں کہتا۔

راجہ کی ساری خوشی اور مسرت غائب ہو چکی تھی جو اس نے گلدستہ دیکھ کر ظاہر کی تھی، رانی نے پہلی دفعہ اس کے ساتھ یوں کیا تھا...... اسے اس کی لمحہ بہ لمحہ بدلتی طبیعت دن بدن تشویش میں مبتلا کر رہی تھی۔ وہ افسردگی سے اٹھا اور اس کی طرف چل دیا۔ گلفام تو بہت خوش تھا اور ادھر ادھر گھوم پھر رہا تھا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

راجہ کو افسردہ دیکھ کر وہ پریشان سا ہو گیا۔

"کیا ہوا راجہ...... تم پریشان کیوں لگ رہے ہو؟"

"گلفام...... تم میرے دوست ہو نا"

"ہاں...... کیوں نہیں۔"

"میں تم سے دل کی بات کر سکتا ہوں نا...... جو رانی سے نہیں"

"ہاں...... تم گھبراؤ نہیں...... کیا بات ہے......؟"

"گلفام مجھے یوں محسوس ہونے لگا ہے جیسے رانی کے دل میں میری محبت کم ہو رہی ہے...... اب میری وہ حیثیت نہیں جو کبھی پہلے تھی...... مجھے یہ خیال...... یہ سوچ بہت دکھ دیتی ہے"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے...... ہو سکتا ہے یہ تمہارا وہم ہی ہو"

"ہاں...... ممکن ہے"

"لیکن میرے دل میں یہ بدگمانی نجانے کہاں سے پیدا ہو گئی ہے"

"راجہ...... اپنے دل کو ہر طرح کے غلط خیالات اور بدگمانیوں سے پاک کر دو...... ورنہ تم دونوں جدا ہو جاؤ گے"

"خدا کرے وہ دن نہ آئے......" وہ زیر لب بڑبڑایا۔

"مجھے تم بتاؤ تم اتنے پریشان کیوں ہو......؟"

"گلفام میں جب بھی اس کی طرف محبت کا ہاتھ بڑھاتا ہوں تو وہ جھٹک دیتی ہے پھر میں احساس ندامت سے دوچار ہو جاتا ہوں...... اس لمحے مجھے شدید دھچکا سا لگتا ہے...... میں جو اسے جی جان سے محبت کرتا ہوں...... اگر وہ اس طرح کرتی ہے تو مجھے دکھ سا ہوتا ہے......"

"تو کیا تم نے اس سے بات کی......؟"

"ایک دو دفعہ کی...... تو وہ ناراض ہو گئی۔ اب میں نے کسی بات کو دہرانا چھوڑ دیا ہے۔ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں شاید محبت میں آزمائش کا مرحلہ ضرور آتا ہے...... لیکن میں تو پہلے ہی شدید آزمائش سے گزر چکا ہوں کیا ابھی یہ آزمائش باقی تھی...... گلفام اگر یہ آزمائش ہے تو بہت تکلیف دہ ہے...... یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آپ کے وجود کا کوئی حصہ آہستہ آہستہ مفلوج

ہوتا جا رہا ہے لیکن کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا کتنی قابل رحم حالت ہوتی ہے...... انسان کتنا تلملاتا ہے...... روتا ہے...... سسکتا ہے...... مگر کچھ نہیں کر سکتا...... بتاؤ گلفام میں کیا کروں...... وہ میری بات ہی نہیں سمجھتی...... وہ مجھ سے فرار چاہنے لگی ہے...... مجھے اس کی آنکھوں میں چاہت کے بجائے اجنبیت سی محسوس ہونے لگی ہے...... کہتے ہیں ہر گزرتے دن کے ساتھ محبت کا پودا تناور ہوتا جاتا ہے لیکن اب مجھے محسوس ہونے لگا ہے جیسے یہ پودا تناور ہوا ہی نہیں تھا...... اس کی تو کوئی بنیاد ہی نہیں تھی...... اس کی تو شاید آبیاری ہی نہیں ہوئی...... محبت کا پانی اس کو چھوا ہی نہیں گلفام بتاؤ میں کدھر جاؤں...... رانی ایسا کیوں کرنے لگی ہے"

"راجہ تم فکر نہیں کرو...... وہ ٹھیک ہو جائے گی...... تم اسے سمجھاؤ...... اگر نہیں سمجھتی تو چند دنوں کے لئے اسے اس کے حال پر چھوڑ دو شاید وہ تنہائی چاہتی ہو...... پھر اس کے پاس جانا ہو سکتا ہے تب وہ بدل چکی ہو......"

راجہ کو یہ بات دل کو لگی، اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی راہ مل گئی ہو تو وہ ضرور اسی طرح کرے گا...... راجہ خود عقلمند تھا مگر مشکل میں کبھی کبھی انسان دیواروں سے بھی رائے لینے پر مجبور ہو جاتا ہے وہ اس کی بات پر بہت خوش ہوا۔

"گلفام...... میں ایسے کر کے دیکھتا ہوں...... خدا کرے وہ ٹھیک ہو جائے ورنہ میں جی نہ سکوں گا......"

"فکر نہیں کرو...... وہ ٹھیک ہو جائے گی......" اس نے اسے امید دلائی۔

راجہ کی آنکھیں چمکیں...... اس کا دل خوش ہوا...... اور وہ اس کی باتوں کو ذہن میں بٹھائے لوٹ آیا۔

رانی ٹوکری میں پھلوں کو سجائے اس کا انتظار کر رہی تھی...... وہ اپنے رویے پر نادم تھی شاید اس لئے اب اس کو مطمئن کرنا چاہتی تھی......

"آؤ...... راجہ میں تمہارا انتظار کر رہی تھی......"

"کیوں......؟"

"مجھے بھوک لگ رہی تھی"

"تو تم کچھ کھا لیتیں......"

"تمہارے بغیر...... کیا میں نے پہلے کبھی کچھ کھایا ہے......"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"ہاں...... ایسا تو کبھی نہیں ہوا......"

وہ پھل کاٹ کر اس کے آگے رکھنے لگی...... وہ اس کا چہرہ غور سے دیکھ رہا تھا...... پچھلی کسی تلخ بات کا شائبہ تک نہ تھا۔ وہ مطمئن اور خوش نظر آ رہی تھی...... راجہ پھر خوش ہو گیا اور سب کچھ بھول بھال کر اسے محبت سے دیکھنے لگا......

"تم کتنی اچھی ہو...... مگر لمحے میں کیوں بدل جاتی ہو"

اس نے دل میں سوچا اور آہستہ آہستہ کھاتا رہا۔

"راجہ کیا سوچ رہے ہو......؟" رانی نے بالآخر اسے خاموش دیکھ کر پوچھا۔

"کچھ نہیں...... کوئی خاص بات نہیں...... اور ویسے بھی تمہاری سنگت میں سوچنے کو بھلا کیا رہ جاتا ہے"

رانی نے کھل کر قہقہہ لگایا اور ہنستی رہی۔

کئی دنوں کے بعد افسردگی کے بادل چھٹے تھے اور وہ ماہتاب کی طرح مسکرا رہی تھی۔

"رانی کیا تم مجھے سمجھتی ہو......؟"

"کیا مطلب......؟"

"میرا مطلب ہے میں جو کہتا ہوں تم اس پر یقین رکھتی ہو اور اس کو سمجھتی ہو......؟"

"ہاں...... کیوں نہیں" وہ وثوق سے بولی۔

تو تم میری باتوں پر افسردہ کیوں ہو جاتی ہو...... میں ایسا تو کبھی نہیں کہتا جو تم سمجھ کر خفا ہو جاتی ہو......"

"نہیں ایسی تو بات نہیں"

"پھر کیا بات ہے...... آج وہ بات تم کھل کر مجھے بتاؤ...... تمہارا کیا مسئلہ ہے......؟"

"راجہ مجھے خود سمجھ نہیں آتا...... مجھے کبھی کبھی محسوس ہوتا ہے میں تم سے دور ہوتی جا رہی ہوں......"

کیا تم بھی یہی محسوس کرتی ہو اور مجھے بھی یہ سوچ جینے نہیں دیتی...... مجھے بھی ہر وقت یہی کھٹکا لگا رہتا ہے جیسے تم ابھی کہیں چلی جاؤ گی مجھے چھوڑ کر......"

"کہاں......؟"

"معلوم نہیں...... لیکن یہ خوف آہستہ آہستہ میرے دل میں جڑ پکڑتا جا رہا ہے"

"راجہ یقین کرو...... میں کہیں نہیں جا رہی...... میں تمہارے سنگ یہاں آئی تھی اور تمہارے سنگ ہی جاؤں گی...... کیا تم کو مجھ پر یقین نہیں...... بھروسہ نہیں...... یا پھر اعتماد نہیں رہا......"

"سب کچھ ہے...... لیکن خدشہ، اندیشہ بھی جڑ پکڑتا جا رہا ہے"

دونوں خاموش ہو گئے...... نجانے کتنی دیر یہ خاموشی چھائی رہی...... رانی گھٹنوں میں سر دیے کسی گہری سوچ میں کھوئی ہوئی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو......؟"

اس نے جواب نہ دیا

"بولو...... جواب دو کیا سوچ رہی ہو......؟"

رانی نے آنکھیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا...... اور موٹے موٹے آنسو اس کی آنکھوں سے گر پڑے۔

"رانی یہ کیا...... تم کیوں رو رہی ہو...... میں پہلی بار یہ آنسو دیکھ رہا ہوں...... اتنے عرصے کے بعد...... تم نے تو وعدہ کیا تھا...... تم کبھی نہیں روؤ گی تو آج تم اتنی مایوس اور غمزدہ ہو گئی ہو...... کہ تم آج آنسو بہانے پر مجبور ہو گئی ہو...... کیا تمہیں واقعی شدید دکھ ہوا ہے...... دیکھو رانی...... میں تمہاری آنکھ میں آنسو نہیں دیکھ سکتا...... میرا دل کٹنے لگتا ہے" اور اس نے اس کی آنکھوں کو اپنے ہاتھوں سے پونچھ ڈالا اور ان پر اپنے لب رکھ دیئے۔

رانی سسکنے لگی...... شاید آج اس کے سارے پھپھولے پھٹ گئے تھے اور رس رہے تھے...... آج برکھا رت بہت دنوں کے بعد کھل کر برس رہی تھی...... وہ چھم چھم روتی رہی اور وہ اسے چپ کراتا رہا اور اسے سہلاتا رہا۔

نجانے کب وہ وہیں سو گئی...... راجہ اسے اٹھا کر پلنگ پر لٹا آیا اور خود باہر آ کر بیٹھ گیا...... رات گہری ہو رہی تھی مگر اس کا سونے کو بالکل دل نہیں چاہ رہا تھا...... اسے زیادہ افسوس اور دکھ تھا تو ایک بات کا...... کہ رانی نے بھی اس بات کو محسوس کیا تھا جو اس نے...... رانی کا دل بھی جس بات سے ڈر رہا تھا...... اس کا بھی اسی سے...... اس کا مطلب ہے کہ دونوں واقعی ایک دوسرے سے دور ہوتے جا رہے ہیں...... دونوں کے درمیان کوئی دراڑ حائل

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہو رہی ہے...... اور وہ کہاں سے پیدا ہوئی...... وہ پھر پریشان ہونے لگا تو اٹھ کر گلفام کی طرف چل دیا......

وہ سو رہا تھا...... اور چاند کی کرنیں اردگرد پھیلی اس کے چہرے کو اور حسین بنا رہی تھیں...... راجہ کتنی دیر اس کو دیکھتا رہا وہ کتنا خوبصورت لگ رہا تھا اس کو اس پر پیار آنے لگا آگے بڑھ کر اس نے اپنے لب اس کی پیشانی پر رکھ دیئے...... گلفام خوفزدہ ہو کر اٹھا بیٹھا۔

"راجہ تم...... یہاں اس وقت؟"

"ہاں...... میں پریشان تھا اس لئے اپنے دوست کی طرف چلا آیا...... تم بہت خوبصورت لگ رہے تھے......"

"لیکن تم کیوں پریشان ہو...... اتنے پریشان کہ اس وقت چلے آئے اور رانی کہاں ہے......؟"

"وہ گھر میں ہی سو رہی ہے...... گلفام میں ایک بات پر پریشان ہوں...... جس بات سے میرا دل ڈر رہا ہے اور جو میرے دل میں کھٹکے اور اندیشے پیدا کر رہی ہے...... وہی رانی کے دل میں بھی ہے......"

"کیا......؟"

"ہم دونوں محسوس کر رہے ہیں کہ ہم دن بدن ایک دوسرے سے دور ہوتے جا رہے ہیں...... جیسے ایک دوسرے سے جدا ہو رہے ہوں اور اگر اسی طرح ہم دونوں سوچتے رہے تو ایک دن ضرور ہم جدا ہو جائیں گے...... گلفام سوچو وہ دن کتنا قیامت خیز ہوگا...... کاش وہ دن نہ آئے...... کاش وہ دن نہ آئے......"

"راجہ وہ دن کبھی نہیں آئے گا...... بے فکر رہو...... اور اچھی بات سوچو...... میرا باپ ہمیشہ کہا کرتا تھا...... اچھی باتیں سوچنے سے دل اور دماغ دونوں خوش رہتے ہیں جیسے ہی غلط سوچو گے تو دل وسوسوں میں بھر جائے گا اور پھر آہستہ آہستہ جسم بیمار ہونا شروع ہو جائے گا۔ راجہ تم ساری غلط سوچوں کو ذہن سے نکال دو...... تم لوگ کبھی نہیں جدا ہو گے...... اور تم تو جانتے ہو...... رانی کتنے دن سے بیمار رہی ہے اس لئے اس کی سوچ ایسی ہو گئی ہے بیمار آدمی اکثر ایسی باتیں سوچتا ہے کہ وہ مر رہا ہے اور اگر اسے موت نہیں آئی تو یقیناً آ جائے گی...... اپنی سوچ کو رانی کی سوچ سے مت ملاؤ...... یہ سب رانی کی سوچ کا ردعمل ہے جو تمہیں ایسا

سوچنے پر مجبور کرتی ہے"

راجہ اس کی بات سن کر پھر مطمئن ہو گیا اور مسکرانے لگا......

"تم کتنے اچھے دوست اور مہربان ہو...... اگر اس وقت تم نہ ہوتے تو میں کتنا ٹوٹ چکا ہوتا...... تم میرے لئے قدرت کا تحفہ ہو......" وہ والہانہ اس کا ہاتھ چومنے لگا پھر وہ مطمئن ہو کر لوٹ گیا لیکن گلفام ساری رات پریشان رہا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے وہ ان لوگوں کے درمیان دن بدن پھنستا ہی چلا جا رہا تھا کبھی ایک کو سمجھاتا تو کبھی دوسرے کو...... وہ اندر ہی اندر اب اپنے آپ کو مجرم محسوس کرنے لگ تھا اس نے یہاں رہ کر سنگین غلطی کی تھی...... اب وہ جانا چاہتا لیکن دونوں اس کے راستے میں حائل تھے۔ ان دونوں کے درمیان وہ پس کر رہ گیا تھا۔ ہر وقت سوچیں ذہن پر حاوی ہونے لگی تھیں اور ان سوچوں نے بہت ساری حقیقتیں اس پر عیاں کرنا شروع کر دی تھیں...... دن بدن وہ سمجھدار ہوتا جا رہا تھا اور ہر لمحہ گہری سوچوں نے اس کے چہرے پر سنجیدگی بھی مسلط کرنی شروع کر دی تھی۔

ہر روز کی طرح رانی آئی...... وہ چپ چاپ اس کی باتیں سنتا رہتا دونوں کے درمیان پیدا ہونے والے کشیدگی کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا...... کبھی وہ سمجھتی تو ہوں، ہاں کرتی...... اگر نہ سمجھنے پر آتی تو اٹھ کر چلی جاتی...... وہ وہاں کی یکسانیت سے بھی دن بدن متنفر ہونے لگا تھا...... وہ واپس جانا چاہتا تھا...... مگر ان دونوں کو ناراض کر کے نہیں...... اس کی ذات نے ارتقاء کے کئی مراحل خاموشی سے طے کر لئے تھے اب وہ اپنے آپ کو اس قابل سمجھنے لگا تھا کہ باہر کی دنیا کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کرے اور پھر حقیقتوں کا سامنا کرے...... باپ کی کہی ہوئی باتیں نازک آبگینوں کی طرح اس نے سنبھال کر اپنے دل میں سما رکھی تھیں...... ہر روز وہ چادر نکالتا اس کو اوڑھتا اور اپنے منصب کو یاد کرتا...... دن بدن اس کی حقیقت بھی سامنے آنے لگی تھی...... اس کو زندگی کا مفہوم سمجھ آنے لگا تھا...... ذات کی حقیقت سے آشنائی ہونے لگی تھی...... عشق و محبت کے اسرار اور رموز کھلنے لگے تھے...... محبت کے تقاضے...... اور اس کی سربلندی کا عقدہ کھلنے لگا تھا وہ کیا تھا...... اس کی حقیقت کیا تھی...... اور اس کو کدھر جانا تھا...... اس کی منزل کہاں تھی...... سب اس کے شعور میں محفوظ ہو گیا تھا۔

راجہ اس کی بتائی ہوئی ترکیب پر عمل کر رہا تھا...... سنجیدگی اس کی ذات کا خاصہ بن گئی تھی...... وہ رانی کا مزاج دیکھ کر بات کرتا...... محبت کی باتیں تو اب ماضی کا قصہ ہو چکی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تھیں۔ شاید انہیں اب محبت کی ضرورت نہ رہی تھی زندگی ایک اور نئے دور میں داخل ہو رہی تھی...... جہاں محبت زندگی ایک اور نئے دور میں داخل ہو رہی تھی...... جہاں محبت سے زیادہ سوچ بچار کی ضرورت ہوتی ہے...... یوں لگتا تھا بچپن کی سہانی یادوں اور اٹھکیلیوں کے ساتھ ساتھ جوانی کی محبت بھی رخصت ہوگئی اور ہر گزرتے دن کے ساتھ متانت کی اک نئی چھاپ ان کے چہروں اور دل و دماغ پر لگ رہی ہو...... شاید رانی بھی ظاہراً اب محبت کی طالب نہیں رہی تھی...... یا پھر دل کے نہاں خانوں میں وہ اس کی متمنی ہو...... لیکن اب اس کی محبت کا پیمانہ بدل چکا تھا...... وہ کیا چاہتی تھی...... اس کے تقاضے کیا تھے شاید وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔ اسے بھی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی ذات بٹ گئی ہو آفتاب اور ماہتاب کے درمیان...... دونوں ہی قوی تھے مگر وہ کس کا ساتھ دے...... اس کا ذہن دن بدن انتشار کی طرف گامزن تھا۔ وہ ضروری نہ سمجھتی کہ راجہ کی ہر بات کا جواب دیا جائے...... وہ ہوں ہاں میں جواب دیتی تو وہ بھی نہ مچلتا...... اس کو دیکھتا...... سوچتا اور اندر ہی اندر کڑھتا...... دل کو مسلتا ہوا اٹھ کر باہر چلا جاتا...... سنجیدگی کے اس ماحول نے گرد و پیش کو بھی سنجیدہ بنا دیا تھا...... وہ پھول جو پہلے کھلتے تھے...... جن کی نازک اور شگفتہ پنکھڑیوں پر شبنم مسکراتی ہوئی استقبال کرتی تھی اب مرجھائی کلیوں...... پر آنسو سے لگتے ہوئے رات کا دکھ بیان کرتے۔

آبشار کا چھلکتا مترنم پانی اب ہر دم یاسیت کی کہانی سناتا...... ہر طرف لہراتی بل کھاتی...... مست ہوا اب کوئی نغمہ نہ سناتی کوئی حسین پیغام نہ دیتی...... کچھ بھی کہتی...... بس آہیں بھرتی گزر جاتی...... پتوں کی پھڑ پھڑاہٹ میں بے کراں دلوں کی آوازیں تھیں...... رس بھرے خوشنما پھلوں میں نجانے کڑواہٹ کہاں سے آنے لگی تھی...... ان کی خوشنمائی دن بدن پھیکی کا شکار ہو رہی تھی...... کوئی بھی مسرور نہ تھا...... ہر کوئی پریشان تھا...... وسوسوں کے ہاتھوں جذبوں کے ہاتھوں...... کسی کو کچھ میسر نہ آ رہا تھا۔ رانی اس سے شکوہ نہ کرتی کہ وہ دن بدن اس سے دور ہو رہا ہے...... نہ راجہ اس سے اس کی بے رخی کی شکایت کرتا...... اور نہ گلفام ان کی بے اعتنائی کا کوئی جواز پیش کر سکتا...... ہر کوئی اپنی اپنی ذات میں بند ہونے لگا۔ معمول وہی تھا جو ہر روز ہوتا تھا...... ہر روز وہ اس کے لئے رنگ برنگے پھولوں کا گلدستہ بناتی وہ ہر روز ان کو ہاتھ میں لیتا، سونگھتا اور پھر رکھ دیتا...... نہ وہ کچھ کہتا...... نہ وہ کچھ سننے کی تمنا کرتی...... وہ ہر روز باغ میں جاتے...... جیسے چپ چاپ ندیا کے دو دھارے جس خاموشی سے

سنگ سنگ چلتے اسی خاموشی سے لوٹ آتے...... وہ ہر روز اس کے لئے پھل توڑ کر لاتا...... وہ کھانا بناتی...... لذیذ مشروب تیار کرتی...... مل کر دونوں کھاتے...... اور پھر تاریک راتوں میں کھلے آسمان تلے بیٹھے چاند، ستاروں کی کہانی سنتے، اپنی سناتے اور پھر سو جاتے...... وہ ہر روز گلفام سے ملنے جاتا...... اپنے دل کی داستان اسے سناتا...... دونوں کتنی دیر باتیں کرتے اور پھر وہ لوٹ آتا...... موقع پا کر رانی جاتی اس کی باتیں خاموشی سے سنتی...... وہ اس کو سمجھاتا وہ خاموشی سے سنتی رہتی...... پھر اٹھ کر آ جاتی کتنے ہی دن گزر گئے تھے یہ سلسلہ چلتا ہی جا رہا تھا۔

"گلفام...... مجھے لگ رہا ہے...... دن بدن بڑھتی ہوئی یہ تاریکی...... اور یہ فاصلہ...... ہمیں اب دور لے ہی جائے گا...... رانی کا دل اب اس کے قابو میں نہیں رہا...... وہ ہر وقت کسی گہری سوچ میں ڈوبی رہتی ہے...... وہ میرے پاس بیٹھی ہوتی ہے...... مگر اس کا دل کہیں اور ہوتا ہے......"

"تمہیں کیسے پتا چلا......؟"

"مجھے بارہا یہ محسوس ہوا ہے...... وہ میرے پاس ہوتے ہوئے بھی وہاں نہیں ہوتی...... اب تو یوں لگتا ہے صرف چند دنوں کی بات ہے......"

"نہیں راجہ ایسے مت کہو......"

"گلفام جو تم نے کہا تھا...... اس سے تو وہ اور دور ہو گئی ہے"

"راجہ مجھے غلط مت سمجھنا...... وہ میری سوچ تھی میں نے سوچا تھا کہ حالات ضرور بدل جائیں گے"

"گلفام مجھے تم سے تو کوئی شکوہ نہیں...... تم پر تو میں اپنی ذات سے زیادہ اعتبار کرنے لگا ہوں...... مجھے یوں محسوس ہونے لگا ہے جیسے تم میری ذات کا میرے وجود کا حصہ بنتے جا رہے ہو......"

"راجہ میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں"

"ہاں بولو...... کیا بات ہے؟"

"راجہ میں واپس جانا چاہتا ہوں...... اب میں سمجھتا ہوں مجھے مزید یہاں نہیں رکنا چاہئے......"

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

''گلفام...... کیا تم واقعی جانا چاہتے ہو؟''

''ہاں...... میرا تو یہی خیال ہے''

گلفام...... کیا اپنے دوست کو مصیبت میں تنہا چھوڑ کر چلے جاؤ گے...... تم جانتے ہو کہ اب رانی وہ نہیں رہی...... میں اس سے کوئی بات نہیں کر سکتا...... میں ہر بات تم سے کرتا ہوں تو مجھے سکون ملتا ہے تو کیا اب تم مجھ سے اکتا گئے ہو''

''نہیں راجہ ایسی بات نہیں''

''تو پھر کیا بات ہے......''

''کچھ نہیں......''

''تو وعدہ کرو...... مجھے تنہا چھوڑ کر نہیں جاؤ گے'' اس نے اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر دبایا۔

وہ بے بسی سے اس کی طرح دیکھتا رہا...... بہت کچھ کہنا چاہتا تھا مگر ایک لفظ بھی نہ کہہ سکا بس دیکھتا رہا۔

انسان بھی بعض اوقات کتنا مجبور ہو جاتا ہے اس کے پاس ہزاروں وجوہات اور جواز ہوتے ہیں...... وہ کتنی لمبی تمہید باندھ سکتا ہے...... دل میں اٹھنے والے جذبات کو اور ذہن میں ابھرنے والی سوچوں کو کیا نام دے سکتا ہے ہر اٹھنے والے سوال کا تسلی بخش جواب اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے لیکن زندگی میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے سامنے وہ نظریں نہیں اٹھا سکتا...... ہر بات کا صرف خاموشی سے جواب دیتا ہے...... کبھی عقیدت میں تو کبھی احترام میں...... ہر طرح سے مارا جاتا ہے...... وہ اس سے محبت کرتا تھا اور اس کا بھرم نہیں توڑنا چاہتا تھا...... اس کی محبتوں، عنایتوں اور شفیق جذبوں کو یوں نہ لوٹانا چاہتا تھا۔ ان سب کا منفی میں جواب دے کر اس کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتا تھا بس چپ رہا اور دیکھتا رہا راجہ کی آنکھوں سے مارے تشکر کے آنسو بہہ نکلے...... جنہیں گلفام نے خاموشی سے اپنی چادر کے پلو سے پونچھ ڈالا...... راجہ بنا کچھ کہے چلا گیا...... اس نے اس کے دل کو ٹوٹنے سے بچا لیا تھا مگر خود اس کی ذات کتنی کرچی کرچی ہو گئی تھی...... وہ ان کے گھروندے کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ سمجھ نہیں رہا تھا...... اس نے تو اس کو اتنی اجازت بھی نہ دی تھی کہ وہ اس کی سوچوں کو الفاظ کا جامہ پہنا سکتا...... راجہ کے جانے کے بعد وہ پریشانی میں ادھر ادھر گھومتا رہا۔ تھک کر

چار پائی پر لیٹ گیا وہ سونا چاہتا تھا مگر نہ تو نیند تھی اور نہ ہی سکون...... اگر وہ بٹ رہے تھے تو وہ بھی تقسیم ہو رہا تھا...... مروت میں...... لحاظ میں اور اب اسے کیا کرنا تھا وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

صبح کا اجالا نیا دن اور نیا پیغام لایا۔ رانی آئی۔ بکھری بکھری سونی آنکھیں لئے۔ پہلے ہمیشہ اس کے بال بڑے قرینے سے سجے ہوتے تھے آج گھنی سیاہ گھٹائیں یونہی بے ترتیبی سے جھول رہی تھیں بے ترتیب لباس پراگندہ ذہن کی عکاسی کر رہا تھا۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے آنکھوں کی رعنائی کو نگل گئے تھے۔ سرخ و سفید رنگت کی جگہ زرد ملگجی سی رنگت نے چہرے کے سارے حسن کو پھیکا کر دیا تھا آج وہ کئی دنوں کے بعد آئی تھی اور یوں بکھری بکھری...... آنکھوں میں سرخ گلابی ڈورے عکاسی کر رہے تھے اس کی شب بیداریوں کی۔

''رانی...... تم نے کیا حالت بنا رکھی ہے......؟'' اسے دیکھ کر افسوس ہوا۔

''کیوں کیا ہوا......؟'' وہ چونکی۔

''کیا تمہیں واقعی احساس نہیں...... کہ تم کتنی بدل چکی ہو''

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے......؟''

رانی اس سے بہت فرق پڑتا ہے تم کیوں نہیں سمجھتیں''

''کس کو......؟ اس نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔

''راجہ کو......؟''

''اور...... اور کسی کو نہیں؟''

''اور...... مجھ کو بھی......''

''تم اپنی ذات کو ہمیشہ پیچھے کیوں رکھتے ہو...... کیا تم میں اعتماد نہیں۔

''میرا یہ مقام نہیں......''

''تو پھر چلے جاؤ یہاں سے...... یہاں تمہارا کوئی کام نہیں''

گلفام نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

''کیا تم واقعی یہی چاہتی ہو کہ مجھے یہاں سے چلے جانا چاہئے......؟''

''ہاں......''

''کب......؟''

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

''اسی وقت......''

''لیکن میں جا نہیں سکتا...... کیونکہ میں نے راجہ سے وعدہ کیا ہے میں اس کو تنہا چھوڑ کر نہیں جاؤں گا''

''وہ تنہا نہیں ہے......''

''یہ اس کا کہنا ہے...... میں نہیں جانتا کہ واقعی تنہائی محسوس کر رہا ہے یا نہیں''

''یہ ہمارا مسئلہ ہے...... تم چلے جاؤ یہاں سے......''

میں تمہارے پاؤں پڑتی ہوں......'' وہ اس کے قدموں میں جھک گئی۔

''رانی اٹھو تم کیا کر رہی ہو...... تمہارا یہ مقام نہیں''

''گلفام اب میرا کوئی مقام نہیں...... میں بہت بے بس، مجبور عورت ہوں......''

''یہ بے بسی تمہاری اپنی طاری کردہ ہے...... ورنہ......''

''کیا تم بھی یہی محسوس کرتے ہو......؟''

''نہیں اب میں سب جاننے لگا ہوں...... مگر...... کچھ نہیں''

''گلفام تمہیں پتا ہے پرانے وقتوں میں دو انسان اکٹھے جڑے ہوتے تھے دھڑ تک...... ایک طرف مرد اور دوسری طرف عورت...... بہت کم مرد، مرد اور عورت، عورت ہوتے تھے پھر آرے سے ان کو علیحدہ کر دیا گیا تب سے مرد اپنی اس بچھڑی عورت کی تلاش میں ہے جو مرد میں خوبیاں، خامیاں ہوتی ہیں وہ اپنے لئے ایسی عورت تلاش کرتا ہے جس میں وہی خوبیاں اور خامیاں ہوں...... اور جو مرد، مرد تھے اور عورت تھے وہ اپنے ہم جنس کی تلاش میں ہیں...... ساری زندگی تلاش کا سفر جاری رہتا ہے...... اگر تو آغاز میں کسی مرد کو اپنے جیسی عورت مل جائے تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر نہ ملے تو بے اطمینانی......'' وہ کہہ کر خاموش ہو گئی اور گہری نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔

گلفام خاموشی سے سنتا رہا اور پھر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''تم کیا سمجھانا چاہتی ہو......؟''

''وہی جو تم سمجھ رہے ہو......''

''کچھ بھی نہیں ہو سکتا...... سوائے چپ سادھنے کے''

''یوں لمحہ لمحہ مر کر نہیں جیا جاتا''

''اور جو تم سے وابستہ ہے''

''وہی تو نظر میں ہے ورنہ کب کی......؟''

''کیا......؟''

کچھ نہیں......''

''یہ ادھورے جملے...... تمہاری ادھوری سوچیں ہیں''

''جانتی ہوں...... جو کبھی مکمل نہیں ہوں گی...... اور نہ ادھورے جملے کبھی مکمل ہوں گے''

''جب تم سب جانتی ہو تو پھر یہ بے بسی کیسی۔''

''میں اپنے جذبوں پر قادر نہیں...... ہر لمحہ ایک نئی سوچ کے ساتھ نیا جذبہ سر اٹھاتا ہے جن کو عملی طور پر کوئی مفہوم نہیں دے سکتی...... اور پھر مجھے ان کو ادھورا چھوڑنا ہے......''

''تم راجہ کو کیوں ادھورا کر رہی ہو...... خود تو عذاب میں مبتلا ہو لیکن اس کو کیوں آزما رہی ہو...... رانی اس کا تو کوئی قصور نہیں...... اس کو مت آزماؤ...... وہ بہت اچھا انسان ہے...... تم اس کی گنہگار ہو رہی ہو......''

''سب جانتی ہوں...... لیکن میں کیا کروں...... میں جس عذاب سے گزر رہی ہوں...... کیا میں اس کی ذمہ دار ہوں۔ اس کے ذمہ دار صرف تم ہو...... میں جانتی ہوں راجہ بالکل بے قصور ہے...... لیکن میں اس کے لئے کیا کروں...... پہلے سا دل کہاں سے لاؤں...... میں نے تمہیں کہا نا اب میں بے بس ہو گئی ہوں...... اب میں کیڑا لگا پودا ہوں دوسروں کو کیا شادابی دوں...... میری جڑوں میں زہر حلول کر گیا ہے دوسروں کو امرت کہاں سے پلاؤں میں۔ لمحہ بہ لمحہ جل رہی ہوں جس آگ میں...... اس کو بھی تو تپش پہنچے گی نا...... میرا زہر اس پر بھی تو اثر کرے گا نا......''

رانی کیا تم واقعی اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتی''

''میں کچھ نہیں کہہ سکتی...... میں اپنے آپ سے لڑ لڑ کر تھک گئی ہوں...... اب تو یوں لگتا ہے جیسے یہ کھوکھلا وجود ہے تم بتاؤ کھوکھلے وجود سے محبت کی خوشبو اور شیریں کہاں سے آئے گی......''

''ہمیں اس کے لئے کچھ کرنا چاہئے''

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"تم نے تو کرلیا ہے تم نے تو اس سے وعدہ کرلیا ہے لیکن میں کیا وعدہ کروں جبکہ مجھے خود اپنے آپ پر اعتبار نہیں رہا"

"گلفام اس کی طرف دیکھنے لگا......اور دیکھتا ہی رہا"

"تم یہاں نہ آیا کرو......"

"تو پھر کہاں جاؤں......؟"

"معلوم نہیں......؟"

"ہر راندہ اپنی درگاہ پر تو جاتا ہے نا......"

گلفام منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔

"رانی تم مجھے بتاؤ...... میں یہاں اتفاقاً آیا......لیکن میرا کیا قصور ہے کہ میں تم دونوں کے درمیان بٹ رہا ہوں......میری ذات ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے......میں اندر ہی اندر اپنے آپ کو کتنا مجبور تصور کرتا ہوں...... مجھے کس کے کیے کی سزا مل رہی ہے" وہ قدرے تلخی سے بولا۔

"اور اگر یہی میں پوچھوں...... میں نے بھی کوئی گناہ نہیں کیا تم خود ادھر آئے تھے......میں تو ادھر نہیں آئی تھی...... مجھے کس کے کیے کی سزا مل رہی ہے"

گلفام اس کی بات سن کر خاموش ہو گیا۔

"کیا تم معمول کے مطابق زندگی نہیں گزار سکتی"

"کیسا معمول......اب تو شب و روز کا ہی علم نہیں......اب تو جیسے وقت ٹھہر سا گیا ہو......نہ کسی کی ذات کی اہمیت رہی ہے نہ کسی کے وجود کا احساس......تو پھر معمول کیسا"

"میرا مطلب ہے تم راجہ کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی بسر کیوں نہیں کرتیں۔"

گلفام......قسم اس ہستی کی جو ہمارے وجود کی خالق اور ہمارے اندر اٹھنے والے سب جذبوں اور سوچوں کی محرک ہے...... اب میں اس پر قادر نہیں رہی...... میں خود چاہتی ہوں......اس شخص کو جس نے میرے ساتھ زندگی اور موت قبول کی۔ جس نے مجھے ہر سکھ دینے کی کوشش کی۔ جس نے مجھے بہت محبت دی میں دل سے اس کی قدردان ہوں......لیکن میں اب اپنی سوچوں اور جذبوں کی لگام نہیں تھام سکتی...... میں اب اپنے آپ سے لڑ لڑ کر تھک گئی ہوں اب یہ سب کچھ کرنے کے لئے نیا وجود درکار ہوگا...... بالکل خالص......جس میں

کیڑا نہ لگا ہو......اور جس میں زہر نہ ہو......اس اچھے شخص کی تشفی کے لئے ہو"

"رانی تم یہاں سے چلی جاؤ اور پھر نہ آنا...... میں تمہیں بار بار کہہ رہا ہوں......" وہ سختی سے بولا۔

وہ اٹھ کھڑی ہوئی اس کی خوبصورت آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے......وہ درخت کے تنے کے ساتھ لپٹ کر رونے لگی وہ اسے دیکھتا رہا......اور پھر اس کی طرف پشت کر لی۔ نجانے کب وہ وہاں سے چلی گئی۔ ایک شکستہ وجود دوسرے کو بھی شکستہ کر گیا......ان سب باتوں کا انجام کیا ہوگا...... یقیناً کوئی اچھا نہ ہوگا......سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ پھر کیا باقی رہے گا...... اس نے اپنی نم آنکھوں کو پونچھ ڈالا اور انتظار کرنے لگا کہ کب راجہ آئے تو وہ اسے منائے اور یہاں سے چلا جائے......

دوپہر ڈھلے راجہ آیا...... پہلے وہ کبھی اس وقت نہ آیا کرتا تھا یہ وقت رانی کا ہوتا تھا اور اب کوئی بھی وقت اس کے لئے نہیں تھا......رانی وقت کی قید سے آزاد ہو چکی تھی......اب وہ فارغ ہی فارغ تھا......گلفام اس کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا بات ہے گلفام......تم مجھے دیکھ کر اٹھ کھڑے کیوں ہوئے......؟"

"راجہ آج میرا دل بہت بے چین ہے آج عجیب بے کلی سی چھائی ہے"

"کیوں خیریت تو ہے......؟"

"ہاں...... ٹھیک ہے...... نجانے کیوں؟" "کہیں ہماری یاسیت تو نہیں چھا رہی......"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں......"

"تو پھر کیا بات ہے......؟"

راجہ آؤ آبشار کی طرف چلتے ہیں......ہوسکتا ہے وہاں کے سہانے موسم اور منظر سے میرا دل کچھ مطمئن ہو جائے"

"ہاں کیوں نہیں......اب کون انتظار کرتا ہے اچھا ہے دو چار لمحے اچھے گزر جائیں خصوصاً کسی کی سنگت میں"

اس کے لہجے میں عجیب سا شکوہ تھا گلفام کو بہت افسوس سا ہوا۔

"چلو چلتے ہیں......" اور وہ دونوں اکٹھے جانے لگے......گلفام قد کاٹھ میں اس سے

www.pdfbooksfree.pk
Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کتنا بڑا لگتا تھا آج اکٹھے چلتے ہوئے دونوں نے محسوس کیا۔

''گلفام اب تو تم خوبرو جوان ہو گئے ہو...... واپس جاؤ گے تو ہر دوشیزہ جان دینے کے لئے تیار ہو گی'' راجہ نے موضوع بدلنا چاہا۔

''کیا میں واقعی ایسا ہو گیا ہوں کہ ہر کوئی جان دینے کے لئے تیار ہو جائے''

''ہاں...... تمہیں تو معلوم ہی نہیں کہ تم کیا قیامت بن چکے ہو......''

''مثلاً...... کیا خاص بات''

''بات صرف محسوس کرنے کی ہے لفظ کبھی احاطہ نہیں کر سکتے''

''راجہ محبت میں جان دینا کیا بہت آسان کام ہے......؟''

''کام آسان تو نہیں لیکن یہ آگ جن دلوں میں بھڑکتی ہے وہ بہت پر جوش اور جوان ہوتے ہیں اور اس وقت کوئی اور کام اتنا اہم نہیں لگتا جتنا کہ یہ...... محبت کی آگ بہت جھلسا دینے والی ہوتی ہے اس لئے وہ تاب نہیں لا سکتے اور بھسم ہو جاتے ہیں''

''صرف جوان یا اور کوئی بھی......''

''زیادہ تر جوان...... لیکن اور بھی کوئی...... جو کرب سہہ نہ سکے...... مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟''

''تمہاری بات سے سوال پیدا ہوا......''

''گلفام کرب کوئی بھی ہو اس کی اذیت سہنا بڑا کٹھن کام ہے......''

دونوں پھر خاموش ہو گئے اور چلتے رہے...... ارد گرد مخملیں فرش پہلے کی طرح کا ہی تھا مگر اس میں اب وہ سوندھی سوندھی مہک نہ تھی اور لہلہاتی ہوا میں بھی وہ دم نہ تھا جو پہلے تھا...... دور کہیں کوئل کوک رہی تھی...... اس کی آواز میں بہت درد تھا یوں لگ رہا تھا اس کی آواز سیدھی دل کے اندر جا کر اثر کر رہی تھی اور دونوں کی آواز ایک ہو کر پورے بدن کو اپنے حصار میں لے رہی تھی۔

''راجہ یہ آواز سن رہے ہو......''

''ہاں...... کوئل کوک رہی ہے''

''راجہ اس کی آواز میں بھی شاید کرب ہے جو اس وقت برداشت نہیں ہو پا رہا''

''ہاں...... شاید''

''تو کیا ہر مخلوق کرب سے دوچار ہوتی ہے''

''تقریباً سبھی...... کم و بیش سب...... میرا خیال ہے ہر ذی روح جو وجود رکھتی ہے شاید اپنی ذات کی وجہ سے اس سے دوچار ہوتی ہے''

''راجہ اس طرح تو دنیا میں ہر طرف کرب ہی کرب اور اذیت پھیلی ہوئی ہے''

''ہاں ایک طرح سے کہہ سکتے ہو...... ذات کا دکھ ہی بڑا تکلیف دہ ہوتا ہے''

''راجہ سب سے زیادہ اذیت کون سہتا ہے......؟''

''انسان......''

''کیوں......؟''

''جو زیادہ رتبے والا ہوتا ہے اور جس درجہ زیادہ ہوتا ہے وہ زیادہ دکھ جھیلتا ہے''

''یہ رتبہ اس نے خود تو نہیں لیا''

''اس کے خمیر میں ہی یہ سب شامل کیا گیا ہے...... اور پھر تم سمجھ جاؤ گے کہ منصب کو سنبھالنا کوئی آسان کام نہیں ایک طرف منصب تقاضا کرتا ہے اور دوسری طرف محبت...... کتنا مشکل کام ہے...... بٹا ہوا انسان...... کتنا تکلیف دہ مرحلہ ہے'' انسان کو دوبارہ جنم لینا پڑتا ہے۔

دونوں باتیں کرتے ہوئے آبشار کے ایک طرف انہیں نوکیلے پتھروں پر بیٹھ گئے جن پر وہ پہلے بیٹھ کر آبشار کے گرتے ہوئے پانی کی خوبصورتی سے لطف اندوز ہوتے تھے...... اب بھی پانی ان چوڑے نوکیلے پتھروں پر گر رہا تھا مگر اب ان میں وہ نغمگی نہ تھی...... نہ ہی وہ حسن......''

''راجہ کبھی تم نے غور کیا ہے...... ہر چیز پہلی نظر میں جتنا لطف دیتی ہے دوسری دفعہ کیوں نہیں۔ کیا ایسا تو نہیں ہوتا کہ ایک دفعہ کے بعد وہ شے اپنا حسن کھو دیتی ہے...... کہیں وہ وقت اور معمول کا شکار تو نہیں ہو جاتی......''

''گلفام معمول اور وقت کا شکار تو وہ پہلے ہی ہوتی ہے...... لیکن جہاں تک خوبصورتی کا تعلق ہے تو وہ نظر میں ہے...... جب آنکھ پہلی دفعہ کسی چیز کو دیکھتی ہے تو اس کا انوکھا پن...... اس میں چھپا حسن متاثر کرتا ہے...... جب وہی چیز دوبارہ دیکھتا ہے تو آنکھ اس کی چونکہ عادی ہو چکی ہوتی ہے یا پھر اس کا تجربہ ہو چکا ہوتا ہے اس لئے آنکھ نہیں چونکتی......

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بس دیکھتی ہے اور کوئی خاص تاثر نہیں دیتی"

"ہاں یہ تو ہے......فطرت کے بہت سے رخ ہیں"

"لیکن راجہ اس وقت فطرت میرے دل کو متاثر نہیں کر رہی یہ اس طرح ہی ڈوب رہا ہے......جس طرح پہلے تھا"

"تم پانی میں اپنے پاؤں ڈالو......اور تصور میں کسی خوبصورت شے کو لاؤ......ہو سکتا ہے کچھ بہتری ہو جائے"

"وہ آنکھیں بند کئے پانی میں پاؤں ڈال کر کتنی دیر بیٹھا رہا اور تصور میں کسی خوبصورت منظر کو لانے کی کوشش کرنے لگا مگر بار بار ذہن میں وہی تصور ابھرتا جب رانی کو اس نے پہلی دفعہ جاتے ہوئے دیکھا......اور پھر تب جب وہ اس کے سامنے کھڑا تھا......رانی بار بار خوشبوؤں کے سنگ اس کے ذہن میں ابھرتی......اس کا مسکراتا چہرہ بار بار اس کو تنگ کر رہا تھا......اس نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔

"کیوں کیا ہوا......؟" راجہ اسے یوں گھبرایا ہوا دیکھ کر بولا۔

"کچھ نہیں......"

"کیا تصور بھی تمہیں مطمئن نہیں کر رہا"

"نہیں......"

"گلفام کیا تم بیماری کی وجہ سے پریشان ہو رہے ہو؟"

"پتا نہیں شاید......" وہ راجہ کو اس بات کی طرف لانا چاہتا تھا جس کے لئے وہ اسے یہاں لایا تھا۔

"مجھے معلوم ہے یہاں سے جانے کی تمہیں شدید خواہش ہے......مگر صرف چند دن......اس کے بعد میں تمہیں بالکل رکنے کو نہیں کہوں گا......"

"کیا رانی کی بہتری کی کوئی صورت ہے......؟"

"معلوم نہیں......"

"تو پھر تم مجھے چند دن کے لئے کیوں روکنا چاہتے ہو"

"تب تک میں اپنے دل کو سمجھانے کی کوشش کروں گا اپنے آپ کو تب تک مضبوط کر لوں تاکہ پھر کوئی صدمہ مجھے مزید شکستگی سے دوچار نہ کر دے......میں ان دنوں اپنے آپ

کو عادی بنانے کی کوشش کرتا ہوں......"

"راجہ آج کل تم زیادہ وقت کہاں گزارتے ہو......؟"

"درختوں کے سنگ......اس پانی کے سنگ......پرندوں اور پھولوں کے سنگ......اور پھر تم میرے پاس ہو......اور کہاں جاؤں......"

"رانی میں کوئی تبدیلی آئی ہے......"

"کوئی خاص نہیں......یوں لگتا ہے جیسے اس کے اندر چلنے والی گھڑی کی سوئیاں رک گئی ہوں......وہ نہ آگے چلتی ہیں نہ پیچھے، نہ کوئی موسم آتا ہے نہ دن رات......نہ کوئی خیال کوئی جذبہ......بس بیٹھی گہری سوچوں میں گم رہتی ہے......بات پوچھو تو جواب دے دیتی ہے۔ اکثر چپ رہتی ہے اور کبھی بدحواس......عجیب سی حالت ہے"

"راجہ رانی کو تم سے محبت کب ہوئی تھی......یا پھر تم کو"

"مجھ کو رانی سے پہلی دفعہ محبت تب پیدا ہوئی جب ہم دوست شکار کے لئے ان کے گاؤں سے گزر رہے تھے......رات بہت گہری تاریک اور خاموش تھی......ہمارا قبیلہ ان کے گاؤں سے بہت دور تھا......ہم لوگ واپس جا رہے تھے......کہ شدید بارش شروع ہو گئی......ہم لوگ ان کی حویلی میں جا گھسے......رانی کا باپ معذور تھا اور بھائی کہیں کام سے باہر گئے تھے......چونکہ رات بہت گہری تھی اور سب ملازم بھی سو رہے تھے......رانی کی ماں بہت بوڑھی تھی اس لئے اس کے باپ نے رانی کو اٹھایا۔ یہ اکیلی بہن تھی......یہ باری باری ہمیں منہ دھلانے کے لئے نعمت خانے میں لے کر گئی......اس نے چراغ اپنی ہتھیلی پر رکھا تھا......نیند سے اس کی آنکھیں بوجھل ہو رہی تھیں جب میں منہ دھو رہا تھا تو نیند سے اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور چراغ اس کی ہتھیلی سے گرنے لگا میں نے گیلے ہاتھوں سے اس کی کلائی پکڑ لی......یہ چونک گئی اور اس نے چراغ زمین پر گرا دیا ہر طرف تاریکی چھا گئی......یہ بدحواس سی چپ سادھے نجانے کیا کرتی رہی مگر میں باہر نکل آیا اور طاقچے میں رکھا چراغ لے کر دوبارہ نعمت خانے میں گیا تو یہ گم صم میری طرف دیکھتی جا رہی تھی......میری ہنسی نکل گئی......میں دوستوں میں ہنسی مذاق کی وجہ سے بہت مشہور تھا نادانستہ میرے منہ سے نکلا"

"حضور آپ زندہ ہیں......تو کوئی بات کی جائے"

یہ پھر بھی آنکھیں کھولے دیکھتی رہی میں گھبرا سا گیا......آگے بڑھ کر ہلکا سا اس کو

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

دھکا دیا تو دیوار کے ساتھ یوں لگ گئی جیسے گر گئی ہو...... میں خوف کے مارے باہر نکل آیا پھر رانی کا باپ گیا مجھے معلوم نہیں کیا ہوا...... تھوڑی دیر بعد وہ کھانا لے کر آئی تو خوف سے یہ کانپ رہی تھی پھر پتا چلا کہ اس کو بخار چڑھ گیا ہے رانی کا باپ بار بار یہی کہتا تھا کہ رانی بہت نازک مزاج ہے سرد موسم اس پر بہت جلد اثر کرتا ہے بارش سے چونکہ بہت ٹھنڈ ہو گئی تھی اس لئے رانی کو بخار چڑھ گیا ہے لیکن مجھے معلوم تھا کہ اسے کیا ہوا تھا۔ گلفام...... چراغ کی لو میں اس کا حسن یوں لگ رہا تھا جیسے کسی پیکر کو سورج کی نارنجی روشنی کے سامنے بٹھا دیا گیا ہو تب سے میرے دل میں صرف رانی ہی رانی تھی...... میں نہیں جانتا تھا کہ وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے یا نہیں ہم لوگ وہاں سے چلے آئے...... پھر میں ہر دوسرے تیسرے روز بہانے سے اس طرف سے گزرتا کبھی کھیتوں کے پاس سے تو کبھی کنوئیں کے پاس سے اور کبھی حویلی کے پاس سے کہ کہیں تو وہ نظر آئے پھر وہ ایک دن مجھے نظر آ گئی اس وقت وہ اکیلی تھی کنوئیں کے پاس...... میں جو کئی دنوں سے اپنے دل کو تیار کر رہا تھا جا کر جلدی جلدی اسے اپنے دل کا حال سنا ڈالا...... وہ حیرت سے میری طرف دیکھتی رہی اس نے کچھ کہا نہیں...... اور چلی گئی...... میں اس سے کچھ سننا چاہتا تھا اور مجھے کرب میں چھوڑ کر چلی گئی میں پھر کئی دن اس کا منتظر رہا...... پھر ایک دن مجھے ملی تو میں نے دوبارہ اس سے پوچھا...... وہ بڑی آہستگی سے بولی۔

''کیا چاہتے ہو......؟''

''میں نے کہا...... تمہارا ساتھ''

بولی ''ناممکن ہے''

''کیوں......؟''

''تم ہمارے دشمن قبیلے کے سپوت ہو''

''لیکن میں نے کوئی گناہ تو نہیں کیا......؟''

''گناہ تو کسی نے نہیں کیا...... دشمنی کے لیے گناہ کا کرنا ضروری نہیں''

''پھر......''

تمہارے بغیر زندگی کا تصور ممکن نہیں......'' وہ چلی گئی۔

ہم روز ملتے، منصوبے بناتے...... مگر بے سود...... آہستہ آہستہ دونوں قبیلے والوں کو ہماری محبت کا علم ہونا شروع ہو گیا...... سارے لوگ ہمارے خلاف ہو گئے اور انہوں نے

منصوبہ بنایا کہ ہم دونوں کو قتل کر دیں پھر ہم نے یہی سوچا کہ اگر ہم اکٹھے جی نہیں سکتے، مر تو سکتے ہیں چنانچہ ہم دنوں نے ایک رات اسی کنوئیں میں چھلانگ لگا دی جس میں تم نے چھلانگ لگائی تھی پھر ہم یہاں پہنچ گئے اور یہاں رہنے لگے...... ہم بہت خوش تھے مگر نجانے کیا ہو گیا ہے کہ رانی کا مزاج بدلنے لگا...... وہ مجھ سے جس محبت کا دعویٰ کرتی تھی اور اب وہ ایسا کوئی دعویٰ نہیں کرتی اب تو وہ محبت کی کوئی بات سننا نہیں چاہتی...... اب تو بس یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم وقت پورا کر رہے ہیں۔ راجہ نے کہانی ختم کی تو اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے...... اچھے سہانے دنوں کی یاد نے اس کی روح کو ایک دم تازہ اور سرشار کر دیا تھا۔ لیکن اب وہ پھر افسردہ ہو گیا۔

''راجہ تم پریشان نہ ہو...... حالات ٹھیک ہو جائیں گے راجہ ایک بات پوچھوں......''

''ہاں......''

''کیا تمہارا یہاں سے واپس جانے کو دل نہیں چاہتا''

ہاں کبھی کبھار...... رانی کی سنگت میں تو میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا...... لیکن اب بہت دل چاہتا ہے جب سے وہ بیمار ہوئی ہے تو مجھے اپنے سنگیوں کی بہت یاد آنے لگی ہے اپنے گھر والوں کی...... سب کی...... مگر اب جانا ممکن نہیں لگتا''

''کیوں......؟''

''رانی کو اگر اس حالت میں لیکر جاتا ہوں تو زمانہ پھر ہمارا دشمن ہو جائے گا اور پھر رانی وہاں جا کر شاید خوش نہ ہو گی''

''تو کیا رانی یہاں کے شب و روز سے تنگ نہیں آتی......''

''اس نے مجھ سے کبھی بات نہیں کی......''

''راجہ...... رانی بھی تم سے اتنی محبت کرتی تھی جتنی کہ تم......''

''میرا خیال ہے کہ پہلے تو ایسا ہی تھا لیکن اب ایسا نہیں......''

''گلفام...... تم کیا سوچتے ہو کہ چاند واقعی دھرتی پر آیا ہو گا اور اس نے رانی کے ذہن کو اتنا متاثر کیا کہ وہ اپنے حواس کھونے لگی...... کیا ایسا ممکن ہے......؟ کیا چاند میں اتنی کشش اور طاقت ہوتی ہے کہ کسی کو بدحواس کر سکے۔''

''معلوم نہیں......'' وہ افسردگی سے بولا۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"گلفام...... کاش مجھے کہیں چاند مل جائے تو میں اس سے ضرور پوچھوں کہ تم کو میرا گھر تباہ کر کے کیا ملا...... تم نے میری رانی کو مجھ سے دور کر کے کون سا سکھ پا لیا ہے...... تم کب سے میرے رقیب بنے بیٹھے تھے...... میں نے تو تمہیں کوئی دکھ نہیں دیا تھا...... پھر تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا...... اب رانی کی یہ حالت دیکھ کر تو بہت خوش ہو رہے ہو گے اور میری دیوانگی پر ہنس رہے ہو گے...... تم کتنے ظالم ہو...... واقعی تم ظالم ہو...... تمہارا اندر کسی پتھریلی ریت سے بنا ہے...... تم اندر سے کتنے تاریک اور بھیانک ہو مجھے علم ہو گیا ہے...... تم نے میری دنیا تاریک کر دی ہے اور دور بیٹھے خوش ہو رہے ہو...... انسان تو ہمارے دشمن تھے تم نے بھی خوب دشمنی نبھائی...... میں سوچا کرتا تھا ہماری اس جنت میں کوئی شیطان نہیں آئے گا ہم دنیا کی ستمگر نگاہوں سے محفوظ ہو گئے ہیں مگر کیا معلوم تم کب سے گھات لگائے بیٹھے تھے اور میری غیر موجودگی میں میرے گھر ڈاکہ ڈالا...... اگر تم میں ہمت تھی تو میرے سامنے آتے...... میری رانی کو تم نے بدحواس کر کے میرے دل کو لوٹ لیا ہے...... مجھ کو تباہ کر دیا ہے...... کاش تم ایک دفعہ سامنے آؤ...... پھر میں تم سے پوچھوں...... ہے نا گلفام مجھے حق ہے نا کہ اس سے پوچھوں...... مجھے اس سے پوچھنا چاہئے" وہ جذباتی ہو کر بولا۔

"ہاں...... ضرور...... اس کو اپنے کیئے کی سزا ملنی چاہئے"

"مگر وہ نظر تو آئے...... جس دن وہ مجھے نظر آئے گا نا گلفام پھر یا وہ نہیں یا میں نہیں" وہ دانت کچکچا کر بولا۔

گلفام کا دل ڈرنے لگا...... اسے راجہ کے تیور سے خوف آنے لگا...... راجہ ضرور کچھ کر کے رہے گا...... گلفام نے مزید وہاں رکنا مناسب نہ سمجھا۔

"راجہ چلو چلتے ہیں...... تاریکی پھیل رہی ہے......"

اور دونوں دلوں پر بھاری بوجھ لیئے واپس لوٹ آئے......

کہنے کو دونوں کے پاس کچھ نہ تھا...... سوائے دکھی سانسوں کے...... دونوں جل رہے تھے اپنی اپنی آگ میں...... اور آگ بھڑکتی جا رہی تھی...... چاند کی روشنی پھیل رہی تھی راجہ نے غصے سے اوپر دیکھا۔

"تم ہی ظالم ہو...... کبھی سامنے آؤ تو پھر بتاؤں"

وہ دیوانہ سا ہو رہا تھا...... گلفام نے اس کو کندھوں سے پکڑا اور اس کو دلا سا دینے

کی کوشش کی وہ اس کے گلے سے لگ کر زور زور سے سسکنے لگا...... گلفام کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے...... دونوں شکستہ پر طائر کی طرح پھڑ پھڑا رہے تھے...... اس نے راجہ کو تسلی دے کر اس کو جھونپڑی کی طرف بھیجا اور خود اپنی چارپائی پر آ کر لیٹ گیا...... وہ بہت دنوں سے اس کسک کو محسوس کر رہا تھا مگر آج تو سب کچھ اس قدر ناقابل برداشت ہو گیا تھا کہ اس کا دل پھٹنے کو تیار تھا...... وہ رات کی تاریکی میں وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا مگر راجہ کا خیال آ جاتا تو وہیں پر سوچ دم توڑ دیتی...... زندگی کیسے کیسے دوراہوں پر لا کر انسان کو کھڑا کر دیتی ہے اور پھر انسان کی بے بسی کا تماشا دیکھتی ہے شاید زندگی انسان کو بے بس اور مجبور ہی دیکھنا چاہتی ہے...... وہ کس سے بھیک مانگے...... اس رات وہ بہت رویا...... اتنا کہ اس کا دل پھٹنے کے قریب تھا...... وہ راجہ کی یہ حالت دیکھ کر بہت افسردہ تھا...... اور راجہ تو رانی کی حالت دیکھ کر اور غمزدہ ہو گیا جب وہ جھونپڑی کے اندر داخل ہوا تو رانی پلنگ کے قریب دوہری ہو کر شاید گری پڑی تھی اور اس کے سر پر چوٹ لگی تھی...... خون رس رہا تھا مگر اسے کوئی ہوش نہ تھا وہ تو ایسی بے حس اور بے ہوش پڑی تھی کہ راجہ کا دل کٹنے لگا وہ اپنا دکھ تو بھول چکا تھا...... اسے رانی کی فکر لگ گئی تھی...... اس نے اسے بستر پر لٹا دیا اور اس کا خون صاف کرنے لگا اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا...... بے بسی میں اس نے اپنے لب اس کی آنکھوں پر رکھ دیئے۔ رانی نے ایک دم آنکھیں کھول دیں اور اونچی آواز سے رونا شروع کر دیا۔

"رانی...... ہوش میں آؤ...... کیا ہوا...... تم کہاں سے گری تھیں...... بولو جواب دو......؟

مگر وہ روتی رہی......"

"میں کب گری...... کہاں سے گری......" وہ لاتعلقی سے بولی۔

"تمہارے سر پر چوٹ لگی ہے......"

"اچھا......" اس نے سر پر ہاتھ پھیرا اور گہری سانس لی۔

"تم آرام کرو میں تمہارے کھانے کیلئے کچھ لاتا ہوں"

وہ اسے چھوڑ کر باہر آ گیا...... اور بے آواز، گہری گھمبیر سسکیاں بھرنے لگا......

اس کی نظر آسمان کی طرف اٹھی......

"اب دور کھڑے مسکرا رہے ہو...... کاش تم سا کوئی نہ ہو اس دنیا میں...... تم فنا کر

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کے چھوڑتے ہو...... میں خدا سے التجا کروں گا...... تم کو غارت کر کے چھوڑے ...... تمہارے اتنے ہی ٹکڑے کرے جتنے میرے دل کے ہوئے ہیں...... اور تم نے تو فنا ہونا ہی ہے...... مگر مجھ کو کیوں غم دیا...... میں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا...... ظالم...... بے وفا......" وہ کتنی دیر روتا رہا اور پھر مشروب لے کر اندر گیا۔ وہ آنکھیں بند کئے سو رہی تھی وہ اسکے سرہانے بیٹھ کر ساری رات اس کا سر سہلاتا رہا...... دن چڑھے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے اس کے پلنگ کے قریب فرش پر گہری نیند سو رہا تھا...... صبح کی روشنی میں اس کے چہرے پر رتجگے کے آثار مکمل طور پر نمایاں تھے...... رانی نے آنکھیں کھول کر دیکھا اسے اس پر ترس سا آنے لگا۔

"راجہ...... اٹھو پلنگ پر لیٹ جاؤ......"

"رانی تم ٹھیک ہونا......"

"ہاں...... سر میں شدید درد ہے......"

"تم بھی سو جاؤ...... اٹھنا مت......"

"اچھا ٹھیک ہے......"

گلفام سارا دن انتظار کرتا رہا...... دونوں میں سے کوئی بھی اسکی طرف نہ آیا...... نہ ہی اس نے راجہ کو باہر جاتے ہوئے دیکھا...... وہ پریشان ہونے لگا...... اس کو یقین تھا کہ رانی نہیں آئے گی کیونکہ اس نے اسے منع کیا تھا...... مگر راجہ کو تو ضرور آنا چاہئے...... اور رات وہ اس سے انتہائی غمزدہ حالت میں جدا ہوا تھا۔ اس لئے اسے زیادہ تشویش ہو رہی تھی...... راجہ کیوں نہیں آیا اور خود اس کے پاؤں میں زنجیر تھی...... وہ اس طرف جا نہیں سکتا تھا...... وہ اپنی حدود میں کھڑا تلملا رہا تھا اور بار بار ادھر دیکھ رہا تھا کوئی تو باہر نکلے مگر کوئی بھی باہر نہ آیا...... اس کو بھوک لگی تو کچھ پھل توڑ کر کھا لئے...... اور خود ہی جا کر ندی سے پانی بھی پی لیا...... مگر اب وہ راجہ سے ملنا چاہتا تھا...... رات گہری ہونے لگی تو وہ تھک ہار کر بستر پر لیٹ گیا اور پھر نیند کی دیوی حملہ آور ہوئی اور وہ سو گیا۔

ہر طرف اندھیرا چھا رہا تھا جب وہ دونوں بیدار ہوئے راجہ اٹھ کر فوراً اس کی طرف گیا مگر وہ سو رہا تھا...... وہ اسے سوتا دیکھ کر مطمئن ہو کر لوٹ آیا رانی آج بہت دنوں کے بعد اس کے پاس بیٹھ کر باتیں کر رہی تھی...... دونوں کا موضوع سخن موسم تھا موسم کے علاوہ کچھ کہنے سننے کو مزید کچھ نہ تھا...... دوسرے دن وہ علی الصبح گلفام کی طرف گیا...... وہ ابھی تک سو رہا

تھا...... راجہ نے خود اس کو اٹھایا...... تو وہ اسے دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"راجہ تم کہاں تھے......؟"

"کیا تم پریشان ہو گئے تھے......؟"

"ہاں...... بہت زیادہ......"

"رانی بیمار تھی......"

"کیا ہوا......؟" وہ بے تابی سے بولا۔

کچھ نہیں...... جب میں جھونپڑی میں گیا تو وہ گری پڑی تھی اور اس کے سر سے خون رس رہا تھا"

"کیا ہوا...... کیسے یہ سب ہو گیا......؟"

"معلوم نہیں...... میں ساری رات اسکا سر سہلاتا رہا اور پھر صبح آنکھ ہی نہ کھل سکی...... معافی چاہتا ہوں کل آ نہ سکا۔ رات کو میں آیا تھا...... مگر تم سو رہے تھے...... اسی لئے آج صبح صبح آیا ہوں"

"اب رانی کیسی ہے......؟"

"پہلے سے بہتر ہے...... لیکن وہ دن بدن کمزور ہوتی جا رہی ہے اس کی صحت بہت جلدی جواب دے رہی ہے...... اب میں سوچ رہا ہوں کچھ جڑی بوٹیوں سے خاص قسم کا مشروب تیار کروں تاکہ اس کی صحت بہتر ہو" وہ فکر مندی سے بولا۔

"اچھا میں چلتا ہوں...... آج میں جڑی بوٹیاں ڈھونڈنے جاؤں گا"۔

"ٹھیک ہے......"

اور وہ اٹھ کر چلا گیا اس کے جاتے ہی اس کے دل میں شدید خواہش جنم لینے لگی کہ وہ اسے ایک دفعہ جا کر دیکھے۔ مگر کیسے اس نے خود اس کو منع کیا تھا کہ وہ اس طرف نہ آئے لیکن وہ تو وہاں جا سکتا ہے اس نے اپنے لئے جواز پیش کیا کتنی ہی دیر اپنے آپ کو سمجھاتا رہا اور مناتا رہا۔ کبھی ہاں اور کبھی نہ...... پھر مجبوراً اٹھ کر اس کی جھونپڑی کی طرف چل دیا...... دروازہ کھول کر اندر چلا گیا...... اس وقت وہ پلنگ پر آنکھیں بند کئے لیٹی تھی...... سر پر کپڑے کی پٹی سی راجہ نے باندھی ہوئی تھی کھلے بالوں سے سفید تکیے کو اپنے سحر میں جکڑا ہوا تھا...... سفید لباس میں ملبوس وہ کسی ساحرہ سے کم نہ لگ رہی تھی وہ ایک ٹک اسے دیکھتا رہا...... اور باہر

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

نکلنے لگا۔

''اتنی جلدی جا رہے ہو...... کچھ پل رکو گے نہیں''

''نہیں...... بس تمہیں دیکھنے آیا تھا پتا چلا کہ تم بیمار ہو''

''اطمینان رکھو اب میں ادھر نہیں آؤں گی...... تمہارا حکم جو ٹھہرا''

''ہم سب کے لئے یہی بہتر ہے...... ورنہ''

''ورنہ ہم مٹ جائیں گے''

''شاید''

''کاش ایسا ہو''

''اتنی مایوسی اچھی نہیں''

''پر امیدی کس لئے......؟''

''اچھی سوچ اچھی توقع سے جنم لیتی ہے''

''اور جب توقع ہی اچھی نہ ہو''

''اپنے ہاتھوں سے خود جان لینے والی بات ہوئی''

''ایسا ہی سمجھو...... کاش میں کسی کے ہاتھوں مر سکتی''

وہ مزید وہاں نہ رکا اور باہر نکل آیا......

اسے اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا تھا کہ وہ وہاں کیوں گیا تھا اسے یوں لگا جیسے اس کا بھرم ٹوٹ گیا ہو اس نے کتنی سختی سے اسے ادھر آنے سے روکا تھا اور خود اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے دیکھنے چلا گیا تھا۔

تف ہے اس پر...... احمق...... اپنے دل پر قابو نہ رکھ سکا وہ اپنی حدود کے اندر پہنچا ہی تھا کہ راجہ اسے ایک دم نظر آیا اس کا دل دھڑکنے لگا کہیں راجہ نے اسے ادھر سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا۔ وہ کیا کہے گا...... اسے افسوس سا ہونے لگا۔

''گلفام تم کہاں چلے گئے تھے......؟''

''م...... میں...... میں ذرا باہر باغ تک گیا تھا''

''اچھا...... میں تو ابھی ادھر سے ہی آ رہا ہوں...... خیر میں تمہاری طرف اس لئے آیا تھا کہ میرے ذہن میں آیا کہ تم فارغ بیٹھ کر کیا کرو گے کیوں نا میرے ساتھ چلو ہم دونوں

رانی کے لئے جڑی بوٹیاں تلاش کرتے ہیں اور پھر اس سے مشروب تیار کریں گے''

''لیکن مجھے تو اس کے بارے میں قطعی علم نہیں''

''کوئی بات نہیں...... بس تم میرے ساتھ رہنا میں تمہیں مختلف پودوں اور جڑی بوٹیوں کے بارے میں بتاؤں گا اس طرح تمہارے علم میں بھی اضافہ ہو گا...... اور تم مصروف بھی رہو گے......''

''ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی''

اور وہ دونوں چل دیئے...... وہ دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کر رہا تھا کہ راجہ کے دل میں اس کے بارے میں کوئی غلط خیال نہیں آیا کہ راجہ نے اس بات کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا کہ وہ کہاں سے آ رہا تھا...... اگر راجہ کے دل میں ذرا سا بھی خیال آ جاتا تو نجانے کیا ہو جاتا وہ دل ہی دل میں بہت ڈر سا گیا تھا...... راجہ اس کو مختلف پودوں کی افادیت کے بارے میں بتا رہا تھا اور وہ سنی ان سنی کر رہا تھا...... اس کا ذہن تو بس کسی اور بات میں اٹکا ہوا تھا...... راجہ یہ بات محسوس کر رہا تھا مگر اس نے اس کی توجہ بالکل اس طرف نہ دلائی بلکہ اسے بہت سی باتیں سناتا رہا جب کبھی وہ اور رانی اکٹھے جڑی بوٹیاں اور پودے توڑنے آتے تھے۔

راجہ جڑی بوٹیاں اکٹھی کرتا جا رہا تھا اور ان سے مشروبات تیار کرنے کے طریقے بتا رہا تھا...... ساتھ ہی ساتھ ان کی افادیت اور نقصانات کے بارے میں بھی اس کو سمجھا رہا تھا...... ظاہراً وہ سن رہا تھا مگر دل تو کسی اور طرف لگا تھا۔

''گلفام میں ایک بات سوچ رہا ہوں''

''کیا......؟'' وہ چونک سا گیا۔

''رانی کو اگر پھر بھی افاقہ نہ ہوا تو میری ساری امیدیں ختم ہو جائیں گی...... یہ سوچ کر کہ ان جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ مشروب سے اس کو نئی زندگی ملے گی...... اس کے پژمردہ جسم میں طاقت آئے گی...... اس کی ملگجی رنگت میں سرخی کی لہر دوڑے گی اور اس کی بے رونق آنکھوں میں صحت اور خوشی کی رمق نمایاں ہو گی...... اور اگر...... ایسا نہ ہوا تو پھر......؟'' وہ غمگین ہونے لگا۔

''راجہ ابتداء میں ہی نتائج اخذ کرنا انتہائی سنگین غلطی ہے...... خدا پر بھروسہ رکھو انشاء اللہ بہت بہتر ہو گا...... تم اتنی جلدی مایوس مت ہوا کرو''

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"رانی کی حالت نے واقعی مجھے حد درجہ مایوس کر دیا ہے......"

اس نے سرد آہ بھری اور خاموش ہو گیا۔

"راجہ ایک بات پوچھوں......"

"ہاں......" ابتداء میں کیا واقعی مرد اور عورت ایک جسم تھے"

وہ بے خیالی میں بولا۔

"ہاں سننے میں تو یہی آیا ہے...... لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"یونہی...... سنی ہوئی بات ہے"

"لیکن تم پوچھنا کیا چاہ رہے ہو......"

"کیا عورت کا وجود مرد کے بغیر ناممکن ہے یا مرد کا عورت کے بغیر......"

"سبھی تو یہی کہتے ہیں...... معلوم نہیں......"

"تم کیا کہتے ہو......؟"

"شاید زندگی میں پہلے کبھی تم پوچھتے تو میں کہتا یہ ضروری نہیں اس میں کوئی صداقت ہو......لیکن اب میں بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے لگا ہوں...... میں رانی کا عادی ہو چکا ہوں اس کا وجود میرے اندر حلول کر گیا ہے......اور جب بھی دو لوگ اکٹھے رہتے ہیں کتنے ہی اجنبی کیوں نہ ہوں ان میں انسیت پیدا ہو ہی جاتی ہے اور اب تم اپنی ہی مثال لے لو......تم یہاں آئے تو میرے لئے محض اجنبی تھے...... اور میں تمہیں خود کہتا تھا کہ یہاں سے چلے جاؤ......لیکن اب آہستہ آہستہ تم سے ایسی محبت ہونے لگی ہے کہ تمہاری جانے کے خیال سے مجھے وحشت سی ہونے لگتی ہے"

"راجہ اگر رانی ٹھیک ہوتی تو تم کبھی مجھے نہ روکتے"

"ہاں...... شاید تب حالات مختلف ہوتے......تب تمہاری حیثیت ایک مہمان کی ہوتی جو آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔اور جس کی میٹھی سنہری یاد ہمیشہ کے لئے دل میں خزانے کی طرح جمع رہتی ہے جب بھی اسے کھولو تو خوشبو کے جھونکے ہی نکلتے ہیں......لیکن اب تو تم مہمان سے زیادہ اہمیت اختیار کر گئے ہو......"

"راجہ......کیا رانی نے کبھی احتجاج نہیں کیا کہ تم مجھ سے محبت کرنے لگے ہو......"

"نہیں...... رانی بڑے کھلے دل کی ہے...... وہ محبت کرنا اور محبت کا حق ادا کرنا

خوب جانتی ہے...... اور ویسے بھی تمہارے بارے میں کبھی اس کے سامنے اتنی بات نہیں ہوئی...... وہ تمہارے بارے میں بہت کم جانتی ہے اگر وہ جان بھی جائے تو میری طرح تمہیں کبھی جانے نہ دے......"

گلفام کے دل میں شدید ٹیس سی اٹھی......ایک شخص کی لاعلمی اس پر کتنا ستم ڈھا رہی تھی......کبھی کبھی کسی کا حد سے زیادہ اعتماد اسے لے ڈوبتا ہے اور اسے خبر بھی نہیں ہوتی...... کہ وہ ساری تباہی کا ذمہ دار ہے...... کیا راجہ بھی خود ہی ذمہ دار ہے......معلوم نہیں......راجہ نے تو اسے روک کر اپنا فرض ادا کیا تھا......اس کا ایمان اس کی سچائی صاف گوئی اور اعتماد شاید اس کیلئے سزا بن رہی تھی......اس نے رانی پر اعتبار کیا تھا۔رانی بھی تو صاف گو تھی......اس نے بھی تو کوئی خیانت نہ کی تھی......اور وہ خود شاید...... وہ خود ہی ذمہ دار تھا......لیکن اس کے دل میں بھی تو کسی کے لئے نفرت نہ تھی...... نہ حسد تھا...... نہ ہی کوئی اور برا جذبہ وہ تو سب کی خیر خواہی چاہتا تھا...... وہ تو سب کی عزت کرتا تھا......ان لوگوں کی عزت اور مروت میں وہ خود لمحہ بہ لمحہ کرب سے دو چار ہو کر ختم ہو رہا تھا......اور کسی کو بھی اس بات کی خبر نہ تھی...... وہ سر پکڑ کر وہیں بیٹھ گیا۔

"گلفام کیا تم میری باتیں سن کر پریشان ہو گئے ہو......؟"

"ہاں......نہیں تو......"

"تم بھی رانی کی طرح بداعتماد کیوں ہوتے جا رہے ہو...... ہر بات کا ٹھوس اور مثبت جواب کیوں نہیں دیتے"

"راجہ جب ذات بٹنے لگتی ہے تو انسان کے اندر سے اعتماد ختم ہونے لگتا ہے......"

"کیا مطلب......؟"

"جب اندر بہت ساری سوچیں بکھر جائیں تو انسان کو یقین نہیں آتا کہ کیا ٹھیک ہے اور کیا غلط......تو وہ مثبت جواب کہاں سے لائے......"

"گلفام تمہاری ذات کیوں بٹ رہی ہے......تمہاری سوچیں کیوں بکھر رہی ہیں"

"راجہ تم نہیں جانتے......"

"ہاں...... جانتا ہوں......اس کا مطلب ہے تم نے بہت اثر قبول کیا ہے......"

"شاید ایسا ہی ہے......"

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

''ہاں...... ہر نازک مزاج ضرور اثر قبول کرتا ہے اور ویسے بھی تمہارے اندر ایک پختگی سی آتی جا رہی ہے...... پہلے جب تم آئے تھے...... تو تمہاری باتوں میں بھی وزن نہ تھا اور تمہاری شخصیت میں بھی ٹھہراؤ نہ تھا...... اب تو تم بہت متین اور سمجھدار لگنے لگے ہو...... تمہاری شخصیت میں ایک خاص قسم کی مقناطیسی کشش سی پیدا ہو گئی ہے...... تم ضرور کچھ کر کے رہو گے......'' راجہ نے مذاق سے کہا۔

گلفام کے دل پر چوٹ سی لگی اور زخمی مسکراہٹ سی اس کے لبوں پر پھیل گئی۔

''راجہ بہت دیر ہو گئی ہے...... کیا ابھی تمہارا کام ختم نہیں ہوا''

''بس تھوڑا سا ہی رہ گیا ہے...... کیا تم اکتا گئے ہو......''

''نہیں...... یونہی پوچھ رہا تھا''

''اصل میں تمہارا دل اداس ہے اس لئے تمہیں یہ کام لطف نہیں دے رہا...... ورنہ میں اور رانی تو یہ کام کر کے بہت خوش ہوتے تھے...... گلفام اس کے اندر تجسس کا بہت جذبہ تھا وہ ہر پھول اور پتے کے بارے میں جاننا چاہتی تھی پھر کچھ کرنا چاہتی تھی اکثر وہ میری مدد بھی کرتی تھی...... ہم دونوں جڑی بوٹیوں کو کشید کرتے پھولوں سے رس نکالتے...... بہت کام کرتے...... مگر اب تو میں عرصے کے بعد ہی اس طرف آیا ہوں...... اس لئے دیکھو ان میں کیسی بے ترتیبی پیدا ہونے لگی ہے پہلے جب تم آئے تھے تو تم نے محسوس کیا ہو گا...... ہر طرف تناسب، حسن اور ہم آہنگی تھی...... لیکن اب تو ہر طرف کتنی بے ترتیبی سی نظر آتی ہے...... جڑی بوٹیاں کیسی عجیب سی باہر نکل آئی ہیں...... باڑیں بے ترتیب ہو رہی ہیں...... پھولوں کی نازک شاخوں میں پتے پیدا ہونے لگے ہیں...... یوں لگتا ہے جیسے سارا نظام ہی درہم برہم ہو گیا ہے گلفام اصل میں اب دل کسی کام میں نہیں لگتا...... اور سچ ہے جو کام دل لگا کر نہ کیا جائے وہ ہو تو جاتا ہے مگر اسمیں وہ خوبصورتی اور حسن نظر نہیں پیدا ہوتا جو دل کے اندر اٹھنے والے نازک احساسات سے جنم لیتا ہے...... خوبصورتی تو آنکھ میں ہے اور دل میں ہے...... جب دونوں ہی سونے ہو جائیں تو یوں لگتا ہے جیسے آنگن ہی سونا ہو گیا ہے...... چلو چلتے ہیں......'' راجہ نے ڈھیر اکٹھا کیا اور دونوں باتیں کرتے ہوئے چلنے لگے......

موسم بہت افسردہ ہو رہا تھا...... پھیکی پھیکی ملگجی سی دھوپ ہر طرف پھیلی ہوئی تھی...... جیسے ہلکا ہلکا سا دھواں فضا میں پھیل رہا تھا...... لیکن دھوپ کے اندر حدت سی چھپی بیٹھی تھی جس

سے گرمی کا احساس سا ہو رہا تھا...... کبھی کبھار ہوا کا جھونکا گزرتا تو پتے پھڑ پھڑانے لگتے ورنہ چپ سادھ کر خاموشی سے اردگرد کا نظارہ کرتے رہتے...... وہ جھونپڑی کے اندر داخل ہوا تو عجیب سی افسردگی چھائی تھی وہ بستر پر لیٹی تھی اور گرد و پیش سے یوں بے خبر تھی جیسے کوئی وجود اس کے اردگرد نہ ہو...... راجہ کافی دیر بیٹھا اس کا انتظار کرتا۔

''رانی...... کیا بات ہے کیا سوچ رہی ہو......؟''

''ہوں...... کیا......؟''

''میں نے پوچھا کیا سوچ رہی ہو......؟''

''راجہ اب تو دماغ میں کوئی سوچ ہی نہیں آتی سوائے......''

''کیا مطلب......؟''

''کچھ نہیں......'' اس نے آہ بھری۔

''تم کہاں گئے تھے......؟''

''میں جڑی بوٹیاں لینے گیا تھا...... ان سے مشروب تیار کروں گا تا کہ تمہاری صحت بہتر ہو...... تم دن بدن دبلی ہو رہی ہو''

''راجہ تمہیں میری صحت کی اتنی فکر کیوں ہے......؟''

''اس لئے کہ تم مجھے عزیز ہو...... اور تمہاری صحت کی فکر کرنا میرا فرض ہے''

''راجہ ہم فرائض کی قیود سے آزاد کیوں نہیں ہو جاتے''

''کیا مطلب......؟'' وہ چونکا

''کیا تم مجھ سے چھٹکارا چاہتی ہو......؟'' وہ افسردگی سے بولا۔

''نہیں...... میں نے یہ کب کہا...... تم میرا مطلب نہیں سمجھے'' اور وہ خاموش ہو گئی۔

''تم کیا کہنا چاہتی ہو......؟''

''کچھ نہیں...... تم نہین سمجھتے...... اور سمجھ بھی کیسے سکتے ہو......؟''

''کیا تم مجھے احمق اور کم عقل سمجھتی ہو......؟''

''نہیں...... میں نے کب ایسا کہا......''

''تو پھر......''

''ضروری نہیں کہ ہر بات کے سمجھنے کیلئے عقل ضروری ہو......

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"تو پھر اور کیا ضروری ہے.....؟"

"مجھے نہیں معلوم....." وہ قدرے تلخی سے بولی اور منہ پھیر لیا۔

راجہ اسکے رویے پر دل مسوس کر رہ گیا اور خاموشی سے باہر نکل گیا۔

باہر ہوا میں شدت بھی آ گئی تھی اور گرد و غبار بھی سنگ سنگ لئے اڑتی پھر رہی تھی......عجیب سا منظر ہو رہا تھا...... وہ خاموشی سے باہر آ گیا اور آگ جلانے کی کوشش کرنے لگا......مگر ہوا کی وجہ سے آگ ہی نہیں جل رہی تھی...... وہ کافی دیر وہاں بیٹھا کوشش کرتا رہا اور پھر بے دلی سے اٹھ کر ادھر ادھر گھومنے لگا......کرنے کو کچھ نہ تھا......اس نے کھرپا اور درانتی لی اور باڑوں کو ہموار کرنے کی کوشش کرنے لگا......گھاس کو برابر کیا......اور پھر تھک ہار کر بیٹھ گیا......شام ہونے لگی تھی......تب وہ پھل لے کر گلفام کی طرف گیا......

"آؤ راجہ......ٹھیک تو ہو...... بہت افسردگی سی چہرے پر چھا رہی ہے......"

"ہاں......یونہی"

"لو تم کچھ کھا لو......"

"راجہ تم تکلف نہ کیا کرو اب مجھے سب علم ہے میں خود کھا پی سکتا ہوں......"

"گلفام......میرے کام تو پہلے ہی بہت کم ہو گئے ہیں کچھ تو کرنے کو ہو......اب تم اس سے بھی منع کر رہے ہو"

"میں تو یہ چاہتا ہوں......کہ تم میرے لئے اتنی تکلیف نہ اٹھایا کرو"

"تکلیف کیسی......کسی کے لئے محبت سے کام کرنے میں جو لطف آتا ہے نا اس میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی......

اس میں تو ایسا لطف آتا ہے کہ انسان اس کو بیان نہیں کر سکتا"

"اچھا ٹھیک ہے......جیسے تمہاری مرضی......"

"راجہ کیا تم نے وہ مشروب تیار کر لیا"

"نہیں......آگ نہیں جل رہی تھی...... ہوا کے جھونکے ہی اتنے تیز تھے...... بہت کوشش کی مگر کچھ ہو ہی نہیں سکا......"

"راجہ میں بھی تمہارے ساتھ بیٹھوں گا...... دیکھنا چاہتا ہوں تم کیسے مشروب تیار کرتے ہو......"

"ہاں......وقت جو گزرانا ہے"

"اچھا......ورنہ میں تو سمجھ رہا تھا کہ بس تم بھی ہاتھ سے نکل رہے ہو......ایک دفعہ کچھ کہتے ہو پھر کچھ......راجہ ہنس پڑا اور ہنستا ہی رہا......آج بہت دنوں کے بعد وہ ہنس رہا تھا......اور گلفام شرمندہ سا اس کو ہنستا دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"جب آگ جلاؤں گا پھر تمہیں بلا لوں گا"

وہ راجہ سے رانی کی طبیعت پوچھنا چاہتا تھا......مگر نہ الفاظ تھے نہ ہی ہمت......وہ اندر ہی اندر چاہ رہا تھا کہ راجہ اسے خود اس کے بارے میں بتائے......مگر وہ انتظار کرتا رہ گیا اور راجہ خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا......

کئی دن یونہی گزر گئے......راجہ آتا......باتیں کرتا اور چلا جاتا......بہت کم ادھر ٹھہرتا......رانی کئی دنوں سے جھونپڑی سے باہر نہ نکلی تھی اسے اس بات کا اچھی طرح اندازہ تھا......اس کو یہی تو ایک کام تھا ہر لحظہ جھونپڑی ہی اس کی نگاہوں کے سامنے تھی......اس نے بھی اپنے دل میں قسم کھائی تھی کہ وہ بھی ادھر نہ جائیگا......اور رانی بھی اس کے حکم کی تعمیل کر رہی تھی......دونوں اپنے اپنے قول نبھا رہے تھے......لیکن وہ صرف یہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ کیسی ہے......اور راجہ نے اس دوران ایک دفعہ بھی کوئی ایسی بات نہ کی تھی جس سے رانی کے بارے میں پتا چل سکتا......خاموشی سے وقت گزر رہا تھا......ایک دوپہر کو راجہ اسے بلانے آیا......

"آؤ گلفام آج مشروب تیار کرنا ہے......"

"اچھا......میں تو سمجھا تھا کہ تم نے تیار کر لیا ہو گا......"

"کہاں......ان دنوں میں مصروف ہی اتنا رہا......"

"کیا مطلب......؟"

"رانی بہت شدید بیمار ہو گئی تھی......وہ ایک پل کے لئے بھی پلنگ سے نہ اٹھ سکتی تھی......میں سارا وقت وہیں مصروف رہا......یقین کرو وہ تو دوبارہ زندہ ہوئی ہے......"

کیوں......کیا ہو گیا تھا......؟"

"معلوم نہیں......گلفام دنیا میں کوئی ایسی بھی بیماری ہے جس کا کوئی علاج نہ ہو......؟"

"میرا خیال ہے ہر بیماری کا علاج ہے"

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"لیکن علاج تو مرض جان کر ہی ہوتا ہے اور رانی کا مرض میری سمجھ میں نہیں آتا...... کچھ دنوں میں وہ کیا سے کیا ہوگئی تھی۔

بس وہ دبلی ہوتی جا رہی ہے دن بدن میں نے حکمت میں کئی سال صرف کیئے ہیں...... تقریباً ہر بیماری کا علاج جانتا ہوں...... مگر اس کی بیماری سمجھ میں نہیں آتی...... نہ بخار ہے نہ سر درد...... نہ زکام نہ کھانسی...... نہ دل کی کوئی بیماری ہے...... دماغ بھی ٹھیک ہے...... علاج کروں تو کس کا......؟"

"ہاں یہ تو ہے...... کیا تم نے رانی سے پوچھا کہ وہ کیا محسوس کرتی ہے...... کہاں درد ہے......؟"

"اکثر پوچھتا ہوں تو کہتی ہے تم نہیں سمجھو گے...... اس سے مجھے اور غصہ آجاتا ہے......"

گلفام اس کی بات سن کر سوچ میں پڑ گیا۔

"اب وہ کیسی ہے......؟"

بہت زرد اور نحیف...... جیسے سوکھا پتا"

"راجہ اگر تم برا نہ مانو تو تمہارے ساتھ جا کر ایک دفعہ دیکھ لوں۔"

"راجہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور پھر سوچ میں پڑ گیا...... پھر ایک دفعہ اس کی جانب دیکھنے لگا۔

"ہاں...... کیوں نہیں...... اب تم سے کیا پردہ...... تم بھی تو میرے وجود کا حصہ بنتے جا رہے ہوں......"

دونوں اٹھ کر اندر چلے گئے...... وہ پلنگ پر لیٹی بالکل ڈھانچہ لگ رہی تھی۔

"آجاؤ گلفام......" راجہ نے اندر جا کر اسے آواز دی۔

رانی نے چونک کر حیرت سے آنکھیں کھولیں...... خوف کے سائے آنکھوں میں لہرائے...... اور راجہ کی طرف پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

گلفام اندر آیا تو وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

گلفام نے حیرت سے اس کی حالت کی طرف دیکھا اور حیران رہ گیا۔

"دیکھا گلفام...... میری رانی کیا سے کیا ہوگئی ہے" راجہ افسردگی سے بولا۔

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"رانی...... یہ ہمارا مہمان ہے گلفام...... تم اسے نہیں جانتی مگر یہ تمہیں جانتا ہے اس سے میں اکثر تمہارے بارے میں باتیں کرتا ہوں...... بہت اچھا انسان ہے" راجہ بولتا رہا اور وہ چپ چاپ سنتے رہے۔

"آپ اب کیسا محسوس کرتی ہیں......"

"ٹھیک ہوں......"

"گلفام...... دیکھنا میں اب جو اس کے لئے مشروب تیار کرنے جا رہا ہوں...... اس سے یہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی"

"راجہ کونسا مشروب......؟"

"وہی والا......"

"نہیں راجہ وہ مت بنانا......"

"اب وہ ضروری ہو گیا ہے"

"نہیں...... میں اس کے لئے تمہاری زندگی خطرے میں نہیں ڈال سکتی"

"میری زندگی سے کیا فرق پڑتا ہے...... بس تم ایک دفعہ ٹھیک ہو جاؤ......"

"لیکن میں یہ کبھی نہیں چاہوں گی مجھے صرف تمہاری زندگی چاہیئے۔"

"اور مجھے صرف تمہاری زندگی...... گھبراؤ نہیں...... گلفام میرے ساتھ ہے......"

"اس لئے تو ڈر رہی ہوں......"

"اب تو تمہیں نہیں ڈرنا چاہیئے...... اب ہم دو ہیں...... گھبراؤ مت...... چلو گلفام چلتے ہیں...... تم دروازہ بند کرلو...... آج کی رات ہم وہیں مصروف رہیں گے......"

رانی پریشان ہوگئی وہ جانتی تھی کہ یہ مشروب تیار کرنا کتنا کٹھن کام ہے، صندل کا۔ صرف چند لکڑیوں کا الاؤ روشن کر کے ساری رات اس کے گرد گھوم گھوم کر جڑی بوٹیوں کا عرق نکالنا کوئی آسان کام نہ تھا...... اس میں جہاں آگ کی لو کا دھیان رکھنا پڑتا ہے کہ وہ کہیں زیادہ بھڑک نہ جائے اور نہ کم ہو جائے وہاں جڑی بوٹیوں کی مقدار اور آنچ کا بھی خیال رکھنا پڑتا تھا...... ساری رات راجہ آگ کے گرد چکر لگاتا رہا اور گلفام حیرت سے اسے دیکھتا رہا...... کس جانفشانی سے آگ کے گرد منڈلا رہا تھا جیسے پروانہ ساری رات شمع کے گرد

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

لو کے بجھنے کا انتظار کرتا ہے راجہ ساری رات اس میں یوں مصروف رہا کہ نہ تو اس کو تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی نہ ہی کسی قسم کی پریشانی یا قلق...... نجانے اس کے دل میں کیا جذبہ تھا کہ وہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی نہ بیٹھا...... گلفام حیران ہو رہا تھا اس شخص کی محنت اور لگن پر......

"راجہ چند منٹوں کے لئے ہی بیٹھ جاؤ"

"نہیں گلفام اگر میں بیٹھ گیا تو ساری محنت رائیگاں جائے گی اور اگر یہ الاؤ بھڑک گیا تو پھر میں بھسم ہو جاؤں گا...... بس تم دیکھتے رہو......"

"راجہ اتنا مشکل کام ہے......"

"ہاں...... لیکن اس سے رانی کو ضرور افاقہ ہو گا......"

"کیا تمہیں یقین ہے......؟"

"ہاں...... یہ شرطیہ ہے......" اس میں اب پہلے والی نا امیدی کا شائبہ تک نہ تھا...... وہ کتنا پر امید ہو رہا تھا۔

"تمہاری پر امیدی خوش آئند ہے۔"

جواباً وہ مسکرایا۔

صبح نور کے تڑکے وہ تھک کر چور ہو چکا تھا اور اس کی ہمت جواب دے رہی تھی مگر وہ اپنے کام کو ادھورا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اور گلفام اسکو دیکھ دیکھ کر تھک چکا تھا اور اب دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے سو رہا تھا...... راجہ اسکی طرف دیکھ کر مسکرایا...... اور اپنے کام میں مصروف رہا...... سورج کی کرنیں ہر طرف اجالا کرنے لگیں اور آسمان اس کی آب و تاب سے روشن ہونے لگا یہ کرنیں گلفام کے چہرے پر پڑیں تو وہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ راجہ کو اسی حالت میں دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔

"راجہ تم ابھی تک اسی میں مصروف ہو......"

"ہاں...... یہ مشروب تو گویا اپنی ہڈیوں سے تیار کرنے کے مترادف ہے"

کیا تم تھکے نہیں......؟"

"بہت...... لیکن وہی جواب...... میں ہر قیمت پر اپنی منزل پانا چاہتا ہوں...... گلفام مجھ میں ابھی اتنی سکت ہے...... تم جاؤ"

نہیں...... میں تمہیں اکیلا چھوڑ کر نہیں جاؤں گا"

راجہ اپنا کام کرتا رہا اور گلفام اس کے پاس بیٹھا دیکھتا رہا...... راجہ کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں اور صاف لگ رہا تھا کہ اس سے اب مزید کھڑا نہیں ہوا جائے گا۔

"راجہ میں دیکھ رہا ہوں—— اب تم میں ہمت نہیں رہی......

لاؤ مجھے تم سکھاتے جاؤ تو میں کرتا ہوں——"

"اچھا...... یہ لو اس کو تھام لو——" اس نے ڈرم کے اندر وہ جڑی بوٹیاں ڈالی ہوئی تھیں اور موٹے سے ڈنڈے کے ساتھ ان کو مسلسل الٹ پلٹ کرنا تھا۔

"گلفام...... آگ کے گرد گھوم گھوم کر ان کو ہلاتے جانا ہے سنور کنا نہیں ہے اور ساتھ ساتھ الاؤ میں یہ صندل کی لکڑیاں ڈالتے جانا چاہیے تب تک یہ عمل جاری رہتا ہے...... میں ذرا دم لے لوں تم تھک جاؤ تو مجھے آواز دے دینا اس نے ایک دو دفعہ اس کو سکھایا...... جب مطمئن ہو گیا تو دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا—— گلفام کے لئے یہ سب بہت مشکل تھا اس نے ایک دفعہ آگ کے گرد چکر لگایا تو تھکاوٹ سی محسوس کرنے لگا...... لیکن وہ راجہ کے چہرے کی طرف بھی دیکھ رہا تھا...... جس پر تھکاوٹ اور شب بیداری کی لکیریں صاف طور پر نمایاں تھیں...... اس نے ایک دو دفعہ تو لکڑیاں بھی آگ میں جھونکیں مگر اب جیسے جیسے سورج نصف النہار کی طرف جا رہا تھا...... آگ کے الاؤ نے بھی اور بھڑکنا شروع کر دیا تھا...... اسے گرمی اور پیاس بھی محسوس ہونے لگی اور تھکاوٹ بھی—— اس نے راجہ کو ایک دو دفعہ آواز بھی دی مگر اس کو تو جیسے موقع ملا تھا—— آگ کا الاؤ ذرا سا دھیما ہونے لگا تو اس نے جلدی سے ایک ہاتھ سے لکڑی اٹھانے کی کوشش کی اور اسے بمشکل اٹھا کر آگ میں پھینکا۔ بے خیالی میں آگ اس زور سے بھڑکی کہ اس کے کپڑوں کو ذرا سا کیا چھویا سارے وجود کو وہ گھیرنے لگی...... اس کی چیخ فضا میں بلند ہوئی—— راجہ کی فوراً آنکھ کھل گئی اور وہ بدحواسی میں اس کی طرف لپکا جلدی سے اس کو لے کر زمین پر لوٹنا شروع کر دیا آگ تو بجھ گئی مگر وہ درد سے کراہنے لگا...... وہ بمشکل اسے اٹھا کر چارپائی تک لایا...... اور اس کے کپڑے اتارنے لگا پریشانی کے اوپر پریشانی...... مشروب وہیں کا وہیں نجانے کب سے جل رہا تھا...... راجہ اس کی پرواہ کئے بغیر اس کی مرہم پٹی میں لگ گیا—— اس کے جسم کے بعض حصے شدید جل گئے تھے...... صرف چہرہ صاف رہا تھا اور ہاتھ—— پاؤں پر بھی ایکدم پھپھولے ہو گئے تھے...... راجہ کے لئے یہ سب بہت تکلیف دہ تھا۔ گلفام اب بے ہوش اس کے سامنے پڑا تھا اور وہ اس

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کے منہ میں رس ٹپکا رہا تھا...... راجہ کو دکھ سا محسوس ہونے لگا...... دونوں جو اسے عزیز از جان تھے اب کیسے اس کے سامنے بیمار اور بے بسی کی حالت میں پڑے تھے اور وہ دونوں کے لئے کچھ بھی نہ کر پایا تھا...... رانی کے لئے اب مشروب کیسے تیار ہوگا اور گلفام...... خدا کرے جلد ٹھیک ہو جائے...... ورنہ راجہ جیتے جی مر جائے گا...... وہ اسے مرہم لگا رہا تھا اس کے پھپھولے ایک دم بدن سے پھوٹ کر کپا بن رہے تھے جیسے کب سے وہ باہر آنے کے منتظر تھے شاید اندر کا زہر اور کرب ان میں اتنا بھر چکا تھا کہ موقع پا کر فوراً ہی پھوٹ نکلے۔ راجہ کی آنکھوں میں آنسو رواں ہو گئے...... وہ ہر پھپھولے پر مرہم لگاتا جا رہا تھا اور آنسو بھی صاف کرتا جاتا...... گلفام کی معصومیت پر اسے زیادہ رونا آ رہا تھا...... وہ خواہ مخواہ ان کی وجہ سے کس عذاب سے گزر رہا تھا...... وہ کتنا محبت کرنے والا یوں لیٹا کتنا بے بس اور مجبور لگ رہا تھا......

راجہ کافی دیر اس کو مرہم پٹی کرنے کے بعد چھوڑ کر واپس گیا...... آگ اب راکھ کا ڈھیر بن چکی تھی...... جڑی بوٹیاں جل کر سیاہ ہو چکی تھیں اور ان میں سے سڑاند جیسی بدبو آ رہی تھی...... راجہ کو دکھ سا محسوس ہونے لگا...... وہ اسی ندامت میں اندر گیا......

رانی آنکھیں بند کئے لیٹی تھی...... اس نے اسے آوازیں دیں مگر اس نے بالکل آنکھیں نہ کھولیں...... وہ گھور کر اس کی جانب بڑھا اور اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا...... وہ بخار سے بری طرح پھنک رہی تھی...... اسے مزید پریشانی ہونے لگی...... آج بہت دنوں کے بعد اچانک بخار کا حملہ اس پر کیسے ہو گیا تھا...... اس نے جلدی سے کچھ جڑی بوٹیاں پانی میں گھول کر اسے پلا دیں اور خود ٹھنڈے فرش پر لوٹنے لگا...... شاید ساری رات آگ کے گرد منڈلانے سے اسکے اندر آگ سی لگی تھی یا پھر گلفام کے ساتھ لپٹنے سے اسے بھی آگ کی تپش پہنچی تھی...... وہ کتنی دیر فرش پر لوٹتا رہا...... اور پھر وہیں پر سو گیا...... جب آنکھ کھلی تو کافی دیر گزر چکی تھی...... شاید دوسرا دن...... اس نے پلنگ کی جانب دیکھا...... رانی اپنے بستر پر نہ تھی...... وہ پریشانی میں اٹھا...... اور باہر نکل گیا...... رانی بجھی راکھ کو کرید رہی تھی۔

"رانی تم ٹھیک ہو نا......"

"ہاں...... تمہیں کیا ہوا تھا......؟"

"تم اپنی سناؤ...... بخار کم ہوا......"

"ہاں......"

"راجہ وہ مشروب تیار نہیں ہو سکا؟"

"نہیں......"

"کیوں......؟"

"بس میری طبیعت خراب ہو گئی تھی......" وہ اسے گلفام کے بارے میں بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"تو سب کچھ جل گیا......"

"ہاں......"

"راجہ سب کچھ جل گیا......"

"ہاں......"

"راجہ تم نے جلنے دیا......؟" اس نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔

"تو اور کیا کرتا...... میں مجبور ہو گیا تھا۔"

"راجہ جب انسان مجبور ہو جاتا ہے تو وہ اپنی قیمتی شے بھی لٹا دیتا ہے......"

"ہاں...... شاید ایسا ہی ہوتا ہے...... مجبوری میں انسان کو واقعی کچھ سمجھ نہیں آتی...... بعض اوقات تو مجبوری بہت عقل والوں کو بھی لے ڈوبتی ہے...... ہر مثبت قوت کو کاٹنے کے لئے منفی طاقت بھی موجود ہوتی ہے...... شاید یہی قانون قدرت ہے......"

رانی اسکا جواب سن کر خاموش اور افسردہ ہو گئی۔

"رانی...... تم پریشان مت ہو میں پھر کسی روز کوشش کروں گا کہ تمہارے لئے وہ مشروب تیار کر سکوں......"

"راجہ مجھے مشروب کی تو فکر نہیں......"

"پھر اداس کیوں ہو گئیں......؟"

"تمہاری محنت کے اکارت جانے کا دکھ ہوا ہے......"

"ہاں بعض اوقات کنارے تک پہنچتے پہنچتے ایک ایسی لہر آتی ہے جو ایک ہی آن میں کشتی کو ڈبو دیتی ہے...... بس یہ تو قسمت کی بات ہے...... میں بہت پرامید بھی تھا اور ساری رات محنت بھی کی...... بس تھوڑا سا کام رہ گیا تھا کہ......"

"کوئی بات نہیں راجہ...... تم پریشان مت ہو...... اب میں کچھ بہتر ہوں......"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

''شکر ہے رانی میں تمہارے منہ سے ایسے ہی الفاظ سننا چاہتا ہوں کہ تم ٹھیک ہو...... تم بہتر ہو رہی ہو...... ورنہ جب تم مایوسی کی کوئی بات کرتی ہو تو میرا دل کٹنے لگتا ہے۔ جب تم پر امید ہوتی ہو...... گویا میں بھی پر امید ہو جاتا ہوں اور جب تم اداس ہوتی ہو تو میں تم سے زیادہ اداس ہو جاتا ہوں...... بس تم اداس مت ہوا کرو......'' راجہ نے جذباتی ہو کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''اچھا...... میں کوشش کروں گی......'' وہ مسکرا کر بولی۔

راجہ کو اس کی باتوں سے ایک دم ڈھارس سی ہونے لگی۔ یوں لگا جیسے اس کے بدن میں کرنٹ آ گیا ہو...... امید جوش اور خوشی کے ملے جلے جذبات پیدا ہونے لگے...... وہ پر امید ہو کر اٹھا......

''رانی اب میں تمہارے لئے وہ مشروب ضرور تیار کروں گا وہ مصمم ارادے سے بولا......''

''مشروب سے زیادہ مجھے تمہاری ضرورت ہے......''

''کیا واقعی...... رانی یہ تم ہو......؟'' بہت دنوں کے بعد رانی اسی لے میں بات کر رہی تھی اور اسے یقین نہین آ رہا تھا۔

''ہاں...... تمہیں یقین نہیں آ رہا''

''سچی بات ہے مجھے واقعی یقین نہیں آ رہا......''

''راجہ کیا تمہیں مجھ پر یقین نہیں......''

''نہیں...... ایسی بات نہیں...... مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا...... بہت دنوں کے بعد تم مجھے پہلے جیسی رانی لگ رہی ہو ورنہ میں تو مایوس ہو چلا تھا...... شکر ہے خدا کا تم ٹھیک ہو گئی ہو......''

''آج واقعی میرے ذہن کو کچھ سکون ملا ہے...... راجہ تم نے مجھے کچھ پلایا تو نہیں تھا......''

''ہاں...... تم بخار میں تپ رہی تھیں پھر میں نے کچھ جڑی بوٹیاں تمہیں پلائی تھیں......''

''شاید...... انہیں کا اثر ہے...... کہ میرے ذہن میں کوئی ہلچل نہیں کوئی ہیجان

نہیں...... یوں لگ رہا ہے جیسے میرا دماغ رک سا گیا ہے...... صرف سیدھی لائن میں سوچ رہا ہے......''

''یہ تو بہت اچھا ہوا...... اس کا مطلب ہے ان جڑی بوٹیوں سے تمہیں افاقہ ہوا ہے پھر میں تمہیں یہی پلا دیا کروں گا...... جب ضرورت ہو گی''

''لیکن میرا سر کچھ بھاری بھاری بھی ہو رہا ہے''

''تم جا کر آرام کرو...... اٹھو...... چلو اندر......'' وہ اسے بازو سے پکڑ کر اندر لے گیا اور اسے بستر پر لٹا دیا...... اور خود باہر آ گیا...... آج بہت دنوں کے بعد وہ مسرور ہو رہا تھا...... اسے واقعی یقین نہ آ رہا تھا...... کہ رانی ٹھیک ہو گئی ہے...... وہ بے انتہا خوش تھا اتنا خوش کہ شاید کوئی پیمانہ اس کی خوشی کو ناپ نہ سکتا تھا۔

وہ خوشی میں بھول گیا تھا کہ جس کو وہ اپنی خوشی بتانے جا رہا تھا بے سدھ پڑا تھا۔ اسکے قریب جا کر راجہ کو احساس ہوا کہ وہ کتنے کرب میں مبتلا تھا...... وہ بار بار اپنے خشک لبوں پر زبان پھیرتا اور وہ مسلسل درد سے کراہ رہا تھا راجہ کو احساس ہونے لگا کہ اسے گلفام کو تنہا چھوڑ کر نہیں جانا چاہئے تھا لیکن وہ تو رانی کی وجہ سے اس کو چھوڑ کر گیا تھا...... مگر اب رانی ٹھیک تھی اس لئے مطمئن ہو کر وہ اس کے پاس بیٹھ گیا...... اس کے پھپھولوں پر ہاتھ لگا کر ان کو اچھی طرح دیکھنے کی کوشش کرنے لگا...... سب سے زیادہ نقصان پاؤں اور کمر کو ہوا تھا...... وہ انہیں اچھی طرح جانچنے کے بعد جڑی بوٹیاں ڈھونڈنے چلا گیا وہاں پر کافی دیر لگانے کے بعد لوٹا تو انہیں پیسنے لگا...... اور انہیں اس کے زخموں پر لگانے لگا...... یوں لگا جیسے اس کی جلن آہستہ آہستہ کم ہو رہی تھی...... جیسے ہی وہ مرہم ان پھپھولوں پر رکھتا...... اس کے اندر ایک ٹھنڈک سی حلول کر جاتی اور وہ کراہنا بند کر دیتا راجہ کتنی دیر بیٹھا اس کا سر سہلاتا رہا اور پھر اٹھ کر جھونپڑی کی طرف آ گیا...... رانی پلنگ پر بیٹھی پھولوں کی ٹوکری میں سے خشک، مرجھائی ہوئی پتیاں علیحدہ کر رہی تھی کئی دنوں کے بعد اس نے وہ ٹوکری اٹھائی تھی۔

''راجہ آج باغ میں پھول توڑنے چلتے ہیں......'' وہ اسے اندر آتا دیکھ کر بولی۔

''میں تمہاری خواہش کا ضرور احترام کرتا...... لیکن رانی شام گہری ہو رہی ہے اور میں آج کی رات مہمان کے پاس ٹھہروں گا''

''کیوں......؟'' وہ سخت حیران ہوئی شاید زندگی میں پہلی بار وہ کہیں باہر رکنے کو کہہ

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

رہا تھا......

"ہاں......ضروری کام ہے"

"ایسا بھی کیا ضروری کام ہے کہ تم رات اس کے پاس رہو گے"

"کہا نا رانی......تم خواہ مخواہ پریشان مت ہو اور اپنے ذہن پر بوجھ مت ڈالو...... زندگی کا معمول کبھی نہ کبھی تو بدلتا ہے...... زندگی ایک ہی دھارے میں بہنے کی تو محتاج نہیں ہے...... زندگی تو ضرور بدلے گی...... اور پھر میں کہیں زیادہ دور تو نہیں جا رہا...... کہا نا میں آ جاؤں گا......فکر مت کرو......اور سو جاؤ......"

وہ کہہ کر چلا گیا اور رانی پھر پریشان ہو گئی...... کیا ہوا اسے...... کہ راجہ مجھے چھوڑ کر اس کے پاس چلا گیا ہے ضرور کوئی پریشانی کی بات ہے...... اور اسے کیا ہوا...... اسے کچھ نہیں ہو سکتا......اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور گھبراہٹ شروع ہو گئی وہ ایک دفعہ جا کر اسے دیکھنا چاہتی تھی......مگر اس کے پاؤں میں زنجیر تھی......اس کا حکم جو ٹھہرا تھا......لیکن اگر وہ بیمار ہے تو وہ اسے ضرور جا کر مل سکتی ہے حکم عدولی کر سکتی ہے......لیکن اگر وہ بیمار نہ ہوا تو وہ ناراض ہو گا......اور وہ اسے ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی اور پھر راجہ بھی تو ادھر ہے...... وہ بھی ناراض ہو جائے گا......اس کا دل اور تیزی سے دھڑکنے لگا اور گھبراہٹ چھانے لگی وہ سخت پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر گھومنے لگی...... پھر جھونپڑی سے باہر نکل آئی...... آسمان پر چاند، ستاروں کے ساتھ پوری طرح براجمان تھا...... اور سیاہ تاریک چادر پر سفید چمکیلے جگنو سے چمک رہے تھے......سب کچھ بہت اچھا لگ رہا تھا...... مگر اسے کچھ بھی اچھا نہ لگ رہا تھا۔ اس کا دل سخت پریشان تھا...... وہ کیا کرے...... کہاں جائے...... اور کس سے پوچھے اور وہ ادھر ہی چکر لگاتی رہی پھر دل کی بے تابی کم کرنے کے لئے باغ کی طرف چلی گئی...... وہاں بھی سناٹا تھا...... سفید دودھیا چاندنی میں باغ میں کھلے پھول یوں لگ رہے تھے جیسے وہ بھی سفید چاندی کے بن گئے ہوں اور اپنی جگہ نقلی پھولوں کی طرح بے حس و حرکت کھڑے ہوں...... سب کچھ کتنا خوبصورت لگ رہا تھا...... جہاں جہاں وہ جا رہی تھی...... چاند بھی اس کے ہمراہ ہوتا چاند کی روشنی میں وہ پوری طرح نہا گئی تھی مگر پھر بھی اطمینان نہیں مل رہا تھا...... کتنی دیر وہ وہیں ٹہلتی رہی پھر بھی چین نہ پا کر ندی کی طرف نکل گئی...... اور اس کے ٹھنڈے شفاف پانی میں پاؤں رکھ کر کھڑی ہو گئی چاند پھر عین اس کے سر پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے اس کی نگہبانی کر رہا ہو......

اس کے پاؤں ٹھنڈے یخ ہو چکے تھے مگر اندر کی تپش کسی طرح کم نہ ہو رہی تھی...... جو بے چینی لگی تھی وہ کس سے پوچھنے جاتی...... اس کا علاج تو صرف اس کے پاس تھا وہاں وہ جا نہ سکتی تھی...... کس دوہرے عذاب میں وہ پڑ گئی تھی...... وہ پانی میں چاند کا عکس دیکھتی رہی ...... تم کبھی بھی مجھے تنہا نہیں رہنے دیتے...... میں بڑی مشکل سے تمہارے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتی ہوں کہ تم پھر مجھے آ دبوچتے ہو...... تم مجھے کیوں تنگ کرتے ہو...... کیا میری ساری زندگی اپنے آپ سے لڑتے گزر جائے گی...... اب تو تمہیں فیصلہ کر لینا چاہئے...... خدا کے لئے تم یہاں سے چلے جاؤ...... مجھ میں اب تاب نہیں کہ تمہیں مزید برداشت کر سکوں...... تم چلے جاؤ خدا کے لئے...... میرے اندر کے سکون کو تہہ و بالا مت کرو وہ روہانسی ہو گئی...... اور اب نجانے تمہیں کیا ہو گیا ہے اور اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو...... کیا میں جی پاؤں گی...... بولو میرے چاند...... کیا میں تمہاری روشنی کہیں اور سے ڈھونڈ پاؤں گی...... کیا دنیا کی کوئی اور شے مجھے تم جیسی ٹھنڈک اور سکون دے سکے گی......تم ہمیشہ وقت پر نہ بولنے کی قسم کیوں کھا لیتے ہو......تم نے کبھی مجھے مطمئن نہیں کیا اور اگر تم مجھے مطمئن کر لیتے تو کاش میں اتنی نہ بکھرتی...... لیکن میں جانتی ہوں کہ تم مجھے کیسے مطمئن کر سکتے تھے تم تو خود بکھرے ہوئے ہو...... پور پور......تمہارا اندر بھی میری طرح زخمی ہو چکا ہے مگر ہم اپنے اوپر خول طاری رکھیں گے...... لیکن کب تک ......کبھی تو یہ خول اترے گا...... پھر جب اس خول سے نکلو گے......تو کیا وہی ہو گے...... جیسے میری آنکھوں نے تمہیں دیکھا تھا...... کاش اے چاند......تم کبھی دھرتی سے مل سکتے...... کاش ندی کے یہ دو دھارے آپس میں مل جائیں...... کاش اے چاند تیرا محبوب چکور کبھی تجھے مل سکے اور...... اس دنیا میں جو لوگ دوسروں سے سچی اور کھری محبت کرتے ہیں...... وہ بھی مل جائیں...... کاش ایسا ہو......مگر ایسا نہیں ہوتا...... کیوں نہیں ہوتا...... اگر سب مل جائیں تو جدائی کا دکھ کون سہے......فراق کا کرب اور ہجر کی لمبی ساعتوں کا زہر کون پئے...... اے دلوں کے بنانے والے...... اور روحوں کی تخلیق کرنے والے...... ان مٹی کے پتلوں کا خمیر گارے سے اٹھانے والے...... اور ان کی سرشت میں محبت کا امرت گھولنے والے...... ان کے پینڈوں میں وہ امرت نیچے کا نیچے کیوں دھرا رہ جاتا ہے...... اوپر آتا ہے اور پھر نیچے چلا جاتا ہے اور پھر شاید ہمیشہ کے لئے جم جاتا ہے...... ایسا کیوں ہوتا ہے...... بار بار...... کہ یہ محبت امرت نہیں زہر بن کر دلوں کو پژمردہ اور روحوں کو کھوکھلا کر دیتی ہے اور مٹی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کے یہ پتلے کہاں تک جائیں...... کہاں تک سفر کریں...... کس کے سہارے...... تو ہی بتا...... کچھ تو توڑ ہو...... جب تو محبت کا یہ منتر دلوں پر پھونکتا ہے...... تو یہ لوتھڑے متحرک ہو کر نازک آبگینے بن جاتے ہیں...... اور ایسے جیسے شیشے کے محل کہ ہر لمحہ یہی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کس طرح ان شیشے کے محلوں کو کرچی کرچی ہونے سے بچایا جائے...... کوئی منتر ہمیں بھی تو دے کہ ہم اپنے دلوں کو بدل سکیں...... ہم جن سے محبت کرنا چاہتے ہیں...... دل جن کیلئے بدکتا ہے...... تو ان کے دلوں پر اور منتر پھونک دیتا ہے...... اور وہ اور طرف نکل جاتے ہیں...... ان کی نظریں کسی اور کے سحر میں گرفتار ہو جاتی ہیں اور ہم جو ان کی راہ کی دھول دیکھتے رہتے ہیں...... سارا وقت معجزوں کے منتظر رہتے ہیں...... اور شاید معجزے ہو جاتے ہیں اور ہمیں پتا نہیں چلتا...... تو ہی بتا ہم کدھر جائیں...... ایسا کر...... ہمارے دلوں کو مرقد بنا دے اور روحوں کو اس میں دفن کر دے...... ہم نہ کچھ بن سکیں نہ بول سکیں نہ کہہ سکیں...... نہ دیکھ سکیں...... ہمارا بھرم بھی قائم رہے...... اور تیری عزت بھی...... میں کیا کہوں میرے پاس الفاظ کم ہوتے جا رہے ہیں اور سوچیں بکھرتی جا رہی ہیں جیسے تاریکی کے مہیب سائے روشنی کے جگنوؤں کو نگلتے ہیں...... جیسے آدم خور جن تمام نظر آنے والے انسانوں کو زندہ نہیں چھوڑتا...... میں کہاں تک بولوں...... اور بولتی رہوں...... نہ تو کان دھرتا ہے نہ تیرا یہ چاند، اور میں سونی آنکھیں اور خالی کشکول لئے دربدر کب تک بھٹکتی رہوں...... بول...... بول کچھ تو بول...... میرے چاند تو ہی بول...... تجھ سے تو میں شناسائی کا دعویٰ کرتی ہوں...... کیا تجھے کسی سے یہ دعویٰ کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا...... وہ بھی دعویٰ نہیں کرتا...... ایسے رخ موڑتا ہے جیسے جانتا ہی نہیں کبھی خود ہی یہ کرب میں مبتلا کرتا ہے اور پھر خود بھی اس میں ہی مبتلا ہوتا ہے...... پھر تڑپتا ہے...... کسمساتا ہے...... مگر کچھ نہیں کہتا...... ٹھیک ہے سب اپنی اپنی ذات کے بھرم کو قائم رکھنے کے خواہشمند ہیں...... لیکن وہ جو دوسرا ہے...... اس کو کس کی سزا مل رہی ہے...... سن...... صرف تیری وجہ سے وہ ناحق جل رہا ہے...... تو ہی اس کو جلا رہا ہے تو جلا کر کیوں خوش ہوتا ہے...... کبھی اپنی مدہم روشنی میں...... دوسروں کے دلوں کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا ہے اور کبھی اپنی جلوہ نمائی اور جادوئی کرنوں سے دوسروں کو بھسم کرتا ہے...... تو ہے کہ بس جلاتا ہے...... کاش تو خود بھی جلے...... ایسی جلن میں جو کسی کو نظر نہ آئے صرف اندر ہی اندر ایسی جلن جو تجھے بھی بھسم کرے جو تجھے بھی راکھ کا ڈھیر بنا دے...... جو تیرے وجود سے یہ تیرا چمکتا دمکتا خول اتار پھینکے پھر تجھے پتا

چلے کہ دوسروں کو جلانے میں جو لطف تمہیں آتا تھا اب اس میں کتنا کرب چھپا ہے...... جب تو اس تکلیف سے دوچار ہوگا پھر تجھے پتا چلے گا...... اور جان لے کہ تو جل کر رہے گا...... تو ضرور جلے گا...... وہ سوچوں کے جزیرے میں اتنی آگے چلی گئی جہاں آتش فشانوں کا سلسلہ شروع ہوتا تھا اور پھر ایک کے بعد دوسرا آتش فشاں پھٹنے لگا اور پھر آگ اردگرد پھیلنے لگی اور پھیلتی ہی گئی اس کا وجود جو پانی میں کھڑا تھا ہر طرف سے آگ میں گھر چکا تھا اور اب اس میں سے دھواں ہی دھواں نکل رہا تھا۔ اور اس دھوئیں میں سے اس کی سانس بمشکل ہی باہر آ رہی تھی...... وہ دھڑام سے پانی میں گر گئی اور کتنی ہی دیر پانی میں گم صم گٹھڑی کی مانند بیٹھی رہی۔

سارا جسم ندی کے پانی میں نہا گیا مگر اس آگ کا کوئی توڑ نہ تھا جو اندر لگی تھی اور ابھی بھی بجھنے نہ پا رہی تھی...... رات کی تاریکی آہستہ آہستہ کم ہونے لگی...... کہیں سے صبح کی آمد کا پیغام اسے مل گیا تھا اسی لیے وہ اپنا سیاہ چوغہ لپیٹنے کی کوشش کر رہی تھی وہ بھی سب کچھ ساری سوچیں اور ساری تلخیاں رات کی تاریکی مین دفن کر کے لوٹ آئی...... راجہ ابھی تک نہیں لوٹا تھا وہ خود بھی دور ہے اور راجہ بھی اس سے دور ہونے لگا ہے...... اس نے تلخی سے سوچا اور جھونپڑی کے اندر جا کر لیٹ گئی کروٹیں بدلتی رہی مگر کسی پل بھی سکون نہ مل رہا تھا...... اس کی آنکھیں رات کی آتش فشانوں کے پھٹنے سے سرخ لاوا برسا رہی تھیں...... اور چہرے پر تانبے جیسی پیلاہٹ اور زردی چھائی ہوئی تھی...... وہ راجہ کا انتظار کرنے لگی...... روشن صبح اپنے پہلو میں نرم گرم کرنیں اور ٹھنڈے جھونکے لیے نمودار ہوئی...... تو راجہ اس کا پیغام پا کر واپس آ گیا لیکن اس کی لال بھبھوکا آنکھیں دیکھ کر ڈر سا گیا۔

"رانی...... کیا ہوا تمہیں...... تم ٹھیک تو ہو نا...... رات کو تم ٹھیک تھی اور اب...... کیا پھر......؟" وہ دبے دبے لہجے میں بولا۔

"میں ٹھیک ہوں...... میرے سر میں شدید درد ہے...... لیکن راجہ تم اتنی دیر سے کیوں آئے ہو......؟"

"میں نے تمہیں بتایا تھا نا کہ میں مہمان کے پاس ٹھہر گیا تھا"

"راجہ مہمان ہماری زندگیوں پر زیادہ حاوی نہیں ہوتا جا رہا......"

"کیا مطلب......؟" وہ چونکا۔

"اس سے پہلے تو آج تک تم کبھی گھر سے باہر نہیں رہے اور اس کی وجہ سے تم......"

www.pdfbooksfree.pk
Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

''اچھا...... میں سمجھ گیا......تو اس میں...... ناراضگی کی کونسی بات ہے''

''راجہ ......تم اس مہمان کو جلدی یہاں سے فارغ کرو...... میں اب اس کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں سننا چاہتی......؟'' وہ تلخی سے بولی

''رانی...... تمہیں کیا ہو گیا ہے......تم بہت کھلے دل کی مالک تھیں......تم تو بہت سخی اور فیاض تھیں......تم اتنی تنگ نظری کیوں ظاہر کر رہی ہو۔

''تمہاری یہ باتیں سن کر......'' راجہ بھی تلخ ہونے لگا۔

''بس میں کچھ نہیں جانتی......تم چاہے مجھے جو کچھ مرضی کہو......مگر میں اب اس کو مزید ایک لمحہ بھی برداشت نہیں کر سکتی۔''

''ٹھیک ہے وہ چلا جائے......''

''کیسے چلا جائے......وہ تو سارا جل چکا ہے......''

''کیا......؟'' اس کے منہ سے چیخ سی نکلی

''ہاں اس رات ہم دونوں تمہارے لیے مشروب تیار کر رہے تھے میں بہت تھک گیا تھا اس نے میرا کام سنبھالا......نجانے کیسے میری آنکھ لگ گئی اور جب آنکھ کھلی تو آگ نے اس کو بری طرح اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا رانی...... وہ بہت تکلیف میں ہے......ساری رات اس نے آنکھ نہیں کھولی...... مسلسل درد سے کراہ رہا ہے......میں مرہم لگاتا ہوں تو چند لمحوں کے لیے سکون ملتا ہے پھر وہی درد...... وہی بے چینی...... میں ساری رات اس کی وجہ سے نہیں سو سکا۔

اگر تم کہتی ہو تو اسی طرح سے اٹھا کر باہر پھینک آتا ہوں...... وہ غصے سے اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

''نہیں......'' وہ آہستگی سے بولی۔

راجہ غصے میں اٹھ کر چلا گیا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی......اس نے کیوں وہ دعا کی تھی...... چاند کے جلنے کی...... کہ اسکا اپنا چاند جل گیا تھا اور اب...... نجانے کیا ہوگا...... وہ کس کی آگ میں جل گیا تھا...... اور کس لیے اب جل رہا تھا...... اسے اپنے آپ پر غصہ آنے لگا...... وہ ان لمحوں کو کوسنے لگی جب اس نے اس کے لیے برا سوچا تھا...... اور وہ...... اس کے لیے تو کبھی بھی برا نہیں سوچنا چاہتی تھی...... وہ تو ان لمحوں میں نجانے کیوں اتنی بے

بس ہو گئی تھی...... کس لیے اتنی لاچار...... کہ ہذیان بکنے لگی......اور اب وہ تڑپ رہا تھا......اور وہ اسکو کیسے دیکھنے جائے...... کیسے اس کے پھپھولوں پر اپنے لب رکھ کر ان کا سارا زہر چوس لے...... وہ اپنی ہی سوچوں میں پاگل ہو رہی تھی...... جب وہ مجبور ہو کر باہر نکلی......راجہ اس کو دیکھ کر ٹھٹھکا۔

''راجہ میں اسے دیکھنے جا رہی ہوں......''

''ہاں......لیکن اس کو یہ سب میری وجہ سے برداشت کرنا پڑا......''

''چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں......''

اور دونوں وہاں چلے گئے...... وہ وہاں اکیلی جانا چاہتی تھی...... لیکن خاموش رہی...... دونوں خاموشی سے چلتے رہے...... کسی نے بھی کوئی بات نہ کی وہ ابھی تک بے سدھ پڑا تھا......اس کی رنگت بھی جیسے جل چکی تھی...... یوں لگ رہا تھا جیسے چاند کو گرہن لگ گیا ہو یا پھر وہ سرمئی بادلوں کی اوٹ میں چھپا بیٹھا ہو وہ ابھی بھی کراہ رہا تھا...... وہ کتنی اذیت سے دوچار تھا......

''راجہ......اس نے بالکل آنکھیں نہیں کھولیں''

''نہیں......کل سے کوشش کر رہا ہوں''

''راجہ اب ہم اس کے پاس رہیں گے اور اس کی تیمارداری کرینگے......اس کو ہماری ضرورت ہے......تم اور میں ہر وقت اس کے پاس...... راجہ کو اس کی بات اچھی لگی......''

''میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ ہمیں...... اس کے پاس رکنا چاہیے...... اس کو واقعی ہماری بہت ضرورت ہے......راجہ تم بھی آرام کرو......تم ساری رات نہیں سوئے''

''اور تم......؟'' راجہ نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

''میں...... میں تو کچھ دیر سوئی تھی......''

''مگر تمہاری آنکھوں کے رتجگے کچھ اور ہی بتاتے ہیں۔''

''ہاں سوئی تھی مگر چند لمحوں کے لیے......''

''تو پھر تم سو جاؤ...... میں نے اس کے منہ میں رس ٹپکایا ہے...... ابھی یہ اور سوئے گا......ادھر ہی گھاس پر تم سو جاؤ اور ادھر میں سو جاتا ہوں تینوں نجانے کتنی ہی دیر سوتے رہے [illegible] آنکھ کھلی...... وہ پانی کے لیے تڑپ رہا تھا...... وہ بجلی کی سی سرعت کے ساتھ اٹھی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اور جلدی سے پانی اس کے منہ میں ٹپکانے لگی...... آہستہ آہستہ اس نے آنکھیں کھولیں...... اسے اپنے اوپر یوں جھکا ہوا دیکھ کر وہ حیران ہو گیا...... وہ اس کے اتنے قریب تھی کہ وہ اس کی سانسیں گن سکتا تھا۔

"تم...... یہاں کیسے......؟" وہ قدرے غصے سے بڑبڑایا۔

"میں...... میں اور راجہ ہم دونوں تمہارے پاس ہی ہیں......" وہ اٹھ کر فرش پر بیٹھ گیا۔

"راجہ......؟"

"ہاں...... وہ دیکھو...... وہ سو رہا ہے...... راجہ...... اٹھو...... گلفام کو ہوش آ رہا ہے......"

اس نے راجہ کو اونچی آواز میں بلانا شروع کیا تو راجہ نے بھی فوراً آنکھیں کھول دیں اور اس کے قریب کھسک آیا۔

"شکر ہے...... گلفام تم نے آنکھیں تو کھولیں...... ورنہ میں تو پاگل ہی ہوا جا رہا تھا"

"کیوں......؟"

"تم ٹھیک ہونا...... درد محسوس نہیں کر رہے......"

"ہاں...... کمر اور پاؤں میں جلن سی محسوس ہو رہی ہے...... لیکن پیاس بہت لگ رہی ہے"

"راجہ نے جلدی سے اس کا سر اپنی گود میں لے کر اس کو پانی پلانا شروع کیا۔

"گلفام تم بہت جلد ٹھیک ہو جاؤ گے...... فکر کی کوئی بات نہیں......"

"تکلیف کیسی...... اور جو تم نے اس کی وجہ سے تکلیف پائی"

"تینوں ایک دم خاموش ہو گئے جیسے چاروں اور سناٹا سا چھا گیا ہو"

"رانی تم یہیں رکو میں کچھ پھل لے کر آتا ہوں......" وہ خاموشی سے اسے جاتا دیکھنے لگی۔

"رانی تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا......"

"کیوں...... جلنے کا حق صرف تمہارا ہے......"

"اور میں کچھ نہیں جانتی...... میں راجہ کے ساتھ آئی ہوں اور تب تک ادھر رہوں گی جب تک راجہ مجھے جانے کے لیے نہ کہے۔ میں یہاں پر تمہاری مرضی سے نہیں آئی اور نہ ہی تمہارے حکم پر جاؤں گی......

"تم ضد کی بہت پکی ہو......"

"نہیں گلفام...... میں نے تو کبھی کوئی ضد نہیں کی...... کبھی بھی نہیں......"

اور دونوں خاموش ہو گئے...... تھوڑی دیر بعد راجہ آ گیا...... اس کے ہاتھ میں پھلوں کی ٹوکری تھی...... اس نے وہ ٹوکری رانی کو تھمائی اور وہ اس میں سے پھل کاٹ کاٹ کر راجہ کے آگے رکھنے لگی اور وہ اس کے منہ میں ڈالتا جاتا......

"راجہ لاؤ میں خود کھا لیتا ہوں......"

"نہیں تم حرکت نہ کرو...... میں اور رانی کس لیے ہیں تمہارے پاس...... تمہاری خدمت کیلئے ہی تو ہیں......"

گلفام نے بہت دنوں کے بعد پیٹ بھر کے کچھ کھایا تھا کیونکہ راجہ اسے زبردستی کھلا رہا تھا وہ لاکھ منہ بناتا اور اس کا بازو پیچھے کرتا مگر وہ اسے کھلا کر چھوڑتا......

"جب تک تم ٹھیک طرح سے کھاؤ گے نہیں تو کیسے ٹھیک ہو گے......"

"اور کب تک ہم سے خدمت کرواتے رہو گے......" رانی نے بے ساختہ کہا تو راجہ کھلکھلا کر ہنس دیا...... گلفام بھی مسکرا دیا

"بھئی سچے خادم تو کبھی بھی نہیں تھکتے......" راجہ نے اسے کہا۔

"سچے خادم نہیں تھکتے...... اور ہم خادم تو نہیں...... اس لیے تھک جائیں گے۔"

"نہیں رانی...... ابھی تو ہم اس کے خادم ہی ہیں...... سچ مانو تو مجھے تو بچوں جیسا عزیز ہونے لگا ہے......"

رانی اس کی بات سن کر خاموش ہو گئی اور گلفام کی طرف دیکھنے لگی

"راجہ اب میں اتنا بھی بچہ نہیں رہا...... جتنا چھوٹا تم نے مجھے بنا دیا ہے"

"ہاں بھئی...... اب تو تم کڑیل جوان ہو گئے ہو...... مگر مجھے وہ دن یاد ہے جب تم آئے تھے...... تمہاری مونچھیں بھی صحیح نہیں نکلی تھیں۔ کیسے رواں رواں سے بال...... اور دبلا پتلا بدن...... اب تم ایسے خوبصورت نوجوان ہو گئے ہو کہ دوشیزائیں مرنے کے لیے تڑپیں۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

رانی نے حیرت سے راجہ کی طرف دیکھا کہ وہ کیسی باتیں کر رہا تھا...... اس کے لہجے میں کتنی محبت تھی اس کے لیے اور آنکھوں میں کتنا پیار سمایا تھا......

"راجہ تمہاری انہی باتوں نے مجھے جلا کر رکھ دیا......"

"گلفام ایسے مت کہو...... میری نظر تمہیں نہیں لگی...... نجانے کس حاسد کی نظر تمہیں کھا گئی"

رانی اندر ہی اندر دل مسوس کر رہ گئی۔

"راجہ یہاں کون حاسد ہو سکتا ہے......"

"ہاں...... ویسے ہی کہہ رہا ہوں یہاں پر تو سب تمہارے اپنے ہیں محبت کرنے والے...... میں ہوں اور رانی...... اور ہم تو صرف تم سے پیار ہی کرتے ہیں......"

"ہاں...... جانتا ہوں"

"بس تم جلد ٹھیک ہو جاؤ...... تو پھر سب مل کر ندی کنارے جائیں گے"

"کیوں......؟"

"تمہاری صحت کا جشن منائیں گے...... راجہ مسکرایا

"راجہ اب تم لوگ گھر چلے جاؤ...... تم دونوں آرام کرو...... میں اب بہتر محسوس کر رہا ہوں......"

رانی راجہ کی طرف دیکھنے لگی۔

"نہیں بھئی...... ہم ادھر ہی رکیں گے جب تک ٹھیک نہ ہو جاؤ"

"راجہ میں کہہ رہا ہوں کہ میں ٹھیک ہوں...... تم لوگ جاؤ"

"ہم تمہاری کچھ نہیں سنیں گے...... بس تم چپ چاپ لیٹے رہو"

"رانی وہ پیالہ پکڑانا اس میں مرہم ہے میں اس کے زخموں پر لگاؤں"

"راجہ...... رانی کو گھر بھیج دو...... دیکھو کتنی دبلی ہو رہی ہے اور اس کا چہرہ بھی کتنا اترا ہوا ہے۔

"اچھا تم کہتے ہو...... تو میں اس کو بھیج دیتا ہوں ورنہ وہ یہاں سے نہیں جانا چاہتی"

"اچھی طرح جانتا ہوں......"

رانی نے اسے پیالہ پکڑایا اور اس کے قریب بیٹھ گئی

رانی یوں کرو...... تم گھر چلی جاؤ...... کچھ دیر آرام کر لو...... پھر آ جانا۔ رانی چپ چاپ اٹھ کر چلی گئی...... اسے معلوم تھا یہ حکم کس کی طرف سے صادر ہوا تھا جس کی طرف سے بھی تھا وہ اس حکم کو ٹالنا نہیں چاہتی تھی۔

گلفام کی جو حالت تھی اس نے اسے سخت پریشان کیا تھا اب وہ نجانے کتنے دن اس کرب میں گزارے گا...... پہلے ہی اذیت کم تھی جواب اور افتاد آن پڑی تھی...... جھونپڑی میں آ کر وہ لیٹی تو اسے گہری نیند آنے لگی وہ خود حیران ہونے لگی...... پلنگ پر لیٹتے ہی وہ چپکے سے نیند کی وادی کی سیر کرنے لگی...... آج وہ کتنا سوئی تھی اسے خود بھی اندازہ نہ ہو رہا تھا...... صرف یہی رات گہری تاریک ہو رہی تھی...... جب وہ بیدار ہوئی تھی آج ایسا کیا ہوا تھا کہ دل اتنے دنوں بعد یوں پرسکون ہوا تھا اور دماغ جیسے کسی کی خوشبو سے معطر ہو رہا تھا...... آج اس کا قرب جو نصیب ہوا تھا...... وہ لمحے کیسے امر ہو کر اس کے اندر محفوظ ہوئے تھے...... جب وہ اس کے بالکل قریب تھی کیسی خوشبو سی اس کے دماغ کو چڑھنے لگی تھی اور کیسا نشہ سا چھانے لگا تھا...... کیسی روشنی سی دل و دماغ کو منور کرنے لگی تھی اور اس وقت کیسی مسرور سی ہونے لگی تھی...... گلفام کیا جانے وہ اس کی سنگت سے کیسی خوشبو اور روشنی پاتی تھی...... کیا وہ بھی کسی قسم کا احساس پاتا تھا...... وہ دل میں سوچنے لگی...... شاید...... ہاں...... اسی لیے تو وہ اس کو وہاں رکنے نہ دے رہا تھا...... لیکن وہ ضرور اس کے پاس جا کر اس کی خدمت کرے گی...... اب تو راجہ کو بھی کوئی اعتراض نہ ہو گا...... وہ اٹھ کر ان کی طرف جانے لگی چاند کی روشنی چہار سو پھیلی تھی...... اور راجہ اور وہ بیٹھے باتیں کر رہے تھے اس کا مطلب ہے رات زیادہ نہیں گزری...... اس کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک سا گیا

"آؤ رانی...... اب تو تم ٹھیک لگ رہی ہو......" راجہ اسے مسرور دیکھ کر بولا......

"ہاں...... بہتر ہوں"

"تم لوگ بھی عجیب ہو...... ایک بیمار ہوتا ہے تو دوسرا ٹھیک اور دوسرا ٹھیک تو پہلا بیمار...... تم لوگوں نے تو مجھے بیمار کر دینا ہے"

"ہم تمہیں بیمار نہیں ہونے دیں گے......" رانی بولی

"کیوں......؟"

"ہماری تیمارداری کون کرے گا......"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"ہاں...... یہ سچ بات ہے۔۔۔" راجہ کھلکھلا کر ہنس دیا اور رانی کے اندر تاسف کی لہر سی دوڑنے لگی۔

"کتنا صاف شفاف انسان ہے۔۔۔ موتیوں جیسا سچا اور خوبصورت اور ...... میں...... لیکن میں اس کو کوئی دھوکا نہیں دے رہی۔۔۔ میں نے تو اپنے اندر ابھرنے والے ہر جذبے کو خود ہی کچلنے کی کوشش کی ہے۔۔۔ صرف اس کی خاطر...... میں اس کی گناہ گار تو نہیں...... میں نے اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی۔۔۔ میرا اندر بھی صاف ہے اس کی طرح...... کیا واقعی...... اس کی طرح...... وہ سوچ میں۔۔۔ پڑ گئی۔

"رانی کیا سوچ رہی ہو۔۔۔؟" راجہ نے اسے سوچوں میں گم دیکھ کر پوچھا

"کچھ نہیں...... بس یونہی۔۔۔"

"میں کچھ جڑی بوٹیاں لینے جا رہا ہوں مرہم ختم ہو رہی ہے...... تم گلفام کا خیال رکھنا......"

"ٹھیک ہے......"

"وہ اٹھ کر چلا گیا اور وہ بیٹھی گھاس نوچنے لگی...... گلفام چارپائی پر لیٹا شاید ستارے گن رہا تھا...... ہر طرف مکمل سکوت چھایا تھا۔۔۔ وہ چاہتی تھی کہ وہ کوئی بات کرے اس سے کچھ کہے...... کچھ تو...... وہ سب کچھ اس سے سننا چاہتی تھی...... مگر اس نے دانستہ آنکھیں بند کر لیں۔

"گلفام......" اس نے آہستہ سے اسے آواز دی مگر وہ چپ رہا۔

"گلفام...... گل...... گل۔۔۔" وہ اس کے قریب فرش پر بیٹھ گئی۔

اس نے آنکھیں کھول دیں......

"کیا بات ہے۔۔۔؟" وہ قدرے تلخی سے بولا......

"کیا تم مجھ سے ناراض ہو۔۔۔؟"

"نہیں......"

"تو پھر مجھ سے بات کیوں نہیں کرتے۔۔۔؟"

"کیا بات کروں......؟"

"کچھ تو......"

"فائدہ......"

"کیا ابھی تک تم فائدے، نقصان کی کشمکش میں پڑے ہو......؟"

"نہیں ...... میرے ذہن میں ایسی کوئی بات نہیں...... میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔"

"تم اپنی سوچوں کو آزاد کیوں نہیں کرتے......"

"بکھر جائیں گی......"

"میں سمیٹ لوں گی......"

"یہی تو میں نہیں چاہتا......"

"کیا تم کو مجھ پر اعتبار نہیں......"

"اعتماد، اعتبار، فائدہ، نقصان...... ایسی باتوں کو درمیان میں مت لاؤ"

"دونوں پھر خاموش ہو گئے...... تھوڑی دیر بعد وہ بولی۔

"راجہ تم سے بہت محبت کرتا ہے......"

"اسی سے خوف آتا ہے...... اور تم سے......؟" وہ معنی خیز انداز میں بولا

"ہاں...... شاید بہت زیادہ......"

"اور تم......؟"

جواباً وہ پھر خاموش ہو گئی......

"تم نے جو اتنا سفر اس کے ساتھ کیا ہے کیا تم خواب میں تھیں یا مدہوشی کے عالم میں...... تم نے تو اس کے ساتھ جینے مرنے کی قسم کھا کر کنویں میں چھلانگ لگائی تھی...... یا پھر راجہ کی محبت سچی نہیں...... کہ تم فوراً بکھر گئیں......"

"بولو...... جواب دو......"

"میرے پاس کہنے کو کچھ نہیں...... جو تم سننا چاہتے ہو ایسا کچھ نہیں......"

"تو کیا سنانا چاہتی ہو......؟"

"کیا تم سمجھ پاؤ گے......؟"

"کوشش کروں گا......"

"تم ٹھیک ہو لو...... تو پھر تم سے بات کروں گی......"

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"نہیں میں ابھی سن کر ساری بات ختم کرنا چاہتا ہوں......"

"تو کیا تمہارے اختیار میں ہے...... فیصلے کا حق تمہیں کس نے دیا ہے......"

گلفام اس کی بات سن کر خاموش ہو گیا......

"تم ساحرہ تو نہیں......"

"کیا تم نے یہ راز جان لیا ہے......؟" وہ مسکرائی

"تم ہمیشہ سحر میں مبتلا کر کے چھوڑتی ہو......"

"ہاں میں نے حیات جاوید کا راز جو پالیا ہے......"

"کونسا راز......اور کہاں سے پایا ہے......"

"کسی کی دید سے...... شناسائی کا لمحہ...... آشنائی کے سفر میں وہ وقت جب سب کچھ امر ہو جاتا ہے...... اور یہ وقت جو ہمیشہ کے لیے قید میں آ جاتا ہے...... اور پھر انسان وقت کی قید سے آزاد ہو کر سارے مناظر صاف دیکھتا ہے ماضی، حال اور مستقبل سب اس کے سامنے کچھ معنی نہیں رکھتے اور تم مجھ سے مت پوچھو کہ میں نے جو سفر راجہ کے ساتھ طے کیا ہے...... کیا وہ میں نے مدہوشی میں...... کیا ہے تم مجھ پر یہ مت واضح کرو...... کہ میں راجہ کے ساتھ بے وفائی کر رہی ہوں......نہیں...... میں اس کے ساتھ بے وفائی نہیں کر رہی...... میں اس کے ساتھ وفا نبھانے کا عزم لے کر کنویں میں کودی تھی اور یہ عزم میں زندگی کی آخری سانسوں تک نبھاؤں گی......تم فکر مت کرو...... میں بے وفا نہیں......اور تم مجھ سے مت خوف کھاؤ......کیا تم مجھ سے خوف کھاتے ہو......؟"

اس نے آنکھیں بند کر لیں اور خاموش ہو گیا...... اندر ہی اندر سوچنے لگا...... ہاں تم سے مجھے خوف آتا ہے......تمہارے سحر سے...... تمہارے وعدے سے کہ تم سے شناسائی کا راز جان لیا ہے......تمہارے ہیولے سے مجھے خوف آتا ہے اور تمہاری خوشبو سے......اور تمہارے وجود سے......اور تمہاری آنکھوں کے اندر اٹھنے والی نمی سے......اور ان سوالوں سے جو تم لبوں پر سجائے میری طرف دیکھتی ہو......کاش تم کو میں نہ ملا ہوتا اور وہ لمحہ...... واقعی دید کا وہ لمحہ...... وہ سحر انگیز لمحہ......ہمیں سحر زدہ نہ کرتا اور ہم یوں نہ بکھرتے...... اسے کب معلوم تھا کہ واقعی وہی لمحہ ان کے لیے وبال جان ثابت ہوگا...... وہ رانی سے یہی سننا چاہتا تھا...... کہ اس نے کیا راز پایا تھا...... یقیناً اس نے بھی وہی راز پالیا تھا...... جو اس نے جانا تھا......"

"گلفام تم تو فیصلہ کرنے لگے تھے...... پھر چپ کیوں ہو گئے؟"

وہ چپ رہا اور آنکھیں بند کر لیں

تھوڑی دیر بعد راجہ آیا...... جڑی بوٹیوں کا ڈھیر اس کے ہاتھ میں تھا

"گلفام ابھی تک سو رہا ہے......"

"ہاں......"

اور دونوں بیٹھ کر جڑی بوٹیوں سے مرہم تیار کرنے لگے اور پھر سرگوشیوں میں باتیں کرنے لگے......لیکن وہ اپنی ہی آگ میں جل رہا تھا......اب وہ یہاں بالکل نہیں رکے گا...... بس ٹھیک ہو لے اور پھر کسی دن چپکے سے وہ یہاں سے چلا جائے گا......اب وہ کسی کا انتظار نہیں کرے گا...... جب وہ یہاں سے چلا جائے گا تو سب کچھ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا...... رانی بھی ٹھیک ہو جائے گی اور راجہ تو پہلے ہی اس کی محبت کا دیوانہ ہے......ہاں اس کے جانے کا اس کو دکھ تو ضرور ہوگا مگر پھر وہ رانی کی سنگت میں ٹھیک ہو کر سب کچھ بھول جائیگا...... وہ یہاں سے باہر جا کر شکر ادا کرے گا......اس کرب اور اذیت سے وہ نجات پا کر خوشحال زندگی گزارے گا......کاش جب وہ واپس جائے تو اس کا باپ زندہ ہو......اس سے سچی محبت کرنے والے......اور اب تو وہ اس کی محبت بھری گہری باتوں کو سمجھنے کے قابل ہو گیا تھا......کتنا اچھا لگے گا......جب دونوں ایک دوسرے کی سنگت میں بیٹھ کر خوبصورت سچی اور گہری باتیں کریں گے کتنا لطف آتا ہے جب دو سمجھنے والے آپس میں گہری باتیں کرتے ہیں اور پھر ان کے اندر چھپے رازوں کو جان لیتے ہیں...... جیسے اکثر رانی بھی جان لیتی ہے...... وہ بھی اکثر بہت خوبصورت اور گہری باتیں کرتی ہے......اور پھر اس کو راز سمجھا کر خود آگے چلتی ہے اور جب وہ نہیں سمجھتا تو مسکرا دیتی ہے......اس وقت اس کی مسکراہٹ کتنی دلفریب ہوتی ہے...... واقعی وہ بہت معصوم اور دلفریب ہے...... وہ جب بھی اس کو ذہن میں لاتا اس کے ذہن میں اس کا وہی ہیولا آتا جب وہ مخملیں گھاس پر نازک اندامی سے قدم رکھتی ہوئی جا رہی تھی اور جب اس نے اسے پہلی بار چاند ستاروں کی روشنی میں دیکھا تھا...... واقعی وہ لمحہ دید کا تھا...... شناسائی کا......شاید وہی امر ہو گیا تھا......

راجہ مرہم بنا کر لے آیا تھا اور اس کے پھپھولوں پر لگا رہا تھا...... کتنی ہی دیر وہ اس کو مرہم لگاتا رہا"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"کتنے دنوں میں ٹھیک ہو جائے گا......" رانی نے پوچھا

"بس چند دنوں کی اور بات ہے......"

"گلفام اب تم کیسے محسوس کرتے ہو...... کیا جلن میں کچھ کمی محسوس ہوئی کہ نہیں......؟"

"ہاں پہلے سے تو اب بہت بہتر ہے مجھے بھی یہی محسوس ہو رہا ہے کہ چند دنوں میں سب ٹھیک ہو جائے گا......"

راجہ اب میں ٹھیک ہو رہا ہوں...... اس لیے تم لوگ گھر چلے جاؤ...... بہت دن تکلیف میں گزار لیے......رانی کو لے کر تم گھر چلے جاؤ

"تکلیف کی بات مت کرو...... ویسے شکر ہے کہ تم بہتر ہو رہے ہو...... آج ہم چلتے ہیں...... میں صبح صبح آ جاؤں گا......

دونوں چلے گئے اور وہ بستر پر کروٹیں بدلتا رہا...... رانی کی کہی ہوئی باتیں بار بار ذہن میں گونج رہی تھیں اور وہ پھر کرب سے دو چار ہو رہا تھا جیسے پونم کی رات سمندر...... جیسے چودھویں کی رات چکور...... وہ کیسے اس کو ساری باتیں صاف صاف سنا گئی تھی ...... اور...... وہ کچھ بھی نہ کہہ سکا......نہ ہی وہ راز......اور اب نجانے کونسی خفت مٹانے کیلئے یوں مسل رہا تھا وہ نہ تو کچھ پانا چاہتا تھا اور نہ ہی کھونا...... وہ تو کسی کا بھی طلب گار نہ تھا پھر کون سا راز دن بدن سینے کے اندر دفن ہوتا جا رہا تھا اور وہ اس کی حفاظت کرنے پر تلا تھا...... وہ راز، راز تو نہ تھا...... وہ تو شناسائی کا راز تھا حقیقت تھی بالکل سچی...... ایسی حقیقت جس کو لوگ مانتے ہوئے بھی نہ مانیں اور جسکو جانتے ہوئے بھی نظریں چرائیں...... اور جس کو کھوجنے سے ہی گریز کریں اور جس کو سننے سے ہی پشیمان ہوں...... دھت ہے سوچ کی اور تف ہے سوچ والوں کی ...... جو سوچنے پہ آئیں تو سب کچھ سوچ ڈالیں اور کھوجنے پہ آئیں تو پاتال کی گہرائیاں کھوج ڈالیں اور نہ چاہیں تو کچھ بھی نہیں...... جو چیز وجود مانگے...... اس سے انکار اور جو کچھ بھی نہ طلب کرے اس کے پیچھے خوار...... عقل والوں کے گھوڑے بھی کمبخت اندھے، گونگے اور بہرے ہوتے ہیں۔ جو بے سمت اڑتے ہی جائیں...... نہ کھائی دیکھیں نہ پانی...... نہ ہوا کا رخ دیکھیں نہ چٹان......بس اڑتے ہی جائیں اور وہ انہیں اڑانے میں ہی کمال سمجھیں......کہاں کے عقلمند اور کہاں کے جہاندیدہ......سارے یونہی اڑیل گھوڑے ہی ہیں...... جہاں دل چاہا اڑ

لگا دی ورنہ پڑے رہے یونہی پنجوں کے بل...... وہ اڑان میں کہاں سے کہاں چلا گیا تھا...... اسے یاد ہی نہ تھا...... آن ہی آن میں سب برابر ہو گیا تھا...... زمین، آسمان گھاٹی، کائی اور پاتال......ساری کائنات کا اسرار کھل کر سامنے آ گئے تھے......اور ان کے پیندوں سے جڑوں سے اور جڑانوں سے وہ راز کھل چکا تھا انہوں نے وقتاً فوقتاً وہ راز فشاد کر دیا تھا اور جن کی لو اب دلوں تک پہنچ چکی تھی...... کیسی گرماہٹ سموئے ہوئے ہیں سب۔ کیسی گھمیرتا ہے ان کے اندر......ان کی طرف ہر چلنے والا پرزہ...... کیسے پیرہن میں لپٹا ہوا...... جہاں وہ سب کہنے میں شرم محسوس نہیں کرتے تھے یہ خواہ مخواہ بدکتا تھا...... کمبخت بالکل ہی اڑیل گھوڑا ہے...... جب ایک دفعہ کچھ ڈھیل دو تو سب کچھ ہی روند ڈالے اور اگر اڑنے پر آئے تو ایسا ضدی اور ڈھیٹ ہے کہ دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہے...... اس کی بھی کوئی کل سیدھی نہیں ہے...... جب ہر طرف شور اور انتشار ہو یہ خاموشی کی چادر اوڑھے کونے میں دبکا بیٹھا رہے اور جب ہر طرف سکون اور شانتی ہو یہ خواہ مخواہ مچلے، غل غپاڑہ مچائے، لوگوں کو اپنے ہونے کا احساس دلا کر توجہ حاصل کرے...... پھر دنیا بھر کی لعنتیں، ملامتیں اور طعنے سنے مگر مست رہے......واہ تو بھی کیا لوتھڑا ہے...... اگر بہک جائے تو کسی کے ہاتھ نہ آئے اور اگر نہ بہکنے پر آئے تو دنیا لاکھ کوششیں کرے یہ ٹس سے مس نہ ہووے...... بڑا ہی چالباز اور دھوکے باز ہے...... وہ اس کو کوستا رہا...... وہ ساری رات نہ سو سکا...... دماغ اتنی باتیں کر رہا تھا کہ وہ اسے لاکھ دفعہ ڈانٹتا رہا کہ چپ کر جاؤ...... بس کرو اب...... صبح بات کریں گے...... اب سو جاؤ اور مجھے سونے دو...... مگر وہ اس کی کوئی بات سننے کے لیے تیار نہ تھا...... اب جو ٹر ٹر کرنے پر آیا تھا تو رکتا ہی نہ تھا وہ اس کے دربار میں ہاتھ جوڑے کھڑا تھا...... بس اب اور نہیں...... اے اب کوئی بات نہ کرنا...... مگر وہ چپ ہی نہ ہوتا تھا...... اس نے اپنا سر اس کے قدموں میں رکھا...... پھر بھی وہ نہ مانا...... وہ تھک ہار کر اس کے قدموں میں مچلنے لگا اور پھر گر گیا شاید تب اسے کچھ احساس ہوا اور اس کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا......اور پھر خاموش ہو گیا......اور دوبارہ اسے تنگ نہ کیا...... اور وہ سوتا رہا...... دوپہر تک...... جب بیدار ہوا تو سر بھاری بھاری ہو رہا تھا...... راجہ رانی اس کے پاس بیٹھے تھے پھر...... رانی اٹھ کر دور باڑوں سے پھول توڑنے لگی اور راجہ تازہ مرہم تیار کرنے لگا......

اس کو بیدار ہوتا دیکھ کر راجہ اس کی طرف مسکرا کر دیکھنے لگا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

''میں تمہارے اٹھنے کا انتظار کر رہا تھا......''

''کیوں......؟'' وہ حیرت سے بولا۔

''یہ مرہم تمہیں لگائی تھی......''

''راجہ میرے سر میں شدید درد ہو رہی ہے''

''اچھا......تم منہ صاف کر لو...... میں جھونپڑی سے کچھ جڑی بوٹیاں لے کر آتا ہوں......ان کا پانی تمہیں پلاؤں گا فوراً درد رفع ہو جائے گی''

اٹھو......منہ صاف کر لو......'' اور وہ اسے منہ دھلانے لگا

وہ پھر بے خود ہو کر لیٹ گیا...... راجہ جڑی بوٹیاں لینے چلا گیا...... رانی اس کی طرف چلتی ہوئی آئی اور پھولوں کا خوشنما سا گلدستہ اس کے سرہانے رکھا۔

'ان کی خوشبو سے تمہارا درد رفع ہو جائے گا'

''کیوں کیا ہے اس میں......؟'' وہ قدرے تیکھے لہجے میں بولا۔

''محبت۔''

''تم کیا اس کی رٹ لگاتی ہو...... چڑ ہونے لگی ہے مجھے اس سے......''

''تمہیں اس سے نہیں......اسکی طاقت اور اثر سے چڑ ہونے لگی ہے''

کیا ہے اس میں...... بولو......؟'' وہ مصنوعی خول چڑھاتے ہوئے بولا۔

''سب کچھ تو ہے اس میں...... کیا نہیں ہے...... اس میں وہ خوش ہے...... جو دو اجنبی دلوں کو ملا دے......انہیں قریب لائے...... ان میں زندگی کی رمق اور جوش بھر دے...... ان کو متحرک بنا دے...... اور وہ یوں متحرک ہونے لگیں جیسے وہ لوتھڑے نہ ہوں...... بلکہ دل...... جذبات......اور اسکے اندر تمام حسیات بیدار ہو جائیں......اور محبت کے پانی سے وہ نمو پاتے ہیں......اور پھر دھڑکتے ہیں......

محبت تو وہ جذبہ ہے جو چوٹیوں سے بھی بالا ہے اور اس کی بدولت انسان کائنات کو فتح کرنے کا عزم دل میں لیے تسخیر کے زینے پر بلا چون و چرا قدم رکھتا ہے اور تم کہتے ہو محبت کیا ہے......تو سنو...... وہ خوشی ہے جو روح تک کو مسرور کر دیتی ہے...... وہ خوشبو جو خزاں میں محسوس کی جاتی ہے...... یہی تو سب کچھ ہے جو انسان کو حوصلہ عطا کرتی ہے تو وہ کانٹوں کی راہداریوں پر اطمینان سے گزر جاتا ہے...... وہ عزت جو انسان کو حقیقی معنوں میں عبدیت کے

درجہ پر فائز کرتی ہے اور ایسا قیمتی وقت جو ہمیشہ کے لیے زندگی کو امر بنا دیتا ہے......

لیکن اس کا سارا حسن تو فراق میں ہے......ہجر...... جو اس کو مزید نکھارتا ہے......

جب دو دھڑکتے ہوئے دل جتنا دور جائیں گے یہ اتنا ہی ان میں عود کر آتا ہے...... کیا تمہارے اندر بھی یہی محبت ہے یا کوئی اور......؟''

وہ خاموش رہا اور آسمان کو دیکھتا رہا...... صاف شفاف نیلا آسمان ...... دور دور تک پھیلا ہوا......کہیں داغ، دھبہ دراڑ یا شکستگی اس میں نہ تھی۔

''کیا دیکھ رہے ہو......؟''

''آسمان......''

''اس میں کیا خاص بات ہے......؟''

''جو جتنا اونچا جاتا ہے اتنا ہی بے عیب ہوتا جاتا ہے......لیکن محبت کے سامنے اس کی اونچائی اور شفاف ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا''

''تم ہر بات میں محبت کیوں لے آتی ہو......؟''

''اس کالس میں نے زندگی میں پہلی بار محسوس کیا ہے...... میں بڑے کٹھن مراحل سے گزر رہی ہوں......اور انسان جن حالات سے گزرتا ہے وہ اس کی زبان پر آ ہی جاتے ہیں...... مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے میں سمندر ہوں......اور راجہ ساحل...... میری منزل تو ساحل ہے میں جتنی دور بھی جاؤں پھر بھی مجھے ساحل سے ہی آ کر ملنا ہے اور جب چاند اپنی پوری مقناطیسی کشش کے ساتھ سمندر کے راستے میں آتا ہے تو وہ ساحل سے ملنے کی بجائے اوپر کو چاند کی طرف اٹھتا ہے...... یہ بھی معلوم ہے کہ سمندر چاند سے کبھی نہ مل پائے گا مگر اپنا وطیرہ نہیں بدلتا...... بہت مچلتا ہے......تڑپتا ہے...... بلکتا اور روتا ہے اور روتا ہی رہتا ہے...... پھر سسک سسک کر دم توڑتا ہوا پھر ساحل کے گلے لگ جاتا ہے...... ہے نا......ایسا ہی ہوتا ہے نا......میں اور سمندر ایک ہی ہیں نا...... ہے نا...... ہے نا...... چاند......'' وہ سسکی لینے لگی......

گلفام کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔

''تم نے اپنی راہ کیوں بدلی......''

''تم کیوں راستے میں آئے......''

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"میری نیت خراب نہ تھی اور نہ ہے......"

"میں بھی بدنیت نہیں...... تم پختہ راستے پر کنکر کی طرح آئے ہو اور میں چاہتے ہوئے بھی اس کنکر کو راستے سے نہیں ہٹا سکی...... تم نے مجھے بہت بے بس کر دیا ہے...... اتنا کمزور اور کھوکھلا کہ میری ساری طاقت کہیں کھو گئی ہے......"

"تم تو کہتی ہو...... کہ محبت میں بڑی طاقت اور حوصلہ ہے......"

"ہاں...... جب یہ طاقت پورے خلوص اور کھلے دل سے کسی کو عطا کی جائے تب...... وہ آج سارا کچھ کھل کر کہنا چاہتی تھی......

"چپ کر جاؤ میرے سر میں درد ہو رہا ہے......

وہ خاموش ہو گئی اور اس کی طرف دیکھتی رہی...... کبھی آسمان کی طرف تو کبھی اس کی طرف...... سورج کی روشنی نے چاند کو چھپا رکھا تھا مگر وہ تھا تو سہی...... اس کی طرح اسکے دل کے اندر...... راجہ آ گیا اور آتے ہی اس کے منہ میں جلدی سے جڑی بوٹیوں کا پانی ٹپکایا......

"اب تم کچھ دیر کے لیے آنکھیں بند کر لو...... سکون ملے گا"

"رانی یہ گلدستہ تم نے بنایا ہے......" راجہ نے اس کی چارپائی پر گلدستہ پڑا دیکھا"

"ہاں......"

"واہ...... گلفام دیکھو رانی تمہارے لیے کتنا خوبصورت گلدستہ بنا کر لائی ہے...... اب تو تم جلدی ٹھیک ہو جاؤ گے...... کیوں رانی"

"ہاں......"

رانی یاد ہے...... جب بھی میں تمہیں ملنے آیا کرتا تو ہمیشہ تم مجھے پھول دیتی تھی...... اس لیے کہ تم جان گئی تھیں کہ میری دو ہی کمزوریاں ہیں ایک پھول اور دوسری رانی...... اور رانی جب پھول دیتی تو کیسا لگتا تھا...... گلفام سن رہے ہونا......"

"ہاں...... سن رہا ہوں"

"بس اس دن سے مجھے ہر روز پھولوں کا گلدستہ بنا کر دیتی ہے"

"کیا تمہیں پھول بہت پسند ہیں......؟" گلفام نے آہستہ سے پوچھا۔

"ہاں...... ان کی خوشبو...... محبت کی خوشبو...... جو ان میں رچی بسی ہوتی ہے......

پنکھڑیوں کی نزاکت کے اندر...... اور دینے والے کے دل کے اندر جب دونوں کی محبت ملتی ہے تو کیسا حسین سنگم جنم لیتا ہے...... میں تو پھولوں سے دیوانہ وار پیار کرتا ہوں"

"تو کیا اور پھول توڑو گی...... کیوں رانی"

"ہاں...... کیوں نہیں......" وہ زخمی مسکراہٹ سے بولی

اور وہ پھول توڑنے چلی گئی......

"گلفام تمہیں سکون مل رہا ہے نا......"

"ہاں...... کچھ بہتر محسوس کر رہا ہوں......"

"لاؤ میں تمہارا سر دباتا ہوں......"

"نہیں...... نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں"

"ہاں...... زندگی تو ہر حال میں گزر ہی جاتی ہے......"

"جو گزر جاتی ہے کیا وہ زندگی ہوتی ہے......"

"تو زندگی کیا ہوتی ہے......"

"جو اپنی مرضی سے اور اپنی خوشی سے گزاری جائے......"

"اپنی خوشی سے تو بہت کم زندگی گزارتے ہیں......"

"ہاں...... زندگی انہیں گزارتی ہے اس لیے کہ وہ بہت پست ہمت لوگ ہوتے ہیں......"

ہاں اپنی کمزوری کو بے بسی کا نام دیتے ہیں......"

"مصلحت بھی ہو سکتی ہے......"

"کیوں نہیں...... مگر مصلحتیں انسان کی خود پیدا کردہ ہوتی ہیں"

"قدرت کی طرف سے بھی تو ہو سکتی ہیں......"

"مانتا ہوں سب کچھ...... مگر زندگی فنا ہو جاتی ہے جب کسی کی بھی بھینٹ چڑھے چاہے مجبوری ہو یا مصلحت......"

"راجہ خاموش ہو گیا اور وہ سوچ میں پڑ گیا......"

"بولو راجہ...... بولتے کیوں نہیں"

"اچھا سوچ لو......"

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"میرا خیال ہے...... دونوں...... اسکو جس گھر میں پیدا کیا جا رہا ہے یہ اسکی مجبوری ہے...... کہ وہ اسی گھر میں پیدا ہو...... اور مصلحت...... تو وہی جانتا ہے جو اس کو پیدا کرتا ہے......"

"راجہ پیدائش کے بعد جانتے ہو انسان کیوں روتا ہے......"

"اپنی اس مجبوری پر...... کہ اسے پیدا کر دیا گیا ہے...... کیسی عجیب سی بات ہے وہ شروع سے وہی کام کرتا آ رہا ہے جو اس کے بس میں نہیں...... جو نجانے کہاں سے اس پر عائد کر دیے جاتے ہیں...... اور وہ ان کو کندھوں پر اٹھائے اور ماتھے پہ سجائے کبھی مجبوری کا رونا روتے ہوئے اور کبھی مصلحت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہوئے زندگی گزار دیتا ہے...... ایسی حالت میں زندگی اسے ہی تو گزارتی ہے...... شروع سے لے کر آخر تک......"

"گلفام...... تم کیوں زندگی سے پریشان ہو رہے ہو...... کیا دکھ ہے...... بتاؤ مجھے...... دیکھو میں تمہارا دوست ہوں......"

"کوئی دکھ نہیں"

"اور جو اب کرب میں تمہاری آنکھوں میں دیکھ رہا ہوں وہ کیا ہے؟"

"وہ کرب میری مجبوری ہے اور اس کا نہ بتانا میری مصلحت ہے"

"تم اپنے آپ کو اذیت میں کیوں مبتلا کر رہے ہو"

"اگر کوئی نادانستہ اذیت میں مبتلا ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے"

"اس کو نجات پانے کے لیے کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا"

"اور اگر کچھ بھی بس میں نہ ہو تو"

"انتظار"

"کس بات کا......"

"وقت کا...... وقت خود فیصلہ کرے گا......"

"نہیں راجہ وقت کبھی تنہا فیصلہ نہیں کرتا...... انسان کو ضرور اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے......"

"ہاں...... تم ٹھیک کہہ رہے ہو......؟"

"راجہ ہم کس کا انتظار کریں......"

"کسی کا بھی نہیں...... جو انسان اپنی دانست کے مطابق بہتر سمجھے وہ کر دے......"

"کس کو سامنے رکھے مجبوری کو یا مصلحت کو"

"دونوں کو...... کیونکہ دونوں شروع سے اس کے ساتھ ہیں......"

"میں اب سو رہا ہوں......"

"ہاں یہ تمہاری مجبوری ہے......"

"اور مصلحت بھی......"

گلفام سو گیا صرف ظاہراً آنکھیں بند کیے...... ورنہ وہ تو پہلے سے بھی زیادہ جاگ رہا تھا...... وہ کچھ کہنا اور سننا نہیں چاہتا تھا مگر راجہ اسکی وجہ سے پریشان ہو گیا تھا۔

رانی پھولوں کا گلدستہ لے کر آ گئی تھی...... اس نے مسکراتے ہوئے اسے راجہ کو دیا لیکن راجہ اب وہ پا کر اتنا مسرور نہ تھا۔

"کیا بات ہے راجہ اداس لگ رہے ہو"

"ہاں...... رانی میں گلفام کی وجہ سے ایک دم پریشان ہو گیا ہوں"

"کیوں...... کیا وجہ ہے...... خیریت تو ہے......"

"ہاں...... لیکن آج یہ بہت عجیب و غریب باتیں کر رہا تھا......"

"کیوں......؟"

"نجانے کون سا کرب اس کے اندر کنڈلی مار کر بیٹھا ہے......"

رانی گھبرا سی گئی۔

"پھر...... اور کیا کہہ رہا تھا......"

"کچھ نہیں...... لیکن اس کی باتوں سے مجھے خوف آ رہا ہے......"

"کیسی انوکھی اور انہونی باتیں اس نے کی ہیں...... کیا تھا ان میں......"؟

"بہت کچھ......"

وہ اٹھ کر چلا گیا مگر رانی اپنی جگہ بیٹھ کر تلملانے لگی...... اسے سمجھ آ رہی تھی کیا ہوگا ان باتوں میں...... اب وہ آہستہ آہستہ ایسی باتیں کرنے لگا تھا۔ رانی نے اسکی طرف دیکھا وہ سو رہا تھا۔

"تم سو تو نہیں رہے......"

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

وہ کچھ نہ بولا

"آنکھیں بند کر لینے سے تم حقیقت تو چھپا نہیں سکتے"

وہ پھر بھی کچھ نہ بولا

"کیا واقعی ہی تم سو رہے ہو......؟"

وہ مسلسل خاموش رہا۔ اور وہ اٹھ کر جھونپڑی کی طرف آ گئی راجہ پلنگ پر لیٹا ہوا تھا۔

"راجہ اداس کیوں ہو......؟"

"جب یہ لڑکا ادھر آیا تھا تب ایسا سنجیدہ نہ تھا...... اب سوچ رہا ہوں یہ دن بدن کیوں ایسی باتیں کرنے لگا ہے......رانی کیا تم جانتی ہو کیا یہ انوکھی باتیں نہیں کرنے لگا......"

"کیسی انوکھی......؟"

"ایسی جو ایک دم دل پر اثر کرتی ہیں...... اور دل سے ٹیسیں سی اٹھنے لگتی ہیں...... میرا دل اس کی باتوں پر بڑا کٹتا ہے...... یوں محسوس ہوتا ہے جیسے بہت ہی کرب اور دکھ ان میں سمایا ہو......کیا تمہیں واقعی کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا......"

"ہاں...... میں نے کبھی اس کی طرف توجہ نہیں دی......"

"رانی ...... میں نے کبھی ایسی باتوں کی طرف توجہ نہیں دی تھی لیکن آج اس نے ایک ایسی عام سی مگر اہم بات کی کہ میں چونک گیا......"

"ایسی کون سی بات اس نے کہہ دی......"

"یہی کہ پیدا ہونا ہماری مجبوری ہے یا مصلحت......"

"ہاں...... بات ہے تو عجیب سی...... مگر تم نے کیا کہا......؟"

"میں نے یہی کہا کہ دونوں ...... مگر میں سوچ رہا ہوں کہ اس سوال نے اس کے اندر کیوں جنم لیا......؟"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو......؟" وہ چونکی

"رانی میرا خیال ہے انسان ایسے سوالوں پر تب ہی سوچتا ہے جب اس کا رویہ زندگی کے بارے میں بڑا تلخ ہوتا ہے اور حقیقتیں اسکے سامنے بڑی واضح ہو کر آنے لگتی ہیں یہاں تک کہ وہ اس سے منہ چھپانے کی کوشش کرتا ہے......"

"تو پھر......؟"

"تو پھر یہی کہ وہ ایسی باتیں کیونکر سوچنے لگا ہے...... یہاں پر تو ایسی کوئی بات نہیں ہوئی...... نہ کوئی امکانات ہیں...... مجھے یاد پڑتا ہے وہ کتنا سیدھا، عام فہم سا نوجوان تھا اور اب تو مجھے یوں احساس ہونے لگا ہے کہ اس سے بات کرتے وقت اب مجھے بہت احتیاط کرنا پڑے گی......"

"کیوں......؟"

"وہ بہت گہرائی میں جانے لگا ہے......"

"تو گہرائی میں جانا کیا بری بات ہے......؟"

"بہت زیادہ گہرائی انسان کو بہت دور لے جاتی ہے...... اپنے سے بھی دور......"

"تو کیا یہ اچھی بات نہیں......؟"

"اسکے اچھے یا برے ہونے کا فیصلہ قبل از وقت نہیں کیا جا سکتا یہ تو نتائج پر مبنی ہے......"

"ہاں...... کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا"

"راجہ......اب تم کیا کہنا چاہتے ہو......"

"میں یہی سوچ رہا ہوں کہ اب اس کا مزید یہاں رکنا ٹھیک نہیں اس لئے جیسے ہی یہ بہتر ہوتا ہے اس کو واپس بھیج دیتے ہیں......"

"واپس...... ہاں...... یہی بہتر ہے......"

"ورنہ اب اس کے رکنے سے بہت سے مسائل جنم لیں گے......"

"کیا تم خوفزدہ ہو رہے ہو......؟"

"معلوم نہیں...... لیکن کھٹکا ہو چکا ہے...... نجانے کیوں اب میں چونک سا گیا ہوں......"

رانی بات سن کر خاموش ہو گئی اور پھر پریشانی سے بولی۔

"راجہ وہ کب تک ٹھیک ہو جائے گا"

"بہت جلد...... اس کے زخم بس اب مندمل ہونے کے قریب ہیں...... اور اب وہ چل پھر بھی سکتا ہے...... پاؤں کے زخم بھی قدرے ٹھیک ہو چکے ہیں...... اب پریشانی تو کوئی

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

نہیں...... لیکن میں اس کو اتنی جلدی جانے کا نہیں کہہ سکتا کیونکہ جب تک وہ بالکل ٹھیک نہیں ہو جاتا وہ کیسے کسی قسم کا سفر کر سکتا ہے......''

''ہاں یہ بات تو ہے......'' ''لیکن تم پریشان مت ہو...... سب ٹھیک ہو جائے گا''

''اگر تم کہتی ہو تو یقیناً ہو جائے گا......'' راجہ مسکرا کر بولا۔

مگر رانی اس کی بات سن کر پریشان ہو گئی اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے راجہ آہستہ آہستہ سب کچھ جاننے لگ گیا ہو اور یہ بات اس کے لئے سخت تکلیف دہ تھی...... وہ کبھی بھی یہ نہ چاہتی تھی کہ اس کی سوچیں جو اس کے اختیار میں نہ تھیں، کسی طرح سے ان کو ہوا لگ جائے اور وہ کسی کے ہاتھ پہنچ کر اپنی ہیئت کھو دیں۔ وہ تو ان قیمتی اور انمول سوچوں اور جذبوں کو اپنے پاس سنبھال کر رکھنا چاہتی تھی...... وہ صرف اس کی باتیں تھیں کسی اور کی نہیں اگر چہ راجہ خود محبت کی آگ کا دریا عبور کر چکا تھا مگر وہ اب بھی اس سے ناواقف تھا جو اس کے اندر ہو رہا تھا......

اے خدا تو کیوں اتنا آزماتا ہے...... میں نے تو کبھی ایسا سوچا بھی نہ تھا پھر تو ایک دم سوچوں کو اتنا بدل کر کیونکر انسانوں کو آزماتا ہے...... کہ ہم ناکردہ گناہ کی اذیت میں کس لئے اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں...... میں کس کس کو مطمئن کروں...... راجہ کو...... اس کو...... اور اپنے آپ کو۔ جانتی بھی ہوں کوئی بھی مطمئن نہ ہوگا...... سب سے زیادہ تو میں خود...... میں تھک گئی ہوں...... میرے بازو شل اور میری ہمت جواب دے گئی ہے...... تو بتا کیا چاہتا ہے...... مجھے کس طرح دیکھنا چاہتا ہے...... کیا تو مجھے ذلیل و خوار کرنا چاہتا ہے کس لئے...... میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا...... پھر تو نے کیوں ایسا کیا...... اور اب اگر راجہ جان لیتا ہے...... ان سب باتوں کو...... جن کی ذمہ دار میں نہیں تو پھر میں کس پل صراط پر سے گزروں گی...... اور جس پر سے چل کر آئی ہوں...... وہ کیا تھا...... وہ راہگذر بھی تو کوئی عام نہ تھی...... اور جس پر ابھی چل رہی ہوں یہ کیا ہے...... تو نے کانٹوں اور کنکروں سے بھرا یہ راستہ کس لئے میرے لئے منتخب کیا...... تو ہی بتا کدھر جاؤں...... کس سے کہوں...... کیا یہ دکھ، دکھ نہیں...... یہ کرب، یہ تکلیف کس سے کہوں...... میں کیوں پس رہی ہوں...... کیسی عجیب سی بات ہے کہ یہ محبت جو انسان کی تخلیق کا باعث بنتی ہے بالآخر یہی آزمائش کیوں بنتی ہے...... تو ہی محبت دلوں میں بھرتا ہے اور پھر تو ہی نکالتا ہے...... اور پھر تو ہی اس کے ذریعے آزماتا ہے جبکہ تو خود سراپا محبت ہے......

تو مجھے جانتا ہے...... اور شاید میں بھی تمہیں...... دیکھو میرا دامن صاف ہے...... کہیں سے بھی داغدار نہیں...... کہیں بھی کوئی چھینٹا نہیں...... پھر بھی...... میں مجرم ہوں...... میں گناہگار ہوں...... جان لو میں نے کچھ نہیں کیا...... میں نے کسی کو دھوکا نہیں دیا...... پھر کیوں...... بتاؤ پھر کیوں......؟ مختلف سوال اور ان کے تاثرات اس کے چہرے پر آ جا رہے تھے...... اور وہ ایسے ہی بیٹھے چہرہ بنا رہی تھی...... راجہ بغور اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیا بات ہے رانی...... کیا سوچ رہی ہو......؟''

''میں...... میں کچھ نہیں...... کچھ بھی تو نہیں......''

''لیکن تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم کچھ سوچ رہی تھی......''

''بس انہی باتوں پر ذہن اٹک گیا تھا......''

''کونسی......؟''

''وہی جو اس نے پوچھی تھی......''

''اچھا...... ہاں واقعی اس کی باتیں تو سوچنے کی ہیں...... مگر تم پریشان نہ ہو...... اس کے اندر ایک بہت بڑی تبدیلی آ رہی ہے''

''کیسی تبدیلی......؟''

''جب انسان بلوغت سے سنجیدگی کی طرف مائل ہوتا ہے تو اس کی سوچ اکثر ایسی ہی ہو جاتی ہے...... تم بالکل فکر نہ کرو...... آؤ آ کر سو جاؤ بہت دنوں سے تم بھی تھک گئی ہو......''

رانی خاموشی سے جا کر لیٹ گئی اور آنکھیں بند کر لیں...... اس کا اندر پرواز کرنے لگا تھا...... راجہ اس سے میٹھی میٹھی باتیں بھی کر رہا تھا اور وہ سن بھی رہی تھی مگر سمجھ نہیں رہی تھی...... اس کا ذہن تو کسی اور سمت کی طرف جا رہا تھا...... مخالف سمت میں...... اور پھر وہ بھی باتیں کرتا کرتا سو گیا...... کافی دیر کے بعد بیدار ہوئے تو مسلسل سوچنے سے رانی کا سر بھاری ہو رہا تھا...... راجہ اٹھ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''رانی اٹھو...... باہر چلتے ہیں......''

''نہیں راجہ تم جاؤ۔ شام ہو رہی ہے...... میری طبیعت کچھ بوجھل ہو رہی ہے......''

''اچھا میں ذرا اس کا حال معلوم کر کے آتا ہوں۔''

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے۔۔۔"

وہ چلا گیا تو رانی اٹھ کر کمرے میں گھومنے لگی...... جیسے ہی آسمان پر پہلا ستارہ نمودار ہوتا تھا وہ دوسرے کمرے میں مزار پر جا کر دیا جلاتی تھی...... لیکن آج ابھی تک کوئی ستارہ نمودار نہیں ہوا تھا۔۔۔ وہ بار بار جا کر جھانکنے لگی...... ابھی تک آسمان بکھری ہوئی راکھ کا سا منظر پیش کر رہا تھا اور ابھی تک کوئی دبی چنگاری اس میں سے باہر نہ آئی تھی...... آج اس کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا۔۔۔ وہ نجانے کیوں تڑپ رہی تھی وہاں جانے کے لئے...... کتنی دیر باہر کھڑی رہی اور جیسے ہی ستارہ نمودار ہوا وہ جلدی سے اندر چلی گئی اور دیا روشن کر کے طاق میں رکھ دیا اور خود ان کے قدموں میں بیٹھ گئی......

شاید وہ اپنے دل کی باتیں کسی کو سنانا چاہتی تھی...... ان سے مشورہ لینے آئی تھی......

اس کو کیا کرنا چاہئے تھا۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ وہ بے بس ہے...... مگر کیا کرے...... اپنے دل کی تسلی بھی ضروری تھی۔۔۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ بھکارن ہو جو صبح گھر سے اس آس پر نکلتی ہے کہ جیسے ہی اسکو ضرورت کے مطابق خیرات ملے گی وہ لوٹ آئے گی مگر جیسے ہی اس کو ہر گھر سے کچھ نہ کچھ ملتا ہے وہ آگے بڑھتی ہی چلی جاتی ہے...... کیا وہ بھی ایسی ہی تھی...... نجانے کتنی تسلی وہ چاہتی تھی۔۔۔ اور نجانے کہاں کہاں سے...... کتنی دیر وہاں بیٹھی رہی...... کیا کہوں...... وہی باتیں...... وہ رونا۔۔۔ جو سب جانتے ہیں اور خدا بھی...... پھر کوئی بھی نہیں کچھ کر سکتا تو فائدہ...... اٹھو۔۔۔ چلو۔۔۔ رہنے دو...... کوئی ضرورت نہیں کسی سے بھی بات کرنے کی اور وہ واپس لوٹ آئی۔۔۔ اور آ کر پلنگ پر دھڑام سے لیٹ گئی۔

راجہ اس کے پاس بیٹھا تھا...... اور باتیں کر رہا تھا۔

گلفام آج اٹھ کر چلنے کی کوشش کرو......

"اچھا۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ اٹھا مگر پاؤں کے زخم ابھی اتنے ٹھیک نہ ہوئے تھے اس لئے پھر بیٹھ گیا"

"تم میرے سہارے چلو......"

"تم ہی سے تو خوف آتا ہے......" وہ زیر لب بڑبڑایا۔

"کیسا خوف۔۔۔؟" وہ مسکرا کر بولا۔

"تمہارے ساتھ چلنے کا...... اور تمہاری ہمسری کرنے کا"

"معلوم نہیں کیا باتیں کرتے رہتے ہو...... بس اٹھو تم اور میرے کندھے پر اپنا بازو رکھو"

وہ اسے لے کر آہستہ آہستہ چلنے لگا...... "راجہ کبھی کبھی انسان کتنا بے بس ہو جاتا ہے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے کسی کا سہارا لینا پڑتا ہے......"

"ہاں...... یہ تو ہے انسان جو ٹھہرا"

"بے بس اور مجبور......"

"ہاں کہہ لو...... اب پکا ثبوت جو تمہارے ہاتھ لگ گیا ہے"

"راجہ تم مجھ سے اکتا تو نہیں گئے......"

"کس بات سے......؟"

"تم میری اتنی دیکھ بھال جو کرتے ہو...... کہیں رانی تو ناراض نہیں ہوتی......"

"گلفام مجھے افسوس ہوتا ہے......"

"کس بات پر......؟"

"جب تم ہم سے ایسی باتیں کرتے ہو...... کیا تم اب تک ہمیں نہیں جان پائے......"

"نہیں راجہ...... ایسی بات نہیں...... میں تو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم لوگ جو اتنی دیکھ بھال کرتے ہو...... میں کس طرح یہ بدلہ چکا پاؤں گا......"

"دیکھو گلفام ایسی بات بھی مت سوچو...... محبت کبھی صلہ نہیں مانگتی وہ تو اپنا صلہ آپ ہی ہوتی ہے ہم تم سے محبت کرتے ہیں...... کسی بدلے یا صلے کے لئے نہیں...... ہم تو بس محبت کرتے ہیں...... اس لئے کہ تم ہمیں اپنے لگتے ہو...... جیسے کوئی اپنے وجود سے محبت کرتا ہے...... جیسے کوئی ماں اپنی اولاد سے کرتی ہے...... کیوں کرتی ہے...... اس لئے کہ یہ اس کی ماتا کا تقاضا ہے...... اس کا وجود نامکمل رہتا ہے جب تک وہ محبت نہیں کرتی...... اور وہ بھی بھرپور...... اس کی محبت جب تک بھرپور نہیں ہوگی اسے یوں لگے گا کہ وہ اپنے ماں ہونے کا حق ادا نہیں کر رہی...... سو ہم بھی تم سے محبت کرتے ہیں اس لئے کہ جب تک ہم تم سے محبت نہیں کریں گے ہمیں یوں محسوس ہوگا کہ ہم نے اپنا حق ادا نہیں کیا......" راجہ محبت سے باتیں کرتا رہا اور وہ اس کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ چلتا رہا......

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"تم بیٹھو۔۔۔۔ میں اب پھل لیکر آتا ہوں"

تھوڑی دیر بعد راجہ پھل لے کر آیا اور اسے پھل کاٹ کر کھلانے لگا۔۔۔۔

"راجہ تم ہر روز اتنے پھل کہاں سے لے آتے ہوں۔۔۔۔ کتنے لذیذ ہیں یہ"

"ہاں یہ کسی کی دعاؤں کا ثمر ہے لذیذ تو ہو گا ہی۔۔۔۔ اور خالص اور سچی دعائیں تو سچی محبت کا اثر ہوتی ہیں اور سچی محبت کا رنگ ہمیشہ خوشنما اور دیرپا ہوتا ہے۔۔۔۔"

"راجہ اب میں زیادہ دیر یہاں نہیں رکوں گا۔"

"کیوں تنگ آ گئے ہو۔۔۔۔؟"

"راجہ اب مجھے یوں محسوس ہونے لگا ہے جیسے میرا اندر کسی چیز سے لبریز ہو گیا ہے۔۔۔۔ اور وہ سب کچھ باہر نکلنے کو بے تاب ہو۔۔۔۔"

"کیا۔۔۔۔؟"

"معلوم نہیں۔۔۔۔ لیکن کوئی ایسی چیز ضرور ہے جو مجھے بے تاب رکھے ہوئے ہے۔۔۔۔ میں نہیں جانتا وہ کیا ہے۔۔۔۔ لیکن کچھ ہے ضرور جس کو راستہ نہیں مل رہا۔۔۔۔ اور جو مچل رہی ہے تڑپ رہی ہے اظہار کے لئے۔۔۔۔"

"کوئی تخلیقی عمل تو تم نہیں شروع کرنا چاہتے۔۔۔۔"

"میں نہیں جانتا۔۔۔۔ بس اب میں بے بس ہوتا جا رہا ہوں۔۔۔۔"

"کس کے آگے۔۔۔۔؟"

"شاید کوئی جذبہ، کوئی طاقت۔۔۔۔ کوئی قوت یا پھر کچھ اور۔۔۔۔؟"

"ٹھیک ہے گلفام میں نہیں روکوں گا۔۔۔۔ تم جا سکتے ہو۔۔۔۔" جب تمہارا دل چاہے۔۔۔۔ مگر جب تک تم ٹھیک طرح سے چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہو جاتے۔۔۔۔ اب میں تمہیں نہیں روکوں گا۔۔۔۔ تم آزاد ہو آزاد تو تم پہلے بھی تھے۔۔۔۔ مگر میں ہی مجبور تھا"

"تو کیا اب تک۔۔۔۔؟"

"اب یوں لگتا ہے جیسے رانی سنبھل گئی ہو۔۔۔۔ شاید تمہاری بیماری کی وجہ سے اس میں اتنی تبدیلی آ گئی ہے کہ ایک دم اس میں اتنا ٹھہراؤ آ گیا ہے۔۔۔۔"

"گلفام اس کی باتیں سن کر خاموش ہو گیا۔۔۔۔"

"گلفام۔۔۔۔ تم خاموش کیوں ہو گئے"

"یونہی۔۔۔۔ کوئی ایسی خاص بات نہیں"

مجھے تم لوگوں کی بات سمجھ نہیں آتی جب تم سوچ نہیں رہے ہوتے تو خاموش کیسے ہو جاتے ہو۔۔۔۔ رانی بھی گہری سوچ میں تھی جب میں نے کچھ پوچھا تو کہنے لگی، کچھ بھی نہیں۔۔۔۔ نجانے تم لوگ کن سوچوں میں ڈوبے رہتے ہو۔۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آتی۔

راجہ کی باتیں سن کر گلفام چونک سا گیا اسے یوں محسوس ہونے لگا کہ جیسے راجہ کے دل میں کوئی بات ہو۔۔۔۔ شاید اس نے کوئی راز جان لیا ہے۔۔۔۔ کوئی حقیقت اس پر واضح ہو گئی ہے اور وہ پریشان سا ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔۔۔۔

"گلفام کیا کوئی پریشانی ہے۔۔۔۔؟"

"نہیں۔۔۔۔ نہیں تو۔۔۔۔"

"اچھا تم آرام کرو۔۔۔۔ میں چلتا ہو۔۔۔۔ رانی انتظار کر رہی ہو گی"

"ٹھیک ہے۔۔۔۔"

"لیکن ٹھہرو پہلے میں تمہیں مرہم لگا دوں۔ اور وہ زخم صاف کر کے مرہم لگانے لگا۔۔۔۔"

وہ جتنے انہماک سے مرہم لگا رہا تھا گلفام اتنی ہی توجہ کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ اور اندر ہی اندر اس کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ کس طرح اس کی محبتوں کا جواب دے پائے گا۔۔۔۔ کیسے اس کا شکریہ ادا کر سکے گا۔۔۔۔

"راجہ ایک بات پوچھوں۔۔۔۔"

"جب میں چلا جاؤں گا تو پھر تم کیا کرو گے۔۔۔۔ کیا تمہاری زندگی ایسی ہی رہے گی جیسی میرے آنے سے پہلے تھی"

"شاید۔۔۔۔ لیکن میں اس کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتا"

"کیوں تمہیں یقین نہیں۔۔۔۔؟"

"حالات جب تک اپنے منہ سے بول کر نہ بتائیں کہ وہ کیسے ہیں تب تک انسان کیا کہہ سکتا ہے۔۔۔۔"

"ہاں یہ تو ہے"

"لیکن ایک بات ہے تمہارے جانے کے بعد میں تمہیں بہت یاد کروں گا تم ایک

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اچھے دوست کی طرح مجھے ملے ایک اچھی یاد کی طرح اور ایک اچھی سوچ کی طرح...... تمہارا وجود میرے لئے ایک نعمت سے کم نہیں...... میں ہمیشہ تمہیں یاد رکھوں گا......" راجہ نے محبت سے اس کے ہاتھ تھام لئے اور واپس مڑ گیا۔

اور گلفام اسے جاتے ہوئے دیکھنے لگا...... اسے آج زخموں پر ٹھنڈک کا احساس ہو رہا تھا...... نہ جانے آج اس نے کون سی مرہم لگائی تھی کہ ساری جلن ایک دم رفع ہو گئی تھی...... اب تو سارے پھپھولے بھی مٹتے جا رہے تھے اور اسے خود احساس ہونے لگا تھا کہ وہ اب ٹھیک ہوتا جا رہا ہے...... اسے یہ بھی خوشی ہو رہی تھی کہ راجہ اسے اب مزید یہاں نہیں روکے گا...... اس نے بالآخر اسے جانے کی اجازت دے دی تھی اور اس بات پر بے حد مسرور ہو رہا تھا......

ہوا میں نمی شاید زیادہ ہو گئی تھی اس لئے ٹھنڈک کا احساس بھی زیادہ ہو گیا تھا وہ حیران ہو رہا تھا یہاں کے موسموں پر، بس کبھی ٹھنڈک ہوتی نہ کبھی مینہ برستا نہ گھٹائیں جھوم جھوم کر برستیں...... بس ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چلتی یا پھر نرم گرم دھوپ نکلتی...... لیکن پھل اور پھول پودے سب فراوانی سے ہوتے...... یہ سب کیسے ممکن ہے...... لیکن پھر یاد آنے لگا...... کہ راجہ نے اسے کیا بتایا تھا کہ یہ کسی کی دعاؤں کا ثمر ہے کیا دعا واقعی ناممکن کو ممکن بنا دیتی ہے...... دعاؤں میں اتنا اثر پوشیدہ ہوتا ہے...... کہ سب کچھ بدل سکے...... نظام کو انسان کو...... اسے دعا کی قبولیت اور اس کے پر اثر ہونے کا یقین سا آنے لگا...... کیونکہ مثال تو اس کے سامنے تھی...... اسے یاد نہیں پڑتا تھا کہ کبھی اس نے زندگی میں نیتاً یا خلوصاً کوئی اچھی دعا کی ہو اور اس کا ثمر دیکھا ہو...... اس نے تو شاید کبھی دعا نہیں کی تھی یا پھر اس کی نوبت نہ آئی تھی...... یا پھر اس کو یاد ہی نہ آتا تھا کہ دعا بھی کی جا سکتی ہے...... اور اب کیسے دعا خود بخود ہی اپنا وجود منوانے کے لئے اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی...... اور وہ اس کو ماننے لگا تھا بلا چون و چرا...... اس کے ساتھ ایسا کیوں ہوتا جا رہا تھا کہ سب ماورائی چیزیں اپنا اپنا وجود اس سے منوا رہی تھیں...... سارے جذبے محبت سمیت...... اور ان سب پر ایمان پختہ ہونے لگا تھا جو نظر نہیں آتے تھے...... مگر وجود رکھتے تھے...... شاید کسی کا حسن نظر تھا یا پھر کرم کہ اس کا اپنا وجود آہستہ آہستہ بلند تر ہونے لگا تھا...... یہ کیا ہو رہا تھا...... اور اس کے اندر کیسی قوتیں سر اٹھانے لگی تھیں کہ وہ خود حیران ہو رہا تھا...... وہ کیا سے کیا ہو گیا تھا...... جب وہ آیا تھا تو کیا تھا...... خام مٹی کا

بھر بھرا وجود...... بس سانچے میں ڈھلا آ گیا ہو، اور اب وہ کیسے پختہ ہو رہا تھا جیسے یہ کنواں بھٹی ہو جس میں اسے ڈالا ہی اس لئے گیا تھا کہ کچھ بن سکے اپنے وجود کو منوا سکے اپنے وجود کو کوئی نام دے سکے...... اپنی سوچوں اور جذبوں کی شناخت کر سکے...... شاید وہ آشنائی کے سفر میں تھا...... لیکن جو ہوا تھا اور جو ہو رہا تھا...... اور جس کی وجہ سے ہو رہا تھا وہ سب بہت تکلیف دہ تھا...... کاش پنہاں ہو جاؤں میں خاک میں اور وہ بھی...... پھر کچھ نہ رہے بس خالی کھنکتے وجود ایک دوسرے میں پیوست...... لیکن کاہے کو ناممکن کیسے ممکن...... جیسے دشت میں سایہ اور جیسے ویرانے میں بہار...... ہاں کچھ بھی تو ہے کسی لمحے...... قبولیت کے لمحے وہ لمحے جب سب کچھ امر ہو جاتا ہے...... جب سب کچھ مطیع ہو کر ہمیشہ کیلئے وجود پا لیتا ہے اور شناخت حاصل کر لیتا ہے...... شاید سب کچھ ممکن ہے...... درد آشنائی بھی اور سفر شناسائی بھی...... شاید دعا سے...... وہ جو خود بھی امر ہوتی ہے اور دوسروں کو بھی امر کر دیتی ہے...... ایک دوسرے میں پیوست ایک دوسرے کے اندر دوسری...... کیسی خوبصورت بھی اور کیسی بھیانک بھی...... جیسے چاند کی چاندنی...... جیسے رات کی تاریکی...... تم ہو...... مانتا ہوں...... کھلی آنکھوں سے...... ان روشن چراغوں سے...... ان قمقموں سے...... تمہاری حقیقت کو...... تمہارے وجود کو...... تم ہو ازل سے اور شاید ابد تک...... میں آج تمہارے حضور دست بدست دعا گو ہوں...... تم میں بڑی طاقت ہے...... تم دلوں کو پلٹا دیتی ہو...... اور سنو تم بھی...... جو اس کو تخلیق کرتے ہو...... تم بھی مست ہو اور تم تو مست کر کے ہی چھوڑتے ہو...... میں کیا دعا کروں...... میرے لب تک سل ہی گئے ہیں...... تم سے آشنائی حاصل کرتے کرتے...... اور تمہارا ورد سہتے سہتے میں باہر سے تو زخمی نہیں...... اندر سے ہوں اور پھڑ پھڑا رہا ہوں...... جیسے پر کٹا پرندہ...... بیچارہ کہاں جائے نہ تمہارے دام سے نجات پا سکتا ہے...... نہ اڑ سکتا ہے...... دیکھو کیسا بے بس ہے...... وہ...... اور...... میں...... اور شاید وہ بھی...... تمہارے اسیر جو تمہارے مداح بھی ہیں اور تم سے نجات بھی پانا چاہتے ہیں...... آج کی رات میں پوری نیت سے اور دل کی سچائی سے تمہارے سامنے ہوں پر دعا کیا کروں...... کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا...... تم ہمیشہ مجھے الجھا دیتی ہو...... نہیں میں دعا نہیں کر سکتا...... کیا فائدہ...... رہنے دو...... چھوڑو...... کچھ بھی تو دعا کرنے کو جی نہیں چاہتا...... بس کوئی دعا ہی نہیں...... اور شاید وہ لب ہی نہیں جو دعا کے لئے ہل سکیں...... اور وہ زبان ہی نہیں جو ان لفظوں کو پر اثر بنا سکے...... وہ دل ہی نہیں جو اندر سے اٹھنے والے ہوکوں کو اس میں

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

شامل کر سکے...... رہنے دو...... کوئی دعا نہیں...... کوئی حروف آخر نہیں...... میں جا رہا ہوں...... تاریکی میں واپس...... جیسے صبح کا تارا...... صبح کی روشنی دیکھتے ہی بھاگ کھڑا ہوتا ہے......

"رانی تم کیوں اوندھے منہ لیٹی ہو...... کیا تمہارے پاس بھی کوئی دعا نہیں...... تمہیں تو بہت جلدی تھی...... کسی کے آستانے پر جا کر کچھ مانگنے کی...... مگر لب کیوں سل گئے...... تم تو کچھ کہنے اور سنانے گئی تھیں یا پھر منوانے بھی...... مگر وہ لب ہی نہیں وہ زبان ہی نہیں اور شاید وہ دل ہی نہیں جو کچھ کہہ نہ سکے...... اچھا تو پھر میں کیا کروں...... رو لوں...... رونا بھی نہیں آتا...... بس پتھرا سی جاتی ہوں...... لیکن رونا آ بھی جاتا ہے...... اور پھر تڑپ سی بھی شروع ہو جاتی ہے...... رہنے دو کیا خواری ہے...... چھوڑو بس...... مت بولو...... تمہاری توضیحات کسی کام نہیں...... پہلے بہکاتے ہو پھر تسلیاں دیتے ہو اور پھر توضیحات بھی...... میں اب تمہارے بہلاوے میں کبھی نہیں آؤں گی...... اور میں اس سے ملنے بھی نہیں جاؤں گی......

"رانی کیا تم سو رہی......؟" راجہ اس کو یوں دیکھ کر بولا......

"نہیں...... کیوں کیا کوئی خاص بات ہے......؟"

"تم اس طرح اوندھے منہ کیوں لیٹی ہو......؟"

"یونہی...... کبھی کبھی انسان سیدھے رخ چلتے چلتے خود ہی الٹی طرف چل نکلتا ہے جانتے ہوئے بھی کہ سمت غلط ہے پھر بھی...... راجہ انسان ایسے کیوں کرتا ہے......؟"

"عام طور پر لوگ ایسا نہیں کرتے اور نہ ہی الٹا سوچتے ہیں...... وہ صرف سیدھا چلنا اور سیدھی سمت کی طرف چلنا چاہتے ہیں بلکہ اگر کہیں سے کوئی الٹ پھیر آ جائے تو گھبرا جاتے ہیں فوراً بدکنے لگتے ہیں لیکن جو لوگ کچھ کرنا چاہتے ہیں یا جن کے اندر کچھ ایسا الٹ پھیر ہو یا پھر ان کا خمیر ایسی مٹی سے گندھا ہو جو بار بار سوکھتی اور گیلی ہوتی ہے کبھی بنتی ہے تو کبھی ٹوٹتی ہے تو وہ لوگ جو مہم جوئی فطرت لیکر پیدا ہوتے ہیں...... اور الٹ پھیر چلنا انہیں اچھا لگتا ہے...... مگر سنو...... تم کب سے الٹ پھیر پسند کرنے لگی......"

"میں نے تو یونہی بات کی تھی...... تم نے خود ہی تو پوچھا تھا اور میں نے ویسے ہی بات کر دی......"

"رانی تم بھی گلفام کی طرح اب ایسی باتیں نہیں کرنے لگی"

"کیسی باتیں......؟"

"عجیب عجیب سی، انوکھی سی اور انوکھے سوالات...... الٹے جوابات"

"کیا تمہیں ایسا محسوس ہوتا ہے......؟"

"ہاں...... اس سے پہلے تو کبھی محسوس نہیں ہوا لیکن اب کچھ ایسا ہی احساس ہونے لگا ہے...... یوں لگتا ہے جیسے چند دن تم لوگ بیمار کیا رہے ہو بالکل ہی بدل گئے ہو......"

کیا بیماری نے تو کوئی ایسا اثر نہیں دکھایا"

"معلوم نہیں یہ تو تمہارے علاج پر ہے...... نجانے تم کیا پلاتے رہے ہو کہ ہم بدل گئے......

"لو یہ الزام بھی مجھ پر آ گیا...... خوب کہی...... ویسے رانی ایک بات ہے تم چاہے جتنے مرضی مجھ پر الزام لگا دو...... میں...... کبھی اف نہیں کروں گا صرف یہی کہ تم خوش رہو...... مجھ سے تمہاری ناراضگی برداشت نہیں ہوتی......"

"میرا نہیں خیال ہے کہ میں کبھی تم سے ناراض ہوئی ہوں"

"لیکن کبھی کبھی مجھے ایسا احساس ضرور ہوا...... اور تب مجھے اپنا آپ نجانے کیوں گناہگار بھی لگا...... یہ ایسا احساس تھا کہ اگر مزید کچھ دن تمہاری یہ حالت یونہی رہتی تو شاید...... مجھے کچھ ہو جاتا......

"کیا ہو جاتا......؟"

"شاید میں پاگل ہو جاتا......"

"ہاں...... مجنوں...... لیکن لیلیٰ کے لئے تمہیں کسی دشت میں خوار نہ ہونا پڑتا کیونکہ لیلیٰ تمہیں خود سنبھالنے کے لئے کافی ہوتی......"

راجہ نے کھلکھلا کر قہقہہ لگایا...... بہت دنوں کے بعد جھونپڑی قہقہوں سے گونجنے لگی...... یکدم اسے وہ یاد آنے لگا...... وہ کبھی نہیں ہنسا تھا...... وہ اس کی ہنسی سننا چاہتی تھی...... اس کا زندگی سے بھرپور قہقہہ...... اسے یاد نہیں پڑتا تھا کبھی وہ اس کے سامنے ہنسا بھی ہوا ہو......

"کیا ہوا تم اداس کیوں ہو گئی......؟"

"کچھ بھی نہیں......"

"کیا میرا قہقہہ تمہیں اچھا نہیں لگا......"

"نہیں...... ایسی تو کوئی بات نہیں...... تمہیں ایسا بالکل نہیں سوچنا چاہیے۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"لیکن تم ایک دم اتنی سنجیدہ ہو گئی کہ مجھے یوں لگا جیسے تم نے اسے ناپسند کیا ہو......"

"رانی آؤ باہر چلتے ہیں...... بہت دن ہوئے ہم باغ کی طرف نہیں گئے"

"میری طبیعت اچھی نہیں......"

"لیکن تم تو اس مجنوں کی خود دیکھ بھال کرنے کو تیار تھی اب کیا ہوا......؟"

وہ خاموشی سے اٹھ کر اس کے ساتھ چل دی...... دونوں باغ میں کافی دیر تک گھومتے پھرتے رہے...... ہوا میں پھولوں کی خوشبو رچی بسی تھی اور ہر طرف پھول ہی پھول کھلے تھے رنگ برنگے۔

"راجہ گلدستہ بناؤں تمہارے لیے......"

"نہیں رہنے دو...... یوں کرو گلفام کے لئے بنا لو پھر ہم ادھر سے ادھر ہی چلیں گے......"

"نہیں راجہ...... اب میں اس طرف نہیں جاؤں گی......"

"کیوں......؟"

"اب وہ ٹھیک تو وہ گیا ہے......"

"کیا حال پوچھنے نہیں چلو گی......"

"رانی کیا تم اس سے تنگ آ گئی ہو؟"

"میں نے کب ایسا کہا......"

"جب کسی کو انسان اہمیت دینا چھوڑتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یا تو وہ اسے حقیر سمجھ رہا ہے یا پھر اس سے تنگ آ گیا ہے کیا ایسا نہیں ہوتا......؟"

"ہاں ہوتا تو ہے......مگر میرے ذہن میں ایسی کوئی بات نہیں......"

"جب تک وہ یہاں ہے ہمیں اچھے طریقے سے اسے ملنا چاہئے اور جب وہ یہاں سے رخصت ہو تب بھی احسن طریقے سے رخصت کرنا چاہئے تا کہ جب وہ یہاں سے جائے تو اس کے دل میں ہمارے بارے میں اچھی باتیں اور محبت ہو......"

"راجہ ہم کب تک دوسروں کی پسند اور ان کی خوشیوں کا خیال رکھیں گے......"

"میرا خیال ہے اس سے قبل تو میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی وہ مہمان ہے اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں۔"

"راجہ یہاں سے آنے سے پہلے بھی میری طبیعت بوجھل تھی اب بھی ہے، اس لیے تم جاؤ...... ویسے بھی جب کسی سے اپنی مرضی سے ملاقات نہ کی جائے تو وہ پھیکی رہتی ہے ملاقات نہیں ہوتی"

"ٹھیک ہے میں اب کبھی بھی اصرار نہیں کروں گا تم اپنی ہر بات میں آزاد ہو...... اور اپنے تمام فیصلوں میں بھی......"

راجہ کہہ کر آگے بڑھ گیا اور وہ حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی...... پھر کھٹکا ہو گیا تھا......اور وہ پریشان سی جھونپڑی کی طرف چلی گئی۔

گلفام خود آہستہ آہستہ چلنے کی کوشش کر رہا تھا......

"گلفام تم بہت باہمت ہو...... مجھے خوشی ہوئی کہ تم خود چلنے کی کوشش کر رہے ہو......تم کسی پر زیادہ بوجھ بننے کی کوشش نہیں کرتے گلفام تم واقعی شاندار انسان بنتے جا رہے ہو......"

"راجہ میری اتنی تعریفیں مت کیا کرو......"

"گلفام جو حقیقت ہوتی ہے نا وہ اپنا آپ منوا لیتی ہے......اور میں کوئی جھوٹ بات نہیں کر رہا......اس میں بہت سچائی ہے جب تم واپس جاؤ گے تو تمہیں خود اپنی اہمیت کا اندازہ ہو جائے گا"

"اگر تم سمجھتے ہو تو ایسا ہی ہو گا اگر ایسا ہے تو یہ سب تمہاری بدولت ہوا ہے......اگر تم جیسا اچھا انسان نہ ملتا تو میں اس وقت نجانے کہاں ہوتا......"

"گلفام یہ سب تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں انسان کی اپنی سوچ اور عمل دخل کم ہوتا ہے......"

"ہاں...... یہ تو ہے......راجہ تم کہاں گئے تھے اس وقت......"

"میں ذرا باغ تک...... تمہیں کیسے پتا چلا......؟"

"یونہی میں نے پوچھا......کیا تم اکیلے گئے تھے......؟"

"نہیں رانی بھی میرے ساتھ تھی مگر وہ واپس چلی گئی اس کی طبیعت ٹھیک نہ تھی......"

گلفام اس کی بات سن کر خاموش ہو گیا......اسے پتا چل گیا تھا کہ وہ یہاں نہیں آئی

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تھی...... دو تین دن ہو گئے تھے اسے دیکھے ہوئے اور اب وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا...... صبح سے اس کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی اس سے دور ہے اور وہ اس کی کمی محسوس کر رہا تھا مگر وہ مزید کچھ نہ پوچھ سکا......"

"وہ اپنی مرضی کی مالک ہے...... جو وہ کرنا چاہتی ہے میں نے اسے کبھی نہیں روکا......"

"ہاں...... تم جیسا شخص اسے کہاں ملے گا......"

"معلوم نہیں کیسا......؟"

"تم یہاں بیٹھو اور مجھے اپنے زخم دکھاؤ......" وہ اس کے زخم دیکھنے لگا......

"میرا خیال ہے اب کافی ٹھیک ہو گئے ہیں"

"ہاں...... مجھے لگ رہا ہے بس ایک دو دن کی بات ہے پھر مرہم لگانا چھوڑ دیں گے...... پھر یہ خود بخود ہی ٹھیک ہو جائیں گے...... کبھی کبھی میں سوچتا ہوں تم ناحق اس اذیت میں مبتلا ہوئے......"

"ناحق نہیں...... کچھ کرتے ہوئے......" گلفام مسکرایا "ہاں...... واقعی کچھ کرتے ہوئے کبھی کبھی کوئی کام بہت مہنگا پڑ جاتا ہے......"

"قیمت تو ادا کرنی ہی پڑتی ہے نا...... چاہے کیسا ہی کام ہو......"

"راجہ اب میں جلدی چلا جاؤں گا ناں......"

"ہاں...... کیوں نہیں فکر مت کرو...... اب میں نے کہا نا میں تمہیں نہیں روکوں گا......" وہ مسکرانے لگا......

دونوں کافی دیر باتیں کرنے لگے...... ایک دم گلفام بولا۔

"راجہ میری طبیعت نہ جانے کیوں خراب ہو رہی ہے؟"

"کیا ہوا...... وہ گھبرا سا گیا"

"میرا سر چکرا ہے......"

"دکھاؤ............ اور وہ اس کے سر کو ہاتھ لگانے لگا......

"گلفام میرا خیال ہے تمہیں بخار ہو رہا ہے...... شاید بخار کے ساتھ سر میں بھی درد ہو رہا ہے تم آرام کرو، میں ابھی آتا ہوں......" اور وہ چلا گیا۔

وہ جھونپڑی میں آیا تو ادھر ادھر کچھ دیکھنے لگا۔

"راجہ کیا ڈھونڈ رہے ہو......؟"

"یہاں میں نے ایک عرق کی شیشی رکھی تھی وہ ڈھونڈ رہا ہوں"

"کیا ہوا کس لئے چاہئے"

"گلفام کی طبیعت ٹھیک نہیں...... اسلئے"

"کیا ہوا اسے......؟"

"نجانے کیوں ایک دم طبیعت بگڑ گئی اور سر میں شدید درد ہونے لگا......"

رانی اس کی بات سن کر فکر مند ہو گئی...... وہ عرق لے کر چلا گیا...... وہ اس کیساتھ جانا چاہتی تھی...... مگر اب وہ اس کو کیسے کہتی...... وہ خود ہی اپنی سوچوں میں بکھرنا اور پریشان ہونا شروع ہو گئی...... میں کیا کروں...... تمہیں دیکھنے کو دل تڑپتا بھی ہے...... مگر یہ بھی میری ریاضت کے سفر میں اہمیت رکھتا ہے کہ میں تم سے نہ ملوں...... تمہارے کانٹوں کو اپنی پلکوں سے نہ چنوں...... تمہارے زخموں کو اپنے ہاتھوں سے صاف نہ کروں...... تمہارے دل میں اٹھنے والے احساسات اور جذبات کا مرکز میں نہ بنوں اور میری ذات تمہارے لئے صفر ہو کر رہ جائے اور صرف تم ہی تم ہو...... اپنے آپ میں مکمل...... میں تمہیں مکمل اور بھرپور دیکھنا چاہتی ہوں...... لیکن کیا کروں یہ دل کسی بات پر آتا ہی نہیں...... خود ہی کبھی مجھے یوں مضبوط کر دیتا ہے کہ میں سمجھتی ہوں میں پہاڑ سے بھی زیادہ طاقتور ہوں اور کبھی مجھے یوں ریزہ ریزہ کر دیتا ہے کہ مجھے محسوس ہونے لگتا ہے کہ یہ خاک کے ذرے مجھ سے بہت بہتر اور باحیثیت ہیں۔ تم مجھے کسی بات پر ٹکنے نہ دیتا وہ پریشان ہو کر باہر آ گئی...... ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی......

"اے ہوا...... سن اپنی ہلکی ہلکی مدھر سرسراہٹ میں اپنی نرم سرگوشیوں میں خوشبو کا جھونکا بھر کر اس کی پیشانی کو چھونا اور کہنا کوئی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے تمہاری صحتمندی کے لئے دعا گو ہے...... اے چاند اپنی کرنوں کو کہنا...... کہ اس کو جھک جھک کر سلام کریں اور کہیں کہ چاند کے اندر رہنے والی بڑھیا کی طرف سے کوئی اپنی جھونپڑی کے آنگن میں دل کے چرخے پر صرف ایک ہی نام لے کر زندگی کے دن کاٹ رہی ہے......

اے رات اس کو کہنا کہ اس سناٹے میں اس تاریکی میں جب ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے اور ہر شے پردے کی اوٹ میں آ جاتی ہے کوئی اندر ہی اندر چھپ چھپ کر تیری صحت

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کے لئے دعا گو ہے وہ اور اے دل تو سن...... تو تو بہتر پیغام رساں ہے اس کو پیغام دے...... کہ کوئی تجھے یاد کر رہا ہے...... تیرے نام سے کسی کا دل دھڑک رہا ہے...... اے دل آج کہہ دے اسے سب کچھ...... آج وہ بیمار ہے...... وہ ٹھیک ہو جائے گا لیکن سن رہنے دے...... کوئی بھی وہاں نہ جائے...... نہ ہوا، نہ چاند، نہ رات، نہ دل...... وہاں راجہ ہے...... اور راجہ...... میں اس سے بے وفائی تو نہیں کر رہی...... سنو کوئی بھی نہ جائے...... مت جاؤ راجہ ناراض ہو گا...... اس کا اعتبار اٹھ جائے گا میں اس کی باندی ہوں...... اس کو ناراض نہیں کر سکتی...... رہنے دو مجھے یہیں سسکنے...... تڑپنے کو...... اس جھونپڑی کے اندر...... یہی میرا مسکن ہے...... یہی میرا مقام ہے...... نجانے کتنے دل یونہی جھونپڑیوں کی گھٹن میں تڑپتے تڑپتے دم توڑ دیتے ہیں۔ مگر ان کی چیخ تک باہر نہیں جاتی...... کیسا المیہ ہے...... اور کتنا درد ہے...... مگر سب کچھ کس قدر صبر آزما ہے...... کون جانتا ہے کوئی بھی تو نہیں...... وہ وہیں جھونپڑی کے باہر چاند کی روشنی میں بیٹھی اندر ہی اندر تڑپنے لگی...... گلفام کا بخار تیز ہو گیا تھا اور بے سدھ سا پڑا تھا...... اس نے اچانک ہوا میں عجیب سی مہک محسوس کی...... اسے یوں لگا جیسے رانی اس کے اردگرد ہو...... اس نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ مگر ایک دم چاند کی روشنی درخت کے پتوں میں سے اس کے چہرے کو اپنے حصار میں لے رہی تھی...... اور تاریکی بذات خود کچھ کہہ رہی تھی...... مگر وہ تو کہیں بھی نہ تھی...... وہ پاگلوں کی طرح گرتا پڑتا ادھر ادھر دیکھنے لگا...... مگر وہاں کوئی بھی نہ تھا...... اچانک اس نے راجہ کو اپنی طرف آتے دیکھا۔

''گلفام تم بستر سے کیوں اٹھے......؟''

''یونہی...... نجانے کیا ہو گیا تھا''

''چلو لیٹ جاؤ...... معاف کرنا کچھ دیر ہو گئی میں کچھ جڑی بوٹیاں ڈھونڈنے چلا گیا تھا......''

''کوئی بات نہیں......''

''سر درد کا کیا حال ہے......؟''

''ابھی تک ویسے ہی...... اور جی بھی متلا رہا ہے......''

''کوئی پریشانی کی بات نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا...... لو یہ پی لو...... اس نے اسے عرق سا دیا۔

''اب تم چپ کر کے سو جاؤ...... میں ادھر ہی ہوں۔

''نہیں...... تم گھر چلے جاؤ...... رانی اکیلی ہو گی''

''نہیں میں ادھر تمہارے پاس رکنا چاہتا ہوں...... اگر تمہاری طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تو......؟''

''کچھ نہیں ہوتا...... تم چلے جاؤ...... وہ اکیلی ہے......''

''تو کوئی بات نہیں......''

''نہیں راجہ بس تم جاؤ وہ اکیلی ہے...... وہ بے بس ہو کر بولنے لگا......

''اچھا میں چلا جاتا ہوں...... مگر تم اپنا خیال رکھنا اگر طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو جھونپڑی کی طرف آ جانا......''

''اچھا ٹھیک ہے......''

راجہ چلا گیا...... اور وہ بخار میں پھنکنے لگا......

نجانے کیا کیا بولتا رہا...... وہ کچھ نہیں جانتا تھا...... وہ بس صرف ایک کو جانتا تھا جس کو اس نے اپنے اردگرد محسوس کیا تھا...... جس کا وجود اردگرد کہیں تھا مگر اب وہ نظر نہیں آ رہی تھی...... اب وہ جا چکی تھی...... راجہ اس کو لے گیا تھا اور اب وہ اکیلا بے سدھ پڑا تھا بے ہوش...... اور مدہوش بھی......

راجہ صبح صبح اس کی طرف آ گیا...... رانی سو رہی تھی اور وہ جانا بھی نہیں چاہتی تھی......

''گلفام...... تمہاری رات کو طبیعت ٹھیک تو رہی......'' اس نے اس کے ماتھے کو ہاتھ لگایا...... وہ ابھی تک شدت سے تپ رہا تھا......

گلفام کچھ نہ بولا۔

''اف خدایا...... تمہیں تو بہت سخت بخار ہے اس لئے تو میں رات کو نہیں جا رہا تھا مگر تم نے مجھے زبردستی بھیجا......'' گلفام نے بے ہوشی کی وجہ سے کچھ نہ کہا...... بس آنکھیں بند کئے لیٹا رہا...... راجہ نے جلدی سے اس کے منہ میں جڑی بوٹیوں کا پانی ٹپکایا اور وہ پھر سو گیا......

راجہ بہت فکرمند ہو رہا تھا کہ ساری رات اس کا بخار کیوں نہ ٹوٹا...... وہ اس کے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

قریب بیٹھا تھوڑی دیر کے بعد اسے کچھ نہ کچھ پلاتا رہا......

دو پہر ہونے کو آ رہی تھی مگر اسے ابھی تک ہوش نہ آ رہی تھی نجانے یہ کیسا بخار ہو گیا تھا...... جو کسی دم بھی کم نہ ہو رہا تھا...... شام ہو گئی مگر وہ ویسا ہی رہا...... راجہ پریشان ہو کر جھونپڑی کی طرف چلا گیا......

رانی اس کو یوں پریشان دیکھ کر گھبرا گئی......

''کیا بات ہے...... تم پریشان لگ رہے ہو۔''

''ہاں...... گلفام کا بخار کسی طرح بھی کم نہیں ہو رہا......''

''کیوں...... کیا ہو گیا ہے اسے......؟''

''معلوم نہیں یہ سب کیا ہو گیا ہے وہ اچھا خاصا بہتر ہو رہا تھا مگر اب نجانے کیا ہو گیا ہے...... ایسا تو کبھی نہیں ہوا...... اور جو جڑی بوٹیاں میں اسے دے رہا ہوں...... اس سے تو ہر حالت میں افاقہ ہو جاتا ہے مگر اس کا بخار تو کسی طرح بھی ٹوٹنے کو نہیں آ رہا''

''تو کیا واقعی پریشانی کی بات ہے......؟''

''ہاں...... ہے تو سہی......''

''تو پھر اب کیا کرو گے......؟''

''یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہی ہے...... کیا کروں......''

''راجہ کوئی تو علاج ہو گا......''

''اسی پر تو سوچ رہا ہوں...... ابھی کچھ جڑی بوٹیاں لینے جا رہا ہوں رانی دعا کرو...... کہ وہ ٹھیک ہو جائے نجانے میرے دل میں کیوں وسوسے پیدا ہو رہے ہیں۔ مجھے خوف آ رہا ہے...... بس تم دعا کرو...... سچے دل سے خلوص کے ساتھ'' راجہ نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر التجائیہ انداز میں کہا......

''اچھا...... تم فکر نہ کرو......''

اور وہ باہر نکل آیا رانی پریشان سی ہو گئی...... کیا کروں میں اس کے لئے کیا کروں...... کونسی دعا کروں کہ وہ ٹھیک ہو جائے...... اور وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی...... شام ہو گئی تھی اس نے دیا جلا کر طاق میں رکھا اور پھر قدموں کی طرف بیٹھ گئی...... آج میں کسی کی زندگی...... اور صحت کیلئے دعا گو ہوں...... جس طرح آپ اپنی تمام خلوص، سچائی، ریاضت

اور عبادت کے ساتھ اس کے حضور میں محبت اور وفا کے تقاضے پورے کر رہے تھے اسی طرح میں بھی آج اپنی تمام تر سچائیوں اور خلوص کے ساتھ آپ کے دربار میں نیاز مندی کے ساتھ حاضر ہوں...... کسی کی زندگی جو اس کے لئے بھی ضروری ہے...... اور کسی اور کے لئے بھی...... اس کا جینا...... سانس لینا...... اس کا دیکھنا اور اس کا باتیں کرنا بہت ضروری ہے...... کسی اور کے لئے...... وہ جو اسے دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہیں...... اور جس کا وجود جسم میں سانس کی طرح ضروری ہے...... اور جو صرف یہی دیکھنا اور سننا چاہتے ہیں کہ وہ ٹھیک رہے...... وہ دل ہی دل میں نجانے کتنی دیر دعا کرتی رہی اور آنکھیں بند کئے دعا کی مقبولیت کا انتظار کرتی رہی کہ کب ان کے حضور سے پروانہ ملتا ہے اور اس کی صحت کی طرف سے پرسکون ہو جائے......

راجہ تھوڑی دیر کے بعد آیا اس کے ہاتھ میں عجیب وغریب قسم کی جڑی بوٹیاں تھیں......

''راجہ یہ کیسی جڑی بوٹیاں ہیں......''

''سنا ہے یہ بہت پر اثر ہوتی ہیں......''

''رانی...... تم یہیں ہو...... میں سوچ رہا تھا کہ تم اسکو دیکھنے گئی ہو گی......''

رانی جواباً خاموش رہی اس کے پاس کہنے کو کچھ نہ تھا وہ کیسے اس کو بتاتی کہ وہاں نہ جانا اس کی ریاضت اور تپسیا کا حصہ تھا...... وہاں نہ جا کر وہ اپنے آپ کو اس کے راستے سے ہٹانے کی کوشش ہی تو کر رہی تھی...... اصل میں اس کی صحت ہی تو وہ چاہتی تھی وہاں جا کر وہ اس کو کسی بھی طرح پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی...... اور یہاں بھی تو وہ اس کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعا کر رہی تھی...... ایسی دعا جو صرف دل سے نکلتی ہے اور روح پر اثر کرتی ہے...... اس نے تو اپنی تمام تر خلوص توجہ اور دھیان کے ساتھ دعا کی تھی...... وہ تو اپنی جان کو اس پر قربان کرنے کیلئے تلی تھی...... اور وہ اس سے زیادہ کیا کر سکتی تھی اور راجہ اس سے یونہی خفا ہو رہا تھا راجہ کیا جانے حقیقت کو...... اسے کیا معلوم کہ جب دل کو لگتی ہے تو کیا ہوتا ہے...... انسان کس طرح تڑپتا ہے اور دکھی ہوتا ہے اور ایسی تڑپ میں پھر وہ کیسی کیسی دعائیں کرتا ہے جو اگر عرش تک پہنچ جائیں تو شاید اس کو بھی ہلا دیں...... مگر شاید وہ وہاں تک پہنچتی ہی نہیں اور راستے میں ادھر ادھر ہو جاتی ہیں...... اور ہم جیسے انسان مسلسل اس وقت کا انتظار کرتے ہیں کہ ابھی معجزہ ہونے والا ہے اور وقت گزر جاتا ہے مگر معجزہ نہیں ہوتا...... کیونکہ وہ ادھر سے قبولیت

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کی مہر نہیں حاصل کر پاتیں...... اس نے مڑ کر دیکھا راجہ جا چکا تھا اسے معلوم تھا کہ راجہ خفا ہو گیا ہے...... مگر وہ کیا کر سکتی تھی...... وہ اب اپنے آپ کو آزمانا چاہتی تھی...... کہ وہ کس حد تک اپنے آپ پر قادر ہے...... وہ اپنے آپ کو محفوظ کر کے راجہ کو بچانا چاہتی تھی مگر راجہ نہیں سمجھ رہا تھا...... اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے......

کبھی کبھی کتنا مشکل ہو جاتا ہے کسی دوسرے کو سمجھانا...... جب کوئی اور توقع کرتا ہے...... مگر دوسرا چاہتے ہوئے بھی نہ کچھ بتا سکتا ہے نہ کچھ کر سکتا ہے...... راجہ میں بھی ایسے دوراہے پر آ کھڑی ہوئی ہوں...... میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی اور سمجھانا چاہتی ہوں...... مگر تم کچھ بھی نہیں سمجھ پاؤ گے...... اس لئے میں ڈرتی ہوں۔ میں کیا کروں میں وہاں نہیں جانا چاہتی اور تم مجھے خود انہیں راستوں پر ڈالنا چاہتے ہو...... جو تاریک گھاٹیوں کی طرف لے جاتے ہیں تم کیا سمجھو گے...... وہ اندر ہی اندر تڑپتی رہی اور کبھی رک کر اسکے لئے خلوص دل سے دعا شروع کر دیتی اور جب راجہ کا خیال آتا تو اس کو سمجھانا شروع کر دیتی...... مگر دونوں طرف سے ہی کوئی جواب نہ تھا...... شاید نہ تو دعا قبول ہو رہی تھی اور نہ ہی راجہ سمجھ رہا تھا۔

راجہ نے اس کے ماتھے کو ہاتھ لگایا وہ ابھی تک بدستور جل رہا تھا...... راجہ نے جڑی بوٹیوں کا عرق اس کو پھر پلایا اور اس کے ہاتھوں کو ملنے لگا......

''گلفام...... اٹھو...... آنکھیں کھولو...... کوشش تو کرو......''

کبھی وہ اس کے منہ میں پانی کے قطرے ڈالتا...... کبھی عرق مگر نجانے اس پر کیسی بے ہوشی طاری تھی کہ وہ آنکھیں ہی نہ کھول رہا تھا......

رات گہری ہوتی جا رہی تھی اور وہ ابھی تک بے ہوش تھا...... کسی طرح بھی آنکھیں نہیں کھول رہا تھا...... وہ ساری رات اس کے پاس بیٹھا رہا...... اور خود بھی اس کے لیے دعائیں کرتا رہا...... جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا اس کا دل بھی ڈوب رہا تھا وہ کیا کرے اس کو سمجھ نہیں آ رہا تھا...... چاند، ستارے اپنا سفر ختم کر کے اب واپس جانے کی تیاری کر رہے تھے......

ہلکی ہلکی سی مدہم روشنی پھیلنا شروع ہو چکی تھی...... ہر سو پھولوں کی مہک ہوا میں رچ بس کر ادھر ادھر گھوم پھر کر فضا کو معطر بنا رہی تھی راجہ کے چہرے پر پریشانی کی لکیریں اور گہری ہوتی جا رہی تھی......

''گلفام اٹھو...... دیکھو روشنی پھیل رہی ہے...... ہر طرف خوشبو بھی ہے......''

''خوشبو...... اس کی خوشبو...... بہت اچھی ہے...... مجھے بہت اچھی لگتی ہے...... کل بھی آئی تھی...... اور آج بھی آئے گی...... ابھی آئی نہیں...... اس کو لے آؤ......''

''گلفام...... آنکھیں کھولو......'' اس نے اس کے ماتھے کو ہاتھ لگایا حدت کافی کم ہو چکی تھی...... اس کے دل کو سکون سا ملنے لگا...... اس نے دل ہی دل میں شکریہ ادا کیا تم ہوش میں آ رہے ہو...... کوشش کرو...... آنکھیں کھولو......''

گلفام نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں...... راجہ نے شکر ادا کیا اور اسے پانی پلایا......

''گلفام...... اب تم ٹھیک ہو نا......''

''ہاں...... بہتر محسوس کر رہا ہوں......''

''شکر ہے...... میں تو ساری رات پریشان رہا......''

''کیا تم ساری رات یہاں رہے......؟''

''ہاں...... لیکن تم پریشان مت ہو...... تم ٹھیک ہو گئے ہو شکر ہے خدا کا......''

''راجہ تم ساری رات نہیں سوئے''

''کیسے سو سکتا تھا جب تمہارا وجود بخار میں تڑپ رہا ہو......''

''کیا مجھے بخار تھا......؟''

''ہاں...... بہت زیادہ...... لیکن اب گھبرانے کی بات نہیں...... مجھے سمجھ نہیں آتا تمہیں بخار کیونکر ہو گیا تھا...... یہاں پر رہنے والوں کو تو بہت کم کوئی تکلیف ہوتی ہے اور سب سے حیرت کی بات تو یہ ہے کہ تم پر مسلسل بے ہوشی طاری تھی...... اور اس بے ہوشی میں نجانے کیا کیا بول رہے تھے......؟''

''کیا بول رہا تھا......؟'' وہ چونک گیا۔

''میرا خیال ہے اکثر بے ہوشی میں سب لوگ ایسے ہی بولتے ہیں''

''کیا میں کچھ غلط بول گیا......؟''

''نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں...... خیر تم آرام کرو......''

اٹھو یہ شربت پی لو...... اس سے تمہاری صحت اور بہتر ہو جائے گی''

''میری طبیعت نہیں چاہ رہی......''

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"نہیں گلفام...... انکار مت کرو...... یہ تمہارے لئے بہتر ہے"

اور اس نے اسے زبردستی وہ پلا دیا......

"اب تم آرام کرو...... میں جا رہا ہوں میرا سر بوجھل ہو رہا ہے......"

"ٹھیک ہے تم جاؤ......"

راجہ اٹھ کر چلا گیا...... رانی شدت سے اس کی منتظر تھی...... وہ جانتی تھی کہ وہ رات بھر گھر نہ آیا تھا یقیناً اس کی حالت خراب ہو گی...... جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا...... اس نے دل میں شکر ادا کیا...... راجہ اس سے خفا تھا اس لئے خاموشی سے جا کر بستر پر لیٹ گیا۔

"کیا بات ہے...... خفا کیوں ہو......؟"

"کس نے کہا......؟"

"تمہارے رویے سے ایسا معلوم ہو رہا ہے......"

"نہیں...... میرا سر تھکا ہوا ہے......"

"رات بھر سوئے نہیں......"

"نہیں......"

"سر دبا دوں......"

"رہنے دو...... اس کی کوئی ضرورت نہیں"

اور وہ اس کی طرف پشت کر کے لیٹ گیا......

رانی کو راجہ کا یہ رویہ سخت برا لگا...... مگر وہ خاموش رہی...... اس سے پہلے تو اس نے کبھی ایسا نہیں کیا تھا اور اب اس کی خاطر راجہ اس سے کس قدر خفا ہو رہا تھا...... بغیر جانتے ہوئے...... لیکن راجہ کیوں کسی اور کیلئے اس سے ناراض تھا...... اسے کبھی راجہ پر غصہ آتا تو کبھی اس پر...... اور کبھی اپنے آپ کو کوستی...... وہ تنگ آ کر باغ کی طرف چلی گئی...... یوں لگا جیسے ہر طرف مردنی سی چھائی ہے...... جیسے ہر طرف بے رنگ پھول کھلے ہوں...... جن کا نہ ہی کوئی رنگ ہو اور نہ خوشبو...... نہ مہک پر اثر...... نہ ہی دل لبھانے والی خوبصورت کلیاں اور پھول...... کیسے سب کچھ اجڑا اجڑا سا لگ رہا تھا...... اس نے ہزار کوشش کی کہ کہیں تو کوئی خوبصورتی نظر آئے مگر یوں لگ رہا تھا جیسے سرسبز گھاس کی بجائے، زرد پیلاہٹ کا سارا فرش بچھ گیا ہو...... کیسی بے رونقی اور یاسیت تھی...... جیسے اسکا دل ویران تھا...... ویسی ہی خفگی،

ناراضگی اور مردنی ادھر بھی تھی...... اس کا دل بالکل وہاں رکنے کو نہ چاہ رہا تھا...... وہ وہاں سے ندی کی طرف چل دی...... سورج عین سر پر کھڑا تھا...... ہر طرف سنہری گرم دھوپ پھیلی ہوئی تھی...... ہوا کے نرم گرم جھونکے اس کے بالوں سے اٹھکیلیاں کرتے پھر رہے تھے اور وہ ان کو بار بار پیچھے ہٹاتی پانی کے اندر گھسی جا رہی تھی...... اچانک چلتے چلتے نوکیلے پتھر سے پاؤں ٹکرایا تو خون کا فوراً فوارہ سا چھوٹ پڑا...... وہ خود دنگ رہ گئی...... بہتے پانی میں خون کی دھاری سی شامل ہونے لگی...... اس کے سفید لباس پر بھی چھینٹے پڑ گئے تھے...... پاؤں میں درد بھی ہو رہا تھا...... اور مسلسل خون بھی بہہ رہا تھا...... اس نے جلدی سے واپس آنے کی کوشش کی...... مگر درد کے مارے چلا نہیں جا رہا تھا...... وہ پاؤں گھسیٹتی ہوئی بڑی مشکل سے گھر تک پہنچی...... راجہ ابھی تک سو رہا تھا...... وہ اسے اٹھا کر بتانا چاہتی تھی مگر وہ جانتی تھی کہ وہ اس سے خفا ہے اس لئے خود ہی پاؤں پر کچھ باندھنے کی کوشش کی مگر آہستہ آہستہ اس میں سوزش ہوتی جا رہی تھی...... اور درد بھی بڑھتی چلی جا رہی تھی...... وہ اس پر کپڑا باندھ کر لیٹ گئی...... مگر کسی پل بھی چین نہ آ رہا تھا...... تکلیف کے مارے آنسو اس کے رخساروں پر بہنے لگے...... اس نے بہت کوشش کی کہ اس کی آواز نہ نکلے...... مگر اس کی ہچکی بندھ گئی...... راجہ ایک دم اس کی سسکیوں کی آواز سن کر اٹھ بیٹھا...... اور حیرانگی سے اس کی طرف دیکھنے لگا......

"رانی تم رو رہی ہو...... کیا ہوا یہ سب؟" اس نے اس کا سوجا ہوا پاؤں دیکھا......

"پتھر سے ٹکرا گیا......"

"کون سے پتھر سے......"

"ندی میں......"

"مگر تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں...... کب یہ سب ہوا......"

"دوپہر کو......"

"اور تم نے مجھے بتایا نہیں......"

"تم خفا جو تھے......"

"افوہ...... تم بھی کمال کرتی ہو...... خفا تو میں کسی اور بات پر تھا...... مگر اب تو تم تکلیف میں تھی...... اور تم جانتی ہو میں کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا......" اور وہ اٹھ کر اس کا پاؤں کھول کر زخم دیکھنے لگا......

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"کافی گہرا زخم ہے......" اور وہ اس پر مرہم لگانے لگا......

"تم دونوں نے تو جیسے منصوبہ بنایا ہے......"

"کیسا منصوبہ......؟" وہ چونکی۔

"مجھے تنگ کرنے کا...... کبھی ایک بیمار ہوتا تو کبھی دوسرا......"

"میں نے جان بوجھ کر تو ایسا نہیں کیا......"

"ہاں...... اس نے بھی جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا...... مگر تم لوگ...... مجھے تو یوں لگتا ہے ختم کر کے چھوڑو گے......"

"خدا کے لئے ایسی باتیں مت کرو......"

"تو اور کیا کہوں...... ایک ادھر پڑا ہے اور ایک ادھر میں کیسے بچ گیا...... میں حیران ہو رہا ہوں......"

"تم پھر خفا ہو رہے ہوں......"

"نہیں سوچ رہا ہوں...... کہ اگر میں بھی بیمار پڑ گیا تو کون ہمیں سنبھالے گا......"

"تمہیں کچھ نہیں ہوگا......"

"اچھا...... اب تم خاموشی سے لیٹ جاؤ...... آرام کرو...... اور حرکت نہ کرنا...... میں ابھی آتا ہوں...... اس کو دیکھ کر...... فکر نہ کرو...... تم ٹھیک ہو جاؤ گی......"

وہ کمرے سے باہر نکل گیا اور وہ پریشان سی پلنگ پر لوٹنے لگی...... واقعی...... راجہ سچ ہی تو کہہ رہا تھا...... وہ کیسے ان کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہو رہا ہے...... مسلسل کرب سے وہ گزر رہا تھا...... ساری رات اس کے پاس گزارنے کے بعد وہ اس کی طرف آیا تو اور نئی تکلیف اس کا انتظار کر رہی تھی...... ہر کوئی راجہ کیلئے مشکلات پیدا کر رہا تھا...... اس سے ہمدردی سی ہونے لگی......

گلفام جاگ رہا تھا مگر ابھی تک وہ بستر سے نہ اٹھا تھا......

"کیسے ہو اب......"

"ٹھیک ہوں......"

"کیا تم سو رہے تھے......؟"

"ہاں...... لیکن اور اور پریشانیاں راستے میں آتی جا رہی ہیں"

"کیا مطلب......؟"

"کچھ نہیں......"

"بتاؤ تو سہی تم کس لئے پریشان ہو......"

"رانی کا پاؤں زخمی ہو گیا......"

"کیسے......؟"

"ندی میں کسی پتھر سے ٹکرایا تھا......"

"اب کیسی ہے وہ......؟"

"ابھی اس کو مرہم لگا کر آیا ہوں...... لیکن ٹھیک ہونے میں چند دن لگیں گے......"

"راجہ تم اس کی دیکھ بھال کرو...... میری طرف نہ آیا کرو...... میں ٹھیک ہو رہا ہوں...... اس کو تمہاری ضرورت ہے......"

"اور تمہیں میری ضرورت ہے...... نجانے تم ہر دفعہ کیوں ایسی بات کرتے ہو...... تمہارا ایک وجود ہے جو میرے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے...... تم ہو...... کیونکہ میں تمہیں دیکھتا ہوں...... تمہیں محسوس کرتا ہوں...... کیا تم اتنی سی بات نہیں سمجھتے......"

"سمجھتا ہوں سب کچھ...... مگر"

"مجھے جواز مت دیا کرو...... میں تو بس حقیقت کو دیکھتا ہوں اور اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہو......"

"حقیقت کبھی کبھی جھوٹی بھی ہو سکتی ہے"

"لیکن اس میں سچائی بھی تو کہیں ضرور ہوتی ہے"

"ہو سکتا ہے جسے تم سچائی کہتے ہو...... وہ اصل میں سچائی نہ ہو"

"لیکن کوئی کیسے اندازہ کر سکتا ہے کہ جو کچھ وہ دیکھ رہا ہے یا سن رہا ہے...... وہ حقیقت نہیں بلکہ کچھ اور ہے......"

"تو پھر حقیقت کہاں چھپی ہوئی ہے......؟"

گلفام اس کی بات سن کر خاموش ہو گیا...... اور راجہ بھی اس کی طرف دیکھنے لگا......

"گلفام جو نظر آئے اسے ہی حقیقت سمجھو......"

"راجہ تم گھر جاؤ......"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اور وہ خاموشی سے اٹھ کر واپس آ گیا...... رانی ابھی تک سو رہی تھی......

میں کیا کروں...... کس کس کو سمجھنے کی کوشش کروں اور کیسے ان دونوں کا علاج کروں......اب تو میں خود ہی تھکتا اور بکھرتا جا رہا ہوں......مگر یہ لوگ نہیں سمجھتے...... پھر مجھ سے کہتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا لو بھلا میں کیسے سمجھوں...... یہ جو خود ہی بکھرے لوگ ہیں...... کیسے الٹی سیدھی باتیں کرنے لگے ہیں......شاید حقیقت سے نظریں چرانے لگے ہیں۔ یا پھر زندگی سے تنگ آ گئے ہیں...... مگر میں کس لئے...... ہاں...... یہی تو ایک بات ہے کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں یہی...... کیا مجھے یہ اسی محبت کی سزا دے رہے ہیں کیا محبت صرف آزمائش کے لئے ہوتی ہے...... میں جواب ان کا اسیر ہوں...... اب کس طرح ان کے شکنجے میں جکڑا جا چکا ہوں اور یہ...... مجھے کچھ سمجھتے ہی نہیں......بس اپنی ہی منوانے کی کوشش کرتے ہیں......وہ کتنی ہی دیر اپنے خیالات میں کھویا رہا۔ جب رانی آنکھیں کھول کر اسے دیکھ رہی تھی وہ گھٹنوں میں سر دبائے گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا......

"راجہ......تم کب سے یہاں بیٹھے ہو......؟"

"بہت وقت گزر چکا ہے......"

"ہاں وقت تو گزرنے کی چیز ہے......"

"جیسا بھی ہو گزر جاتا ہے......"

"تمہارا کیسا گزرا......؟"

"تم لوگوں کو دیکھنے میں ہی......اور شاید سمجھنے میں"

"اب اسکا کیا حال ہے......؟"

"ٹھیک ہے......مگر وہ بار بار تمہارا پوچھ رہا تھا......"

"کیوں......؟"

"تم دونوں نے کچھ ایسا پھل تو نہیں کھا لیا جس کا اثر ایک سا ہو......"

"کیا تم بھی ایسا پھل کھانا چاہتے ہو......؟"

"نہ بھئی مجھے معاف رکھو میں ایسا بالکل نہیں بننا چاہتا"

"اس کا مطلب ہے ہم تمہاری نظروں میں کتنے ناپسندیدہ ہیں......کہ تم ہم سا نہیں بننا چاہتے......"

"یہ بات نہیں......مگر بات ہے بھی......" راجہ صاف گوئی سے بولا۔

"راجہ تو پھر مجھے کیا کرنا چاہئے......تم مجھ سے کیا چاہتے ہو...... کیونکہ میں تمہیں ناراض نہیں کرنا چاہتی......"

"اور پھر کر بھی دیتی ہو......"

"کیسے......؟"

"میں نے تمہیں کہا تھا نا کہ اس کو دیکھنے چلو......مگر تم نہیں گئیں اور وہ کتنا بیمار رہا......پھر بھی نہیں......حالانکہ تم نے وعدہ کیا تھا......کہ وہ ہمارا مہمان ہے جب تک وہ یہاں ہے ہم اس کی دیکھ بھال کریں گے......کیا تم سب کچھ بھول گئیں......؟"

"میں کچھ بھی نہیں بھولی......" وہ زیر لب بڑبڑائی

"اب تم کیا چاہتے ہو......؟" اس نے پھر پوچھا

"کچھ بھی نہیں......کچھ بھی تو نہیں......کیا اب میں کچھ چاہ سکتا ہوں......؟" راجہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

رانی چونک سی گئی اور حیران کن نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگی......

"تم کیسی عجیب باتیں کرنے لگے ہو......اب تو میں بھی پریشان ہو رہی ہوں......"

"میں نے یہ سب تمہیں پریشان کرنے کیلئے تو سنایا......نجانے کیوں میرے دل میں بہت دنوں سے ایسی باتیں آ رہی ہیں......عجیب سے خدشے جنم لے رہے ہیں......اور کھٹکا سا بھی ہو رہا ہے......رانی میں سوچتا ہوں کہ میں ایسا تو نہ تھا مگر میں اب کیسا ہوتا جا رہا ہوں۔

"جب میں نے تمہارے پاؤں کی چوٹ کے بارے میں بتایا تو وہ بہت پریشان ہو رہا تھا...... مجھے پھر اس نے ایک لمحے بھی ادھر نہیں رکنے دیا......بار بار یہی کہہ رہا تھا......اس کے پاس جاؤ......وہ اکیلی ہے......اسے تمہاری ضرورت ہے......"

"تو پھر تم آ گئے......؟"

"ہاں تو اور کیا کرتا......تم لوگوں نے مجھے پاگل کر چھوڑا ہے"

"کیوں راجہ......کیا تم اکتا گئے ہو......؟"

"تمہاری دیکھ بھال سے نہیں اکتایا......میں تو تم لوگوں کی عجیب وغریب باتوں

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سے تنگ آ گیا ہوں...... کبھی کوئی کچھ کہتا ہے اور کبھی کوئی کچھ...... جیسے ایک دوسرے پر اپنا حق جتا رہے ہوں...... اور پھر کچھ مانتے بھی نہیں......''

''راجہ کیا تم خفا ہو رہے ہوں......؟''

''ہاں تو اور کیا کروں......؟''

''میں اب تم سے کوئی بات نہیں کروں گی''

''میرا مطلب یہ تو نہیں......''

''پھر تم کیا چاہتے ہو......؟''

''میں تم لوگوں کی ادھوری باتوں سے تنگ آ گیا ہو...... تم لوگ ہمیشہ آدھی بات کر کے مجھ پر چھوڑ دیتے ہو کہ اب میں ان باتوں کا مطلب بھی خود تلاش کروں...... تم مجھے سمجھتے کیا ہو......؟''

بہت اچھا اور خوبصورت انسان...... جو صرف دوسروں کے لیے محبت رکھتا ہے...... جو محبت کرتا ہے اور محبت بانٹنا چاہتا ہے......'' وہ مسکرا کر بولی۔

''تم بھی اس کی زبان بولنے لگی ہو......''

''کیسی زبان......''

''ایسی ہی رس بھری باتیں کرنے لگی ہو جیسی وہ کرتا ہے...... کہیں تم نے کوئی ایسا پھل کھایا ہے...... یہی باتیں سوچ سوچ کر میں بہت جھنجھلا سا جاتا ہوں''

''راجہ کہیں ایسا تو نہیں کہ تم مجھ پر اعتبار کھو رہے ہو......''

''نہیں...... خدا کے لئے ایسی بات مت کرو...... میں تو تم پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کر سکتا ہوں...... اور تم پر اعتبار نہیں کروں گا تو کس پر کروں گا...... تم ایسی بات مت سوچو...... ایسی گری ہوئی بات میرے سے منسوب کر کے مجھے میری ہی نظروں میں مت گرانا......''

رانی کے دل کو پھر جھٹکا سا لگا...... اور اسکی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔

''کیا ہوا...... یہ آنسو کہاں سے آ گئے......؟''

''یونہی...... تمہاری محبت کی شدت سے ان آنکھوں کا پانی پگھل جاتا ہے''

وہ مسکرایا...... اور اس کی آنکھوں کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرنے لگا۔

''انہیں خوبصورت باتوں نے تو مجھے لوٹا ہے......''

مگر اب یہی باتیں تمہیں مشکوک نظر آتی ہیں......''

رانی قسم خدا کی...... ایسی بات نہیں...... آئندہ اپنی زبان پر شک کا لفظ بھی مت لانا...... میں تم سے صرف محبت کرنا جانتا ہوں اور محبت کے علاوہ کوئی اور جذبہ میرے دل میں تمہارے لئے جنم نہیں لے سکتا...... اگر جس دن کوئی اور جذبہ پیدا ہو گیا تو سمجھنا وہ دن تمہارے راجہ کا آخری دن ہوگا''

''راجہ...... خدا کے لئے ایسی خوفناک باتیں مت کیا کرو مجھے خوف آتا ہے......''

''کن باتوں سے......؟''

''یہی جو تم کرتے ہو......''

''کیونکہ جو لوگ جذبوں میں سچے ہوتے ہیں نا وہ ذرا سی بھی دراڑ اس میں برداشت نہیں کر سکتے...... اور رانی میں سچا ہوں...... اپنی محبت میں...... اپنے خلوص میں...... اپنی چاہت میں...... میں تم پر کسی قسم کا زبردستی حق نہیں جماتا صرف مجھے اعتبار ہے تو اپنی محبت پر...... اور اگر کبھی کوئی دراڑ پیدا ہوئی تو اس میں کسی کا بھی قصور نہیں ہوگا...... پھر مجھے یوں لگے گا کہ میری محبت میں ہی کوئی قصور تھا...... میرے جذبے سچے نہیں تھے...... اور میں اپنے نقائص سے بھرپور محبت برداشت نہ کر پاؤں گا......''

''تم کتنے انتہا پسند لگ رہے ہو......''

''ہاں...... ہوں اور بہت ہوں......''

''کبھی کبھی یہ انتہا پسندی لے ڈوبتی ہے......''

''جانتا ہوں...... اور میں ڈوبنے کے لئے تیار ہوں''

''تو پھر میرا کیا ہوگا......؟''

''تم بھی میرے ساتھ ڈوبو گی...... جب تم میری نقائص سے بھرپور محبت قبول کر سکتی ہو...... تو پاتال میں میرے ساتھ نہیں جا سکتی......''

''ہاں......'' وہ آہستہ سے بولی۔

راجہ کے لبوں پر مسکراہٹ سی رقص کرنے لگی اور اس نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا......

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"ایک انتہا پسند بہت کچھ کر سکتا ہے...... بہت کچھ...... رانی بہت کچھ" وہ مدہوش ہو رہا تھا۔

اور رانی جیسے اچانک بچھے جال میں پھنس گئی تھی اور پھڑ پھڑا رہی تھی...... اس کا دل چاہ رہا تھا وہ کہیں دور بھاگ جائے...... راجہ کہیں دور چلا جائے...... اسے اس سے شدید خوف آنے لگا تھا...... وہ اس انجام سے خود بھی بچنا چاہتی تھی اور اس کو بھی بچانا چاہتی تھی...... راجہ مست ہو رہا تھا اور وہ بدمست...... وہ محبت جتلا رہا تھا اور وہ محبت جھٹلا رہی تھی...... اس پر شدت طاری تھی اور اس پر رقت...... وہ اسے گرفت میں لینا چاہتا تھا اور وہ فرار چاہتی تھی وہ اسے پانے کی تمنا رکھتا تھا اور وہ ہارے بیٹھی تھی...... تم کو کیسے سمجھاؤں کہ تم جو سوچ رہے ہو...... ایسا کچھ نہیں ہوگا...... اس لئے مجھ پر اعتبار کر کے اپنے دل سے سارے خدشے نکال دو...... دیکھو میں وہی ریاضت تو کر رہی ہوں...... تمہیں تمہارا حق دینے کیلئے عبادت کر رہی ہوں...... میں کتنے کٹھن مراحل سے گزر رہی ہوں...... کاش تم جانو...... میں تو سولی پر لٹک رہی ہوں...... اپنی جان...... اپنی آرزوئیں...... تمنائیں...... جذبے...... اور محسوسات سب کچھ...... اور وہ جذبہ بھی...... جس کو تم بھی محبت کہتے ہو اور میں بھی...... میں قربان کرنے کے درپے ہوں...... اور ابھی بھی تم مشکوک ہو...... میں کس زبان سے تمہیں سمجھاؤں...... تم سمجھنا نہیں چاہتے...... تم کچھ سننا نہیں چاہتے...... راجہ ایک بات بتاؤ...... میں جس مرحلے سے گزر رہی ہوں...... اور لمحہ لمحہ جیسے اپنی موت کو گلے لگا رہی ہوں...... اپنے احساسات کو ختم کر رہی ہوں اور اپنے اندر اٹھنے والے تمام جذبات کا خود گلا گھونٹ رہی ہوں کیا یہ کچھ معنی نہیں رکھتا...... کچھ بھی...... کسی کی نظر میں...... اس نے راجہ کی طرف دیکھا وہ اس کے کندھے پر سر رکھے گہری نیند سو رہا تھا...... کیسا معصوم لگ رہا تھا...... مگر اندر سے کس قدر آتش فشاں۔ اے خدا تو ہی بتا...... جب انسان کسی دوسرے کیلئے...... اس کی خوشیوں کے لئے اپنی محبت قربان کرتا ہے...... تو کیا اس کا کوئی صلہ نہیں...... وہ جو لمحہ لمحہ کسی کے لئے مر مر کے جیتا ہے...... کیا وہ تیرے حضور بھی قابل قبول نہیں...... تو بول کیا میں گناہ گار ہوں...... میں تو مخلص ہوں سب کے ساتھ...... اپنے رشتوں کے ساتھ...... میں محبت کرتی ہوں...... یہی میری سزا ہے...... میرے دل میں صرف محبت ہے کسی کے لئے کوئی منفی جذبہ نہیں...... کسی کے لئے کدورت نہیں میں تو کسی کا برا تک نہیں سوچ سکتی...... میں کہتی ہوں میں اپنے جذبوں میں پاک ہوں...... میں اپنی سوچوں میں

کسی کا غلط بھی نہیں سوچ سکتی...... تو پھر اب تو ہی بتا میں کیا کروں...... یہ تو اپنی انتہا پسندی جتلا چکا...... میں کہاں جاؤں...... اور کس کو بتاؤں...... تو تو سچا ہے...... اور سچ کو سمجھتا ہے...... تو سینے میں چھپے سچ سے بھی واقف ہے...... تو میرے اندر کے سچ کو جانتا ہے...... میں جھوٹی نہیں...... بے وفا نہیں...... میں تیری بھی عقیدت مند ہوں...... اور تجھ سے بھی محبت کرتی ہوں...... اور تیرے بندوں سے بھی...... کیا یہی میری سزا ہے...... تو ہی بتا یہی صلہ محبت ہے کہ میں خوفزدہ سی اپنی جگہ پر بیٹھی ہوں...... میں محبت کر کے مجرم ہوگئی...... راجہ نے ایسی باتیں کیوں کہیں...... وہ مجھے کیا بتانا چاہتا ہے...... مجھے کیا سمجھانا چاہتا ہے...... کیا اس نے کوئی راز تو نہیں جان لیا...... اس نے راجہ کی طرف دیکھا...... وہ ابھی تک سو رہا تھا...... گہری نیند وہ کتنی دیر اسے مسلسل یونہی بیٹھی دیکھتی رہی کہ اگر اس نے ذرا سی بھی حرکت کی تو کہیں اس کی آنکھ نہ کھل جائے...... اور وہ جو نیند کی وادی میں میٹھے سپنے دیکھ رہا ہے کہیں ٹوٹ نہ جائیں...... وہ تو اس کو سکون پہنچانا چاہتی تھی اس کی خوشی میں خوش رہنا چاہتی تھی...... وہ بیٹھ بیٹھ کر تھک گئی تھی...... بار بار اس کی طرف دیکھتی...... آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتیں...... اور پھر ان کو اندر ہی اندر پی لیتی...... میں اب راز جاننے لگی ہوں...... کہ محبت کے پودے کو تو لمحہ بہ لمحہ دم توڑنے والی آہوں، سسکیوں اور آنسوؤں سے ہی سینچا جاتا ہے...... مگر معلوم نہیں یہ پودا پھلے پھولے گا بھی کہ نہیں...... یا پھر یونہی راستے میں سوکھ جائے گا...... کیا یہ آبیاری ضائع جائے گی...... کیا یہ آنسو یونہی رائیگاں جائیں گے...... راجہ نے کروٹ بدلی...... اور اسکی آنکھ کھل گئی۔

"میں یونہی سو رہا تھا......"

"ہاں......"

"اور تم نے مجھے بتایا ہی نہیں...... تم تھک تو نہیں گئیں...... معاف کرنا مجھے ذرا بھی احساس نہیں ہوا"

"راجہ یہ تو بہت معمولی بات ہے تم کیوں پریشان ہو رہے ہو۔ کیا میں تمہاری محبت کے جواب میں اتنا بھی نہیں کر سکتی...... کیا تم مجھے کسی قابل نہیں سمجھتے......؟"

"نہیں ایسی بات نہیں...... میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ تم اتنی دیر سے یونہی بیٹھ کر تھک تو نہیں گئیں......"

"لاؤ مجھے اپنا پاؤں دکھاؤ......"

وہ اس کا پاؤں کھول کر دیکھنے لگا...... زخم کافی حد تک مندمل ہو چکا تھا......

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

''رانی اب بس تھوڑا ہی کام رہ گیا ہے......''

''کس کا......؟''

''ارے بھئی پاؤں کا اور کس کا......؟''

''کس میں...... کٹنے میں......''

''خدا نہ کرے......رانی کیسی باتیں کرتی ہو ان خوبصورت پاؤں پر میں اپنی جان نہ وار دوں''

رانی کھلکھلا کر ہنس دی۔

''ہنس کیوں رہی ہو......؟''

''تمہاری محبت تو میرے پاؤں کی زنجیر بنتی جا رہی ہے......''

''تو کیا تم اس زنجیر کو توڑنا چاہتی ہوں......؟''

''نہیں تو......تم نے یہ سوچا کیسے......''

''تو پھر تم نے اسے زنجیر کیوں کہا......کیا تم اسے گلے کا ہار نہیں کہہ سکتی''

''ہاں...... ہے تو......''

''رانی تم جلدی ٹھیک ہو جاؤ...... پھر......؟''

''پھر کیا......؟''

''بتاؤں گا......لیکن ابھی نہیں......''

''پھر کب......؟''

''جلد ہی ایک دو دن میں......''

''کیا کوئی خوشی کی بات ہے......؟''

''ایسی بھی خوشی کی بات نہیں''

وہ اس کے پاؤں پر مرہم لگا کر پٹی کرنے لگا......

اب ذرا آہستہ آہستہ چل کر دکھاؤ......

''اچھا......وہ اٹھ کر لرزتے قدموں کے ساتھ چلنے لگی......''

''میرا ہاتھ پکڑ لو......کیا میرے سہارے پر اعتبار نہیں''

''ایسی باتیں مت کیا کرو...... میرا دل کٹتا ہے''

وہ اس کا ہاتھ تھام کر آہستہ آہستہ چلنے لگی اور راجہ اس کو سہارا دیے ہوئے پورے

کمرے کا چکر لگانے لگا...... وہ کتنا مسرور ہو رہا تھ...... اسکے سنگ ...... اس کو سہارا دے کر...... جیسے کوئی......طاقتور کسی کمزور کو سہارا دے کر اندر ہی اندر خوش ہوتا ہے......

''رانی اب تم لیٹ جاؤ......تم تھک گئی ہو گی''

اور وہ اسے بستر پر لٹا کر باہر جانے لگا......

''کہاں جا رہے ہوں......؟''

''اس سے ملنے......اس کی تیمارداری بھی تو مجھ پر لازم ہے......تم اور......وہ...... دونوں سے محبت جو کرتا ہوں۔

اور وہ مسکراتا ہوا باہر نکل گیا......

گلفام بستر سے اٹھ کر آہستہ آہستہ چل رہا تھا...... راجہ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر مسکرانے لگا......

''کیسی ہے وہ......؟''

''ٹھیک ہے...... آج تمہاری طرح چل رہی تھی...... میرا سہارا لے کر آؤ تم بھی مجھے ہاتھ پکڑاؤ...... تمہیں بھی ابھی میرے سہارے کی ضرورت ہے......''

''صرف سہارے کی......؟''

''اور کیا چاہتے ہو......؟''

''کیا کچھ دے سکتے ہو......؟''

''سب کچھ......اگر جان بھی مانگو تو......''

''اور رانی کو کیا دے سکتے ہو......''

''اس کو تو سب کچھ دے دیا ہے......اب میرے پاس کچھ بھی نہیں''

''تو کیا تم اپنی جان نہیں دو گے...... کیونکہ وہ اگر تم مجھے دے دو گے تو اس کو کیا دو گے......؟''

راجہ اس کی بات سن کر خاموش ہو گیا...... وہ بالکل توقع نہیں کر رہا تھا کہ وہ اس کو ایسی باتوں میں الجھائے گا......

''لاؤ مجھے اپنے زخم دکھاؤ......''

گلفام نے خاموشی سے اپنے پاؤں اس کے آگے کیے۔

''اب ان کو کھلا چھوڑ دو......اب کسی چیز کی ضرورت نہیں''

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

''راجہ جو زخم نظر نہیں آتے...... ان کا علاج کیسے کرنا چاہئے''

راجہ نے اس کی طرف غور سے دیکھا اور آہ بھری

''ان کو بھی کھلا چھوڑ دو...... وہ بھی ٹھیک ہو جائیں گے''

''اور اگر ہوا لگنے پر مزید پھیل جائیں تو......؟''

''تو پھر ان کا علاج ممکن نہیں......''

''اس کا مطلب ہے بہت سے زخم اور بیماریاں لا علاج ہوتی ہیں''

''ہاں...... کہہ سکتے ہو......''

''راجہ کچھ نہ کچھ تو علاج ہونا چاہئے...... ورنہ ناسور اندر ہی اندر پھٹ کر سارے جسم کو سڑانڈ بنا دیں گے......''

''ہونا تو ضرور چاہئے...... مگر کچھ نہ ہو سکے تو پھر خاموش ہو جانا چاہئے''

راجہ کی بات سن کر وہ خاموش ہو گیا......

''صرف ایک دو دن کی بات ہے......''

''پھر کیا ہو گا......؟''

''تم ٹھیک ہو جاؤ گے......''

''میں چل پھر سکوں گا......''

''ہاں...... کیوں نہیں......''

''پھر میں واپس جا سکوں گا......''

''ضرور...... تم خوشی سے جا سکتے ہو'' راجہ مسکرا کر بولا۔

اور گلفام کا اس وقت دل چاہا کاش وہ اسے نہ جانے دے...... ایک بار پھر اسے روک لے...... مگر اب شاید وہ بھی اندر سے چاہتا تھا کہ وہ چلا جائے...... اور اب وہ مزید یہاں نہیں رکے گا...... اب اس کو اپنا ذہن تیار رکھنا چاہئے...... وہ کسی دن بھی یہاں سے جا سکتا ہے...... اس نگری کو...... اس کے باسیوں کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر...... وہ اپنے ساتھ یہاں سے کیا کیا لے کر جائے گا...... حسین تحفہ...... اسکی محبت...... اس کی چاہت...... مگر اسے نہیں...... امانت میں خیانت اس کا منصب نہ تھا...... اسے اپنا منصب بھی تو یاد تھا...... اور اسے ہر حالت میں اسے برقرار رکھنا تھا ''کیا سوچ رہے ہو گلفام......؟''

''کچھ نہیں...... یہی کہ اپنے سنگ تم لوگوں کی محبت اور خلوص کا تحفہ لے کر جاؤں

گا...... جو میرے لئے قیمتی اثاثہ ہوں گے......''

''ہاں...... خدا کرے...... تم خیریت سے جاؤ...... اور ہمیشہ خوش رہو...... چاند کی طرح چمکو...... اور دوسروں کو خوبصورت، مدھم روشنی دو......''

''راجہ تم بھی چاہتے ہو کہ میں چاند بنوں''

''ہاں...... کیوں نہیں...... ہر انسان کی طرح میں بھی تمہارے لئے خوبصورتی کا طلبگار ہوں......''

تم کتنے اچھے ہو...... تم واقعی محبت کرنا اور محبت جتلانا جانتے ہو......''

''اب تم ٹھیک ہو جاؤ...... تو پھر جشن منائیں گے......''

''کیسا جشن......؟''

''تمہاری صحت کا......''

''رہنے بھی دو......''

''کیوں...... محبتوں کو بانٹنا گناہ ہے......''

''لیکن اتنی بھی خوشی کیا......؟''

خوشی تو خوشی ہوتی ہے چاہے چھوٹی ہو یا بڑی...... اور میں اسے ضرور منانا چاہتا ہوں''

''اچھا...... جیسے تمہاری مرضی......'' گلفام نے محبت سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''میں تمہارے لئے کچھ پھل لے کر آتا ہوں...... تم آرام کرو......''

اور راجہ پھل لینے چلا گیا......

نجانے کیوں جانے کے نام سے اس کا دل ایک دم پریشان ہو گیا تھا اسے رہ رہ کر رانی یاد آ رہی تھی...... کتنے دنوں سے وہ اسے ایک دفعہ بھی دیکھنے نہ آئی تھی...... لیکن وہ خود بھی بیمار ہے...... مگر اس سے پہلے...... نجانے کیا بات ہے...... وہ کیوں نہیں آئی...... شاید وہ مجھ سے ناراض ہے...... میری سچی باتیں ہمیشہ اس کو ناراض کر دیتی ہیں...... مگر وہ مان بھی تو جاتی ہے...... وہ بھی حقیقت کو سمجھتی ہے...... اور تصورات کی دنیا کو بھی...... وہ اپنی ذات میں حقیقت بھی ہے اور شناسائی بھی وہ باہر جا کر رانی کو کیسے بھول پائے گا...... جس نے اس کے اندر کی دنیا کو لا کر اس کے سامنے بالکل کھول کر رکھ دیا تھا...... اسے کیسے کیسے جذبوں سے آشنا کیا تھا...... کیا واقعی وہ اسے بھول پائے گا...... کیا وہ حقیقت میں بھلائی جا سکتی ہے...... وہ ایسی

www.pdfbooksfree.pk
Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہستی تو نہ تھی جسے آسانی سے بھلایا جاسکے کاش اس کے بس میں ہو......اور وہ اسے اپنے اندر سما کر یہاں سے لے جائے......کیسی بھرپور محبت وہ اس سے کرتا تھا......اور شاید وہ بھی...... اور شاید راجہ بھی......دونوں سے اور شاید وہ بھی راجہ سے......سب ایک دوسرے کے لئے بنے تھے......اور ایک دوسرے کیلئے آزمائش بھی بن رہ تھے......

راجہ پھول لے کر آ گیا......آج پھولوں کی مہک دور سے آ رہی تھی......

"لگتا ہے آج پھول بہت خوش ہیں......" گلفام اس کی طرف دیکھ کر بولا......

"کیوں......؟"

"ان کی خوشبو بتا رہی ہے......"

"بڑی بات ہے کہ تمہیں ان کی خوشبو سے ان کی خوشی کا پتہ چل گیا"

"راجہ خوشبو آتی تب ہے......جب اندر باہر ہر طرف خوشی ہو......سکون ہو......اور پھر وہی مہک اردگرد پھیل جاتی ہے"

"گلفام جب تم یہاں سے جاؤ گے......تو تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ تم کتنے بدل چکے ہو......"

"راجہ مجھے ابھی بھی اس کا احساس ہے......"

"لگتا ہے تمہارے احساسات کی دنیا بہت طاقتور ہے"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا......؟"

"تمہاری اتنی باتیں سن کر مجھے اندازہ ہو گیا ہے......"

"راجہ کہیں تم مجھ سے ناراض تو نہیں ہوتے رہے......"

"کس بات پر......"

"میری باتوں پر......"

"ہاں......کبھی کبھی میں اندر ہی اندر تم سے ناراض ہوتا رہا کہ تم ایسی انوکھی اور ادھوری باتیں کر کے مجھے خواہ مخواہ کیوں الجھا دیتے ہو......آخر مجھے سمجھاتے کیوں نہیں"

"کیا......؟"

"انہیں ادھوری باتوں کا مطلب......"

"اگر وہ سمجھا دی جائیں تو ان کا ذائقہ ختم ہو کر رہ جائے اور وہ باتیں، باتیں نہ رہیں محض توضیحات اور توجیہات بن جائیں"

"مجھے تو تمہاری منطق کی سمجھ نہیں آتی"

"کوئی منطق نہیں......یہ بھی مصلحت ہے یا پھر میری مجبوری کہ میں ادھوری باتیں کرتا ہوں......"

صرف تم نہیں رانی بھی ایسی باتیں کرتی ہے......پھر میں اور خفا ہو جاتا ہوں"

"کس پر......؟"

"تم دونوں پر......"

"تم خفا مت ہوا کرو......ہم کبھی نہیں چاہیں گے کہ اتنا محبت کرنے والا شخص ہم سے ناراض ہو جائے"

"یہی تو تم لوگوں کی بات ہے......ناراض بھی کرتے ہو اور پھر مناتے بھی ہو"

"کیا کریں......مٹی کے وجود جو ٹھہرے کبھی ٹوٹتے ہیں......گرتے ہیں پھر جڑتے ہیں......کسی ایک حالت میں مسلسل قائم نہیں رہ سکتے......"

"بس اب باتیں مت بناؤ......اور آرام کرو......"

"پھر کیا ہوگا......؟"

"جشن......"

"میرے جانے کا......"

"ایسا ہی سمجھو......"

"اچھا......جیسے تمہاری مرضی......"

"کیا تم اداس ہو رہے ہو......؟"

"ہاں......کبھی کبھی......اتنے پیار کرنے والوں کو چھوڑ کر جانا کیا آسان ہوتا ہے......"

"ہاں جانتا ہوں......لیکن کیا کیا جائے......جانا تو ہوتا ہے"

"زندگی کے سفر میں آنے جانے کے سوا اور ہے ہی کیا......؟"

"تم دل تھوڑا مت کرو......وہاں جاؤ گے تو ہمیں بھول جاؤ گے"

"راجہ کیا بھلانا اتنا ہی آسان ہے......"

جانتا ہوں کہ کسی کو بھلانا بہت مشکل کام ہے مگر تم دیکھنا کہ آہستہ آہستہ تم ہمیں

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بالکل بھول جاؤ گے''

''میرا خیال ہے ایسا کبھی نہ ہو گا...... تم تو ہمیشہ میرے اندر ہو گے...... جیسے خون کے لئے گردش ضروری ہے ایسے ہی میرے لئے تم لوگوں کی یاد بہت ضروری ہے......''

''یہ تو تمہاری محبت ہے......''

''اسی کے تو سب کھیل ہیں......''

''اچھا اب میں چلتا ہوں...... رانی بھی منتظر ہو گی''

''ہاں...... اب میں ٹھیک ہوں...... تم جاؤ''

راجہ خوش تھا کہ دونوں ٹھیک ہو گئے اور اس نے اپنے طور پر آبشار کے کنارے اکٹھے شام گزارنے کا فیصلہ کیا تھا اس نے کھلے میدان میں آگ کا الاؤ روشن کر رکھا تھا اور اس میں ہرن بھوننے کے لئے لٹکا رکھا تھا...... اور تھوڑی دور رنگ برنگے پھولوں کی پتیوں کی چادر سی بچھا رکھی تھی...... انواع و اقسام کے پھلوں کی ڈھیریاں بھی ساتھ ساتھ لگا رکھی تھیں اور مشروب بھی ایک طرف رکھے تھے...... پھولوں کی چادر کے اوپر اس نے اپنا طنبورہ قرینے سے سجا رکھا تھا...... دور سے آنے والوں کے لئے یہ نظارہ کسی جنت سے کم نہ تھا پھیکی مدہم شام، بہتی آبشار...... پھلوں...... پھولوں...... اور آگ کے پٹاخوں کے ساتھ خوبصورتی کا حسین منظر پیش کر رہی تھی...... سارا انتظام کر کے وہ گلفام کو لینے چلا گیا۔

''آؤ گلفام...... سارا انتظام مکمل ہے...... اب جلدی کرو......''

''راجہ تم کن چکروں میں پڑ گئے ہو......''

''کوئی چکر نہیں...... بس تم جلدی کرو...... میں رانی کو لے کر ابھی آتا ہوں''

''تو کیا تم نے اسے بتایا نہیں......''

''نہیں...... ابھی جا رہا ہوں......''

میرا خیال ہے وہ نہیں آئے گی......

''لو بھلا یہ کیسے ممکن ہے...... میں خود جب اسے کہوں گا وہ ضرور آئے گی...... تم چلو...... میں آ رہا ہوں''

''اچھا میں جا رہا ہوں''

رانی پلنگ پر لیٹی تھی......

''رانی تم سو رہی ہو......''

''نہیں تو...... کیا بات ہے......؟''

''تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا......''

''ہاں...... کہو کیا بات ہے......؟''

''رانی اٹھو...... تم تیار ہو جاؤ...... آج خوب اچھی طرح تیار ہو جاؤ''

''کیوں...... خیریت ہے؟''

''ہاں...... بس کہا نا...... آج تم وہی لباس پہننا اور سنو خوب پھولوں کے ہار بھی...... کہ ہر طرف بس تمہاری مہک ہی مہک ہو...... آج بس خوشبو ہو...... آج بس تم ہو...... اور یہ موسم ہو...... اور آج ہم ہنسیں گے...... کھل کر...... بہت دنوں کے بعد...... یوں لگ رہا ہے جیسے کالی گھٹائیں جھوم جھوم کر جا چکی ہیں اور اب صرف چاندنی ہے...... خوشبو ہے...... اور ٹھنڈی ہوا......''

راجہ اتنا خوش تھا کہ پاگل ہو رہا تھا اور رانی اس کو ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ اٹھ کر تیار ہونے لگی...... وہی سفید لباس جو وہ کبھی کبھار پہنا کرتی تھی...... پھولوں کے گجرے...... ہار...... کلیاں...... آج پھر وہ بہت دنوں کے بعد خوشبوؤں میں رچی بسی اس کے سامنے آئی تو وہ حیرت سے اسے دیکھتا رہ گیا۔

''کیا ہوا...... ایسے کیوں دیکھ رہے ہو......؟''

''چاند بہت دنوں کے بعد بدلیوں سے نکلا ہے......''

''بولو کہاں جانا ہے؟''

''میرے سنگ...... ہمیشہ میرے ہی سنگ......''

''تو تیار ہوں نا...... چلو جہاں کہتے ہو......''

اور دونوں مسکراتے باتیں کرتے ہوئے چلنے لگے

''راجہ کس طرف لے کر جا رہے ہو......؟''

''آبشار کے پاس......''

''اس وقت...... کیوں......؟''

''کہا نا...... بس دل چاہ رہا ہے......''

''تم بھی عجیب ہو......''

''لیکن عجیب باتیں نہیں کرتا......''

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اور دونوں مسکرانے لگے......

''راجہ یہ آگ تم نے جلا رکھی ہے......'' رانی نے دور سے آگ دیکھ کر کہا

''ہاں......''

جیسے ہی وہ قریب پہنچے...... وہ گلفام کو دیکھ کر ساکت سی رہ گئی...... قدم جہاں تھے وہیں رک گئے اسے معلوم نہ تھا کہ وہ یہاں ہوگا...... یوں لگا جیسے دل دھڑکنا بھول گیا ہو...... اسے یوں محسوس ہونے لگا جو چلہ وہ کاٹ رہی تھی اچانک ٹوٹ گیا ہو اور جو ریاضت وہ کر رہی تھی ساری اکارت گئی...... اس نے اپنے آپ سے جو وعدہ کیا تھا...... اب سارا کچھ ختم ہو گیا...... راجہ تم نے اچھا نہیں کیا...... وہ دل مسوس کر رہ گئی...... راجہ تمہیں کیا معلوم کہ تم نے میرے ساتھ کیا کیا ہے...... میں کیسے تمہیں بتاؤں۔

اور وہ اسے پھر اسی روپ...... اسی خوشبو میں دیکھ کر پھر پاگل سا ہونے لگا...... بہت مشکلوں سے تو یہ دل سنبھلا تھا...... اور اب پھر...... وہ اسی حلیے میں اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی رات گہری ہو رہی تھی اور چاند اپنی چاندنی اپنے دامن میں بھرے پورے آسمان پر حکمرانی کر رہا تھا...... اس بات سے قطع نظر کہ ایک چاند اور چاندنی ...... اس کے ہم پلہ ہیں...... اس کے سامنے میدان میں کھڑے ہیں......

''آؤ رانی ...... اس موسم کو...... اس جشن کو...... اور اس رات کو خوب اچھی طرح منائیں''

رانی جیسے کسی خواب سے چونک گئی ہو۔

''گلفام میں نے تمہیں کہا تھا نا کہ رانی ضرور آئے گی...... دیکھو وہ آ گئی ہے''

رانی نے حیرت سے دونوں کی طرف دیکھا اور خاموشی سے راجہ کے ساتھ بیٹھ گئی...... سامنے گلفام بیٹھا تھا...... ایک طرف الاؤ روشن تھا...... اور دوسری طرف وہ تھے...... وہ خاموشی سے بیٹھی اپنے آنسو اندر ہی اندر پیتی رہی اور گلفام اسے کنکھیوں سے دیکھتا رہا......

''آج کی شام کتنی حسین ہے کہ ہم سب اکٹھے بیٹھے ہیں......''

''ہاں......'' وہ آہستہ سے بولی۔

''رانی ...... ہم سب کو مشروب پلاؤ......''

اور وہ اٹھ کر دونوں کے آگے مشروب رکھنے لگی...... اس کے ہاتھ مسلسل کانپ رہے تھے...... پھر پھل کاٹ کر ان کو پیش کئے...... وہ کتنی پریشان ہو رہی تھی...... کسی کو بھی علم نہ تھا۔

''رانی یہ طنبورہ پکڑاؤ...... میں اسے بجاتا ہوں''

اور پر سکون فضا میں طنبورے کی آواز کیا گونجنے لگی کہ دونوں بے بس ہونے لگے...... ایک دوسرے کی طرف خاموش نگاہوں سے دیکھتے اور پھر اس کی مدھر آواز سے لطف اندوز ہوتے ...... راجہ شاید آج بہت خوش تھا...... اسی لئے اپنی ہی لے میں نجانے کتنی دیر تک بجاتا رہا۔

''لو رانی...... تم بھی بجاؤ...... تمہیں بھی تو یہ بجانا آتا ہے......''

''مگر میرا دل نہیں چاہ رہا......''

''رانی ہم جشن صحت منا رہے ہیں...... اس لئے ہم سب بہت خوش ہیں اور خوشی کے موقع پر کوئی انکار، کوئی بہانہ نہیں''

رانی نے کنکھیوں سے گلفام کی طرف دیکھا اور شاید اس کی طرف سے اجازت پا کر اس نے طنبورہ راجہ کے ہاتھ سے لے لیا۔ جیسے ہی اس نے طنبورہ بجانا شروع کیا...... گلفام کی آنکھیں حیرت اور شوق سے چمکنے لگیں...... یوں لگ رہا تھا کہ وہ اپنی انگلیوں سے نہیں بلکہ دل کے تاروں سے اس کو بجا رہی ہو...... ایسا سوز پیدا ہو گیا تھا کہ خود بھی راجہ حیران رہ گیا...... وہ محبت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''رانی ...... آج تو تم نے کمال کر دیا...... اتنے عرصے کے بعد تم نے طنبورہ بجایا اور وہ بھی ایسا پر اثر ......'' راجہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کس طرح اس کو خراج تحسین پیش کرے......

گلفام خاموشی سے مگر پر شوق نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا...... آج کی شام کس قدر حسین ہے...... ہر طرف رنگ، خوشبو، حسن...... اور نغمگی ہے...... تم ہو...... اور تم بھی تو ہو...... ہاں آج کی رات صرف تم ہو...... سنو میرے اندر...... اور باہر بھی...... اپنے خوبصورت سراپے کے ساتھ...... اور میں کچھ بھی نہیں کچھ تو نہیں...... صرف اور صرف تم ہو...... گلفام سر جھکائے سوچ رہا تھا۔

''کیا سوچ رہے ہو گلفام......؟'' راجہ نے اسے چونکا دیا......

''تم دونوں میرے پاس ہو...... اب اور کیا سوچ سکتا ہوں''

''رانی تم برتن لگاؤ میں ابھی گوشت لے کر آتا ہوں''

وہ اٹھ کر چلا گیا اور وہ اس کے آگے برتن لگانے لگی۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

''تم جا رہے ہو......''

''ہاں......''

''کب......؟''

''شاید کل......''

''مجھے چھوڑ کر......''

''ہاں یہی ضروری ہے......''

''مجھے یاد کرو گے......''

''یاد ان کو کیا جاتا ہے جن کو بھلا دیا جائے......''

''تم آج بول کیوں نہیں رہے......؟''

''کہنے کو کچھ بھی نہیں......''

''کیا تم مجھ سے کچھ نہیں پوچھو گے......؟''

''نہیں......''

''کیوں......؟''

''سب کچھ جانتا ہوں......''

''بڑے سمجھدار ہو گئے ہو......''

''کسی نے بنا دیا ہے......''

''آج کیا محسوس کر رہے ہو......؟''

''دھرتی، آکاش، پھول اور دل...... سب مسکراتے ہوئے ایک دوسرے سے مل رہے ہیں''

''میرا خیال ہے اس جذبے کو تم نام دینا اور پہچاننا اچھی طرح جان گئے ہو......''

''شاید......''

''کیسا لگا سب......؟''

''اپنے بارے میں بتاؤ......''

''تم سمجھتے ہو......''

''رہنے دو......''

راجہ بھنا ہوا تازہ ہرن لے آیا سب نے خوب اچھے طریقے سے کھایا...... مشروبات

پیئے...... پھل کھائے...... اچھی اچھی باتیں کیں اور موسم اور ماحول سے خوب لطف اٹھایا......''

رات گہری تاریک ہو رہی تھی...... جب وہ لوگ واپس آ گئے......

''راجہ بہت شکریہ کہ آج تم نے میرے لئے یہ سب کیا......''

''میں یہ الفاظ دوبارہ نہیں سننا چاہتا......''

''کیا جذبات کو لفظوں کا جامہ پہنانا بری بات ہے''

''نہیں...... لیکن ایسے الفاظ نہیں''

راجہ نے مسکرا کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

راجہ میں کل شام کو یہاں سے چلا جاؤں گا''

''اچھا......'' راجہ زخمی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

رانی نے افسردگی سے کے ساتھ اس کی طرف دیکھا اور دونوں اپنی جھونپڑی کی طرف چل دیئے۔

راجہ بہت مسرور تھا...... آج اس نے بہت لطف اٹھایا بہت دنوں بعد رانی بھی صحت مند لگ رہی تھی...... یوں لگ رہا تھا پھر کائنات حرکت میں آ گئی ہو...... وہ جمود جو ہر طرف چھایا تھا اور جس یکسانیت نے ان کی زندگیوں کو اتنا مردہ اور دلوں کو اتنا زنگ آلود بنایا تھا اب یوں محسوس ہونے لگا تھا کہ اسی شام سے زندگی میں پھر رنگ و بو کا سیلاب آ گیا ہو ہر طرف خوشبوؤں کے میلے اور طراوت سی چھا گئی ہو...... وہ خوشی سے رانی کی طرف بڑھا مگر وہ تو اس کے جانے کی فکر سے اداس ہو رہی تھی۔

''رانی آج زندگی کتنی بھرپور اور حسین لگ رہی تھی...... جیسے مکمل ہو گئی ہو''

''ہاں...... سب زندگی کے رنگ ہیں''

''کیا ان رنگوں سے تم خوش نہیں ہوئی؟''

''ضروری نہیں کہ ہر رنگ انسان کو خوشنما بنا دے''

''کیا تم پھر آج افسردہ ہو......؟''

''نہیں...... تو...... لیکن کبھی کبھی بہت زیادہ خوشی افسردگی کی شکل اختیار کر لیتی ہے''

''یہ تاسف کیوں......؟''

''گزرے وقتوں...... اور لمحوں کی یاد''

''میں سمجھا نہیں......''

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

''ہر بات کو سمجھنا ضروری بھی تو نہیں......''

''تم آج پھر اداس ہوگئی......اور میں خوش ہو رہا تھا کہ تم ٹھیک ہوگئی ہو......''

''ہاں...... ایسا ہی ہے...... بعض اوقات جس کو ہم خوشی سمجھتے ہیں وہ خوشی نہیں ہوتی...... وہ تو کچھ اور ہوتی ہے...... وہ شاید کسی اچھی بات پر دل کے ایک دم دھڑکنے کو ہم خوشی کا نام دے دیتے ہیں...... راجہ ہم بہت دور نکل آئے ہیں...... وادیوں میں...... بھول بھلیوں میں اور شاید ٹیڑھی میڑھی پگڈنڈیوں پر...... یوں جیسے ہم کھو جائیں گے...... خاک میں پنہاں ہو جائیں گے......اور پھر خبر تک نہ ہوگی......''

''کس کو......؟''

''اس کو......جس کو ہونی چاہئے''

راجہ اس کی باتیں سن کر پریشان ہوگیا اور وہ جو خوشی اور مسرت کے جذبات لیکر اس کی طرف بڑھ رہا تھا...... یونہی تہی دست اور تہی داماں لوٹ آیا...... خاموشی سے منہ پھیر کر لیٹ گیا تھا......اور وہ حسرت سے در و دیوار کو دیکھتی رہی۔

راجہ چپ چاپ خاموشی سے لیٹ گیا اور رانی بغور اسے دیکھتی رہی اور اندر ہی اندر اپنے آپ سے الجھتی رہی...... سارے واقعات اس کی آنکھوں کے سامنے گزر رہے تھے...... وہ لمحہ......ویدکا......اور شناسائی کا جس نے اس کی دنیا کو تہس نہس کر دیا تھا جب وہ چاند بنا تھا اور وہ اس کی چاندنی میں نہائی تھی...... وہ کیونکر اس کو بھلا پائے گی...... کیا کسی کو اس کی تمام تر خوبصورت یادوں کے ساتھ بھلا دینا آسان کام ہوتا ہے اور وہ......تو کوئی عام نہ تھا...... اس نے تو اس کے اندر کی دنیا کے کتنے دروازے وا کیے تھے...... کتنے جذبوں سے اسے شناسا کیا تھا اور کتنی حقیقتیں اس پر واضح کی تھیں...... کیا اس کو بھلا دینا آسان کام ہوگا...... وہ کس طرح اس کے بغیر زندگی گزارے گی...... وہ یہاں پر اس کو نہیں ملتا...... مگر اک احساس تو ہوتا ہے کہ وہ ہے اور اس کے ہونے کا احساس ہی تو اس کے لئے زندگی کی علامت ہے......اور جب وہ چلا جائے گا تو زندگی کتنی بے رونق، بے رنگ اور یکسانیت سے بھرپور ہو جائے گی...... کیا...... وہ زندگی، زندگی ہوگی...... کیا اسے زندگی کہا جا سکے گا...... کیا اس میں وہ سب کچھ ہوگا جس سے زندگی کی شعاعیں پھوٹتی ہیں اور جن ریشوں سے اس کا تانا بانا بنا جاتا ہے...... میں کیسے زندہ رہ پاؤں گی...... راجہ آہستہ آہستہ اسکے ذہن سے محو ہوتا جا رہا تھا...... اور وہ اپنی تمام تر وجاہتوں اور روشنیوں کے ساتھ اس کے دماغ میں نمودار ہو رہا تھا اور آہستہ آہستہ اس کی

کرنیں اس کے اندر کے تمام خلیوں اور ساختوں کو اپنے حصار میں لپیٹ رہی تھیں......اور وہ چپ چاپ اپنی جگہ بغیر حرکت کیے ان روشنیوں کو اندر سمیٹ رہی تھی...... اس کا اندر روشن ہو رہا تھا اور اس کے دماغ میں ایک ہی وجود نے جگہ بنائی تھی...... وہی روشن وجود، اور روشن نکیا...... وہ بالکل حرکت نہ کر رہی تھی...... اندر کی تمام قوتیں اور جذب سب روشنی کے چکر میں آگئے تھے اور اس کی اپنی ذات بالکل ختم ہوگئی تھی...... بالکل صفر...... کچھ بھی نہیں تھا...... جیسے مٹی کی مورت...... صرف تم ہی تم...... ہاں صرف تم...... روشنی کے مجسم پیکر...... میری کوئی ذات نہیں......کوئی اہمیت نہیں...... میں کچھ بھی نہیں......صرف تم ہو......اور تمہاری روشنی اور میں تو ختم ہی ہوگئی ہوں اب مجھے تم سے مل جانا چاہئے تمہاری ذات میں مدغم ہو کر اپنے آپ کو ختم کر لینا چاہئے...... تاکہ میری حقیقت مٹ جائے اور میں ختم ہو جاؤں اور صرف تم رہو وہ یوں اٹھی جیسے روبوٹ ہو......اور نادانستہ اس کے قدم اس کی طرف اٹھنے لگے...... وہ چاندنی رات میں اپنا سفر شروع کرنے کی تیاری کر رہا تھا...... وہ اپنی پوٹلی باندھ رہا تھا۔

''رانی......تم......اس وقت......؟'' وہ چونکا۔

''میں تو ہر لمحہ...... ہر وقت تمہارے ساتھ ہوں...... بدن میں سانس کی طرح......''۔

''تم یہاں کیوں آئی ہو......؟''

''تو پھر کہاں جاؤں......؟''

''خدا کے لئے یہاں سے چلی جاؤ...... میں اسی لئے آج رات جانے کی سوچ رہا تھا کہ تم لوگوں سے مل نہ پاؤں اور آج ہی یہاں سے چلا جاؤں......''

''دماغ منصوبے بنائے اور دل کو خبر نہ ہو...... یہ کیسے ممکن ہے......''

''رانی مجھے...... پریشان مت کرو...... تمہیں تمہاری یہ سلطنت اور راجہ مبارک ہو...... میں جا رہا ہوں''

''اگر تم سب کچھ لے لو......''

''نہیں......میرا یہ منصب نہیں''

''اگر مجھے......؟''

''نہیں......''

''بس ایک دفعہ......''

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

''نہیں...... ناممکن......''

''صرف...... ایک بار......''

''ناممکن......''

''رک جاؤ......''

''ایک بار......''

''نہیں......''

''صرف ایک......''

گلفام پوٹلی پکڑ کر مڑنے لگا...... اور اس نے اپنی چادر کھول کر کندھوں پر ڈالی...... اس کا وجود خوشی سے پھولنے لگا کہ وہ سلامت جا رہا تھا...... جیسے ہی وہ مڑا۔

رانی نے اس کو پیچھے سے زور سے کھینچا...... اس نے بجلی کی سی سرعت کے ساتھ چادر کو سنبھالا اور اسے ایک طرف کیا مگر اس کی قمیض پیچھے سے پھٹ گئی اور اس کا کپڑا اس کے ہاتھ میں آ گیا...... اس دم راجہ نمودار ہوا...... اس کی آنکھوں میں آنسو تھے کرب سے اس نے دونوں کو باری باری دیکھا اور خاموشی سے مڑنے لگا......

''سنو راجہ...... ایسی بات نہیں...... تم غلط مت سمجھو......''

گلفام اس کے پیچھے بھاگا......

''سنو خدا کے لئے ہم مجرم نہیں...... گنہگار نہیں...... غلط مت سمجھو...... میں بے وفا نہیں۔ غدار نہیں......'' وہ رونے لگا چیخنے لگا۔ اور رانی اپنی جگہ پر ساکت کھڑی رہی وہ کچھ نہ بول سکی وہ کچھ کہنا چاہتی تھی...... مگر کیا...... جو دیکھا جائے وہی حقیقت ہوتی ہے...... اور جو سنا جائے کہا جائے...... وہ جواز ہوتے ہیں...... اور حقیقت کے سامنے جواز کیا معنی رکھتا ہے...... جیسے اس کی اپنی ذات حقیقت سے صفر ہو گئی تھی...... وقت رک گیا تھا...... اور وہ منتظر تھی...... کس کی...... اسے خود بھی معلوم نہ تھا......

گلفام راجہ کو پکاتا رہا...... اور اسے واسطے دیتا رہا مگر وہ اندر کوٹھڑی میں جا چکا تھا...... اس نے جھونپڑی کے سارے دروازے بند کر لئے تھے...... اور گلفام دروازے پیٹ رہا تھا...... مگر وہ اندر مزار پر جا کر دعا کر رہا تھا...... نجانے کیسی...... گلفام ڈر رہا تھا...... وہ دروازہ مسلسل پیٹ رہا تھا...... رانی ساکت کھڑی تھی...... مجرم نہ ہوتے ہوئے بھی مجرم...... اور گلفام رو رہا تھا...... بے گناہ ہوتے ہوئے بھی گنہگار اور راجہ حقیقت سے ناآشنا ہوتے ہوئے

بھی حقیقت کو سمجھنے کا دعویدار...... کیسے سب ایک مقام پر آ کھڑے ہوئے تھے سب گنہگار...... اور جیسے کائنات منتظر تھی...... بس ایک صور کی...... جب سب کچھ فنا ہو جائیگا...... کچھ بھی باقی نہ رہے گا...... نہ انسان...... نہ اس کی حقیقت...... نہ یہ سفر...... بس خسارہ ہی خسارہ...... اور اب وہ اسی مقام پر تھے ان کے لئے کیا ہونے والا تھا کون سا خسارہ کس کا مقدر تھا...... اور راجہ شاید کہیں گم ہو چکا تھا...... نظر نہ آ رہا تھا...... رانی درختوں کے سائے تلے...... باڑوں کی اوٹ میں گم ہو چکی تھی اور وہ کھلے آسمان تلے رو رہا تھا اوپر دیکھ رہا تھا...... دہائی دے رہا تھا...... اس کو اپنی بے گناہی کے واسطے دے رہا تھا...... مگر ہر کوئی دوسرے سے متنفر تھا...... ایک کا گناہ دوسرے کے گلے ڈال رہا تھا...... آنے والی بربادیوں کا دوسرے کو ذمہ دار ٹھہرا رہا تھا...... اور سب اپنے آپ کو سچے ثابت کرنے کی کوشش میں تھے......

''رکو...... سنو...... ایسا مت کرو...... مت منہ موڑو...... ہم گنہگار نہیں...... ہم تو حالات کے مارے لوگ ہیں...... ہم تو سچے ہیں...... اور تو بھی تو سچا ہے...... اور جانتا ہے سچے کیسے اذیتیں سہتے ہیں...... ہم سچ کہتے ہیں تیری ذات کی قسم تیرے آسماں اور اس پر چمکنے والے چاند، تاروں کی قسم...... اور تو جو اندر ہے اور باہر بھی ہم سچے ہیں...... مگر رانی کسی دعا میں شریک نہ تھی...... وہ تو وہیں ساکن کھڑی تھی...... اور وہ دروازہ پیٹ رہا تھا...... تھک گیا تھا...... مگر دہائی دے رہا تھا جیسے زندگی کی آخری سانسوں تک پر امید ہو...... اور یقین دلانے کی کوشش کر رہا ہو...... مگر ہر کسی نے کان لپیٹ لئے تھے...... کوئی بھی نہیں سن رہا تھا...... نہ راجہ...... نہ رانی...... نہ اوپر والا...... وہ کتنا رویا...... کتنا چلایا...... کسی نے نہ سنی...... وہ تھک کر دروازے کے ساتھ لگ کر بے ہوش ہو گیا وہ کہاں تھا...... کس جگہ پر تھا...... کسی کو خبر نہ تھی...... اور پھر وقت رک گیا...... ہر شے اپنی جگہ ساکن ہو گئی اور راجہ کی سلطنت صفحۂ ہستی سے مٹ گئی......

جب آنکھ کھلی تو لوگ اس کے اردگرد جمع تھے...... وہ کہاں تھا...... یہ سب لوگ کون ہیں...... اور وہ یہاں کیوں پڑا ہے...... اس نے کونسا سفر طے کیا ہے...... اور یہاں کیوں......؟ اس نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا۔

''مبارک ہو...... اٹھنا...... بیدار ہونا...... اور نظروں سے دیکھنا مبارک ہو...... ہم تیرے ہی منتظر تھے''

سب لوگ چلائے۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اس نے پھر حیرت سے ان کی طرف دیکھا۔

"تم کون ہو......؟"

"ہم بتاتے ہیں کہ ہم کون ہیں...... مگر پہلے ہمیں تو بتا دے کہ تو کون ہے...... سن تو اس دھرتی کا چاند ہے...... تیرا آنا ہمارے لئے باعث رحمت اور برکت ہے...... جب تو یہاں وارد ہوا ہم قحط میں مبتلا تھے اور بس...... تیری وجہ سے...... ہماری کھیتیاں لہلہانے لگی ہیں...... تیری وجہ سے ہمارے سونے آنگن میں بہار آئی...... تیری وجہ سے ہمیں دوبارہ زندگی ملی...... اور تیری وجہ سے ہم دوبارہ روشن اور منور ہوئے...... تو تو ہمارا چاند ہے اس دھرتی کا چاند اور ہم تیرے ستارے ہیں...... اٹھ اے چاند ہمارے سنگ چل...... اٹھ کہ ہمیں تیری رہنمائی چاہئے...... تو ہمارا لیڈر ہے...... اٹھ...... کہ ہم تیرے منتظر ہیں اور ہم تیری طرف ہی تو دیکھ رہے تھے کہ کرم ہو گیا اور تم ہم تک آ پہنچے...... کیسی لطف و کرم کی بات ہے...... جو چاہو مانگو...... وہ پورا ہو جائے......

وہ حیرت سے ان کی طرف دیکھنے لگا......

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے...... میں...... میں...... تو گنہگار......"

"نہیں چاند غلط فہمی ہمیں نہیں ہوئی...... تیرا سفر ہی ایسا تھا...... تو کوئی روشنی کا سفر طے کر کے آیا ہے...... شاید شناسائی کا...... اور دید کا"

ہاں اس نے بھی کچھ ایسا ہی سنا تھا...... مگر کہاں......؟"

اس کا دماغ الجھنے لگا......

"لیکن سنو...... رہنے دو...... تمہیں کیا علم...... کہ میرے اندر کیا دکھ ہے...... کیا غم ہے...... میرے اندر کی دنیا کس دوراہے پر کھڑی ہے اور میں کہاں ہوں میرے اندر کی دنیا پریشان سی ایک جگہ پر کھڑی ہے میرے اندر وقت رک گیا ہے...... تو میں کیا میری ہستی کیا......؟"

"جانتے ہو جب اندر وقت رک جاتا ہے تو کیا ہوتا ہے......؟"

تب سارے موسم وقت کی قید سے آزاد ہو جاتے ہیں...... تب سارے لمحے وقت اور مقام کی زنجیروں سے آزاد ہو کر امر ہو جاتے ہیں اور صرف ایک لمحہ ایک وقت جو دید کا ہوتا ہے ٹھہر جاتا ہے......

اور جو تیرے اندر دکھ ہے...... جو غم ہے...... جو یاسیت ہے...... وہ ان لمحوں کا ثمر

ہے...... اور جو انسان کو وہ درجہ عطا کرتا...... جب وہ صفر سے بلندی کی طرف شروع کرتا ہے...... سن تو دکھی ہے تو ہم دکھی ہیں...... تو غمگین ہے تو ہم بھی اداس ہیں...... مگر پھر بھی خوش ہیں...... جو چاہا وہ مل گیا...... اور...... تو غم نہ کر......"

"مگر میں گناہگار ہوں......"

"غم نہ کرو...... کون ہے اس دنیا میں جو گناہوں سے پاک ہو...... زندگی ہے تو گناہ ہیں...... مگر امید کر اس کی طرف...... جو ایک دفعہ ہی پانی پھینک کر پتھر کو صاف کر دے...... جیسے اس پر کبھی مٹی کی تہہ ہی نہ تھی...... پتھر کو ایسے شفاف، چمکدار کر دے جیسے ہیرا...... اب بول...... تو کیا ہے اور کیا چاہتا ہے......"

وہ خاموش ہو گیا اور آنسو اس کی آنکھوں سے رواں ہو گئے...... اتنا رویا کہ سب رونے لگے...... جیسے سینے پھٹنے کے قریب ہوں...... زبانیں گنگ تھیں...... نگاہیں جھکی ہوئی تھیں...... اور دل...... دل تو جیسے دھڑکنا ہی بھول گئے تھے...... سب منتظر تھے کہ وہ کیا کہتا ہے...... اس کا دل صرف دھڑک رہا تھا...... کچھ کہہ رہا تھا...... اور دماغ سن تھا...... زبان خاموش تھی...... اس نے اردگرد دیکھا...... موسم میں گرد و غبار سا اڈ رہا تھا...... ملگجی سی دھوپ چھائی ہوئی تھی...... اور کہیں بھی سایہ نہ تھا...... اس نے آسمان کی طرف دیکھا...... سورج ایسے چمک رہا تھا جیسے گھٹن کا شکار ہوا ہو...... اور بہت غمگین اور دکھی ہو کر روشنی دے رہا ہو...... اسے یوں لگا جیسے اس کی طرح وہ بھی اس دوراہے پر کھڑا تھا...... جہاں ایک قدم کے بعد روشنی کے دروازے وا ہوتے ہیں...... وہ بھی سوچ رہا تھا...... اسکی طرح...... اگلے قدم کے بارے میں، وہ کیا ہو گا......؟ اس نے آسمان کی طرف دیکھا...... تو سب نے اس کی پیروی کی...... اس نے نظریں اردگرد دوڑائیں تو سب نے ویسا ہی کیا...... وہ سوچ میں پڑ گیا...... تو وہ بھی سوچنے لگے...... وہ حیران ہو رہا تھا...... وہ کیسی دنیا اور کیسے لوگ تھے...... جو اس کی یوں پیروی کر رہے تھے جیسے اس کے غلام ہوں......

وہ اٹھا...... تو وہ بھی اٹھ گئے...... اس نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا...... یہ تو وہی چہرے ہیں...... شناسا سے شاید جن سے کبھی وہ واقف تھا...... تو کیا وہ لوٹ آیا تھا...... اپنوں میں...... اور اب تو سب اس کے اپنے اس کے گرد تھے...... تو کیا انہوں نے اسے نہیں پہچانا تھا...... شاید نہیں...... اب وہ ان کے درمیان تھا...... ان کا چاند...... جیسے اس کے باپ

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

نے کہا تھا......تو وہ خود کہاں تھا......شاید ان لوگوں کے اندر...... وہ پھر سوچ میں پڑ گیا......اور اندر کی طرف نگاہ کی وہاں صرف ٹھہرا وقت تھا...... وہ تمام آخری لمحے...... وہ تمام یادیں...... اور وہ تمام ہیولے......سارا اس کے اندر موجود تھے...... جیسے کوزے کے اندر بند ہوں......اور آہستہ آہستہ اسے یاد دلا رہے ہوں......اس کے اندر سے ہوک اٹھی...... یاسیت کی لہر......اس نے دل کھولا......ان کو دیکھا......سب کچھ وہیں قائم تھا......اس کے چہرے پر سنجیدگی چھانے لگی......اس نے دل بند کر دیا......اور چہرے پر مسکراہٹ لانے کی کوشش کی......اور ان کی طرف دیکھا......وہ بھی منتظر تھے......اس کی نظروں کے......اس کے اشارے کے......

وہ ان کے ساتھ چلنے لگا...... وہ خوشی سے چلائے......مبارک ہو کہ تم ہمارے ساتھ ہو...... اے ہمارے چاند ہم تمہارے ستارے ہیں اور انہوں نے چاند کو آگے کیا اور خود ستاروں کے جھرمٹ کی طرح آگے، پیچھے، اردگرد نمودار ہونے لگے...... وہ خوش تھے......اور مسکرا رہے تھے......مگر وہ دکھی تھا......اور غمگین بھی جیسے چاند...... جو صرف چمکتا ہے اور روشنی بھی دیتا ہے اور جو جانتا ہے......کہ اس کا اندر کتنا بنجر ویران اور سونا ہے...... جہاں نہ ہریالی ہے نہ پانی...... جہاں نہ خوشی ہے نہ غمی...... جہاں کچھ بھی نہیں......اور جہاں کوئی موسم نہیں...... کیونکہ وہاں وقت نہیں اور جو وقت کی قید سے آزاد ہو جاتے ہیں......صرف وہی چمکتے ہیں اور......اب وہ بھی وقت کی قید سے آزاد ہو چکا تھا......اب اس پر بھی کوئی موسم، رنگ و بو اور کچھ بھی اثر نہ کرے گا......اب وہ صرف چمکے گا...... دوسروں کے سنگ......صرف ان کو روشنی دے گا جو اس کے طلبگار ہیں...... وہ چاند ہے......کہا سچ ہوا......ستاروں نے سجدہ کیا اور چاند نے نذرانے قبول کئے......اس کے اندر ہوا سی چلی دکھ کی......مگر کوئی قطرہ نہ ٹپکا......انہوں نے پھر کہا وہ مسکرایا...... ہاں اس کا مسکرانا ہی اس کو زیب دیتا ہے جیسے اس کا چمکنا......

❁......❁......❁

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk